THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222705
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—43—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ١٩١٥ ع ٣١ ع　　Accession No. U787

Author ویسی اسٹیو برا ٹائڈر

Title مرقع ادرنگ

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون صانع سخن آفرین بنا و ناطق فرمائی لسان

مرقع ارژنگ مسمی به کلیات فیضی

مطبع نامی منشی نولکشور میں بصد حسن و زیبائی منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات جلّ جلالہٗ

یارب شرف دہندۂ ظلِ ہما ہے تو | ہر دردِ لادوائے بشر کی دوا ہے تو
وحدت کے دُرج کا گہرِ بے بہا ہے تو | ہر ایک شئے کا باعثِ نشو و نما ہے تو
حقا کہ شہریارِ دیارِ بقا ہے تو

تو قادر و غیور و غنی و کریم ہے | تو مالک و سمیع و بصیر و علیم ہے
تو وارث و حلیم و غفور و رحیم ہے | تو حافظ و حفیظ و عزیز و حکیم ہے
واحد ہے تو قدیر ہے تو کبریا ہے تو

اے کردگار اب تو یہ ہنگامِ یاس ہے | اعمالِ بد سے اپنے نہایت ہراس ہے
…ں ہے کبھی اداس کبھی بیحواس ہے | پیدا کیے کا اپنے اگر تجکو پاس ہے
بخشندۂ جرائمِ بے انتہا ہے تو

چاہے جو تو گدا کو ابھی بادشا کرے | ذرّے کو اوجِ نیرِ اعظم عطا کرے

دُر کو خذف نذف کو دُرِ بے بہا کرے
قطرے کو دم مین قلزم بے انتہا کرے
بحرِ عطا و بخشش و جُود و سخا ہے تو

جسکو عطا کیا اوسے بے انتہا دیا
مجکو تو حوصلے سے ہمیشہ سوا دیا
ذرے کو آفتابِ منور بنا دیا
قدرت کا اپنی سبکو تماشا دکھا دیا
الحق کہ [illegible] سا ہے تو

مین ہون غریب اور تو عاجز نواز ہے
مین دردمند و زار ہون تو چارہ ساز ہے
بے شبہ ذاتِ پاک تری بے نیاز ہے
لیکن فقط مجھے تری رحمت پہ ناز ہے
سچ ہے کہ عیب پوش ہر اہلِ خطا ہے تو

واقف ہے خوب تو مرے مافی الضمیر سے
اب ملتجی نکر مجھے شاہ و وزیر سے
سارے تعلقات چھڑا دے فقیر سے
بیٹھون جو تیرے در پہ نہ اوٹھون حصیر سے
اے کارسازِ خلق سمیع الدعا ہے تو

بندے کو زیرِ دامنِ رحمت پناہ دے
خواہان نہین مین اب کہ مجھے اوج و جاہ دے
باآبرو یہ عمرِ بقیہ نباہ دے
بھٹکا ہون راہِ راست بس اتنی نگاہ دے
صیقل کنندۂ دلِ اہلِ صفا ہے تو

کی [illegible] دم مین کر دیا
دامن مین اوسکے گوہرِ مقصود بھر دیا
بڑھ بڑھ کے حوصلے سے سِوا مال و زر دیا
صحت دی اور آنکھون کو نورِ نظر دیا
حامی ہر ایک رنج مین ہر ایک کا ہے تو

اب دل سے میرے حسرتِ دنیا نکال دے
صدقِ مقال دے مجھے اکلِ حلال دے
اپنے کرم سے عشق علی کا اسپنے کمال دے
جو مانگتا ہون تجھسے وہ لے ذوالجلال دے

بندہ تو مین ہون وارث و مالک مرا ہے تو

کچھ فکرِ توشۂ سفرِ آخرت نہ کی
کچھ ہمنے صورتِ طلبِ مغفرت نہ کی
پیش آنے والی راہ کی کچھ منزلت نہ کی
توبہ بھی بھولے سے عوضِ معصیت نہ کی
ہمسے سیاہ کارون کا بس آسرا ہے تو

ہم اسکا رات دن ہے کہ اپنا تو ہے یہ حال
مخلوق و بدمزاج و بداطوار و بدخصال
کوئی ہنر نہ یاد نہ حاصل کوئی کمال
فکرِ معاد کچھ ہے نہ اندیشۂ مآل
پیرِ شکستہ پاے جہاں کا عصا ہے تو

ثبت میرے دلکو عشقِ حقیقی کا اپنے داغ
روشن ہو میرے خانۂ دل مین یہی چراغ
حاصل ہو مجکو فکر سے کونین کے فراغ
کر عطرِ معرفت سے معطر مرا دماغ
مطلب ہے تو مراد ہے تو مدعا ہے تو

میرا کوئی جہان مین تیرے سوا نہین
عبدِ ذلیل مجھسا کوئی دوسرا نہین
جرم و گناہ کی مرے کچھ انتہا نہین
بحرِ کرم کا تیرے بھی پایان ذرا نہین
ناآشنا زمانہ ہے اک آشنا ہے تو

وارث ہے بیکسون کا ضعیفون کا دستگیر
ہر اک بلا مین بندون کا اپنے تو ہے نصیر
مدت سے بندہ قیدِ مصیبت مین ہے اسیر
دلوا دے اب نجات سپئے حضرتِ امیر
اربابِ مشکلات کا حاجت روا ہے تو

وہبی یہ عرض کر کہ سن ای میرے کردگار
موقوف ہین کرم پہ ترے میرے جملہ کار
راز اپنا کس سے کہیے کہ ہے کون رازدار
پنہان وہ کیا ہے جو کہ نہین تجھہ پہ آشکار
سرِ خفی و رازِ جلی جانتا ہے تو

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

یارب بسوزِ سینۂ سلطانِ انبیا
یارب بدردِ زخمِ سرِ شاہِ لافتا
یارب بآہِ سردِ دلِ اشرف النسا
یارب بپائے اسیریٔ بیمارِ کربلا

جو جو صلے ہیں دے سکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

پیغمبرِ زمان کی رسالت کا واسطہ
خیر النسا کی عفت و عصمت کا واسطہ
خیبر کشا کی جرأت و ہمت کا واسطہ
مظلومِ کربلا کی شہادت کا واسطہ

جو جو صلے ہیں دے سکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

تجھکو جوانیٔ علی اکبر کا واسطہ
تجھکو گلوئے تشنۂ اصغر کا واسطہ
تجھکو ہمارے زینبِ مضطر کا واسطہ
تجھکو حسین کے تنِ بے سر کا واسطہ

جو جو صلے ہیں دے سکے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

محفوظ رکھا آگ میں اپنے خلیل کو
بہرِ کلیم کر دیا پایاب نیل کو
اور دی شکست لشکرِ اصحاب فیل کو
اب دے نجات مجھسے بھی عبدِ ذلیل کو

جو جو صلے ہیں دے سکے مری سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

کن کن عنایتوں کے کروں شکر میں ادا
احسان کونسا ہے جو مجھپر نہیں کیا

ممنون منت اونکا ہونے نہیں دیا
رکھا صحیح تو نے ہر اک عضو تن مرا

جو حوصلے ہیں دل کے مری سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

جسکا کوئی نہیں ہے تو اوسکا ہے دستگیر
زندان غم میں رہتا ہوں ابتدا سے اسیر
بے یار و آشنا کا تو ہے یار و نصیر
امداد کس سے چاہے بجز تیرے یہ ترا فقیر

جو حوصلے ہیں دل کے مری سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

افعال بد سے اپنے بہت شرمسار ہوں
تجھ سے ترے کرم کا پر امیدوار ہوں
سچ ہے گناہگار ترا بے شمار ہوں
بے یار و غمگسار و غریب الدیار ہوں

جو حوصلے ہیں دل کے مری سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

اے داد رس جہان کے ہو اب مری بھی داد
میعاد ہجر ہے رنج و الم کی ہنوز زیاد
کوئی نہیں پھرا ہے ترے در سے نامراد
سن لے یہ عرض میری تو اے خالق عباد

جو حوصلے ہیں دل کے مری سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

کسکو پکاروں جز ترے فریاد رس ہے کون
تجھ سا نگاہبان مرا ہر نفس ہے کون
کسکو صدا دوں میں کہ مرے پیش و پس ہو کون
ناسازوار مجھ پہ ہوا یہ برس سے کون

جو حوصلے ہیں دل کے مری سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

کس عیش سے نباہ دی طفلی سے تا شباب — دولت عطا کی عہد جوانی مین بےحساب
پیری کچھ میری ہو نہ اب دیکھو خراب — امراض کے سبب نہین تن مین توان و تاب

جو جو صلے ہین تیرے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

چاہے جو تو تو ذرے کو تابان ابھی کرے — ہر اک خذف کو گوہر غلطان ابھی کرے
مور ضعیف کو بھی سلیمان ابھی کرے — مجھسے گدا کو غیرت سلطان ابھی کرے

جو جو صلے ہین تیرے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

بے تیرے کون میری خبر لینے آئیگا — مجھ روسیاہ کے کوئی کیون ناز اوٹھائیگا
تجھسا رحیم کون ہے جو رحم کھائیگا — اس قید غم سے مجھے تو ہی چھڑائیگا

جو جو صلے ہین تیرے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

مان باپ سے زیادہ مجھے چاہتا ہے کون — رزاق و بندہ پرور و حاجت روا ہے کون
بیکس نواز و حافظ و مشکلکشا ہے کون — فریادرس غریبون کا تیرے سوا ہے کون

جو جو صلے ہین تیرے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہین کہ زر و ملک و مال دے

کیا منھ مرا جو شکر عنایت ادا کرون — کیا حوصلہ جو مین تری حمد و ثنا کرون
اب عرض حال کس سے مین تیرے سوا کرون — بندون سے شرم آتی ہے کیا التجا کرون

جو جو صلے ہین تیرے مرے سب نکال دے

یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

اس عرضداشت پر ہو مری دستخط شتاب
مظلوم ہوں بڑھاپے میں مٹی نہو خراب
تیرے کرم کے صدقے سے ہو جاؤں کامیاب
مجھ روسیاہ کی یہ دعا کرے مستجاب
جو حوصلے ہیں دل کے مرے سب نکال دے
یہ چاہتا نہیں کہ زر و ملک و مال دے

منقبت جناب امیر المومنین علیہ السلام

ناشاد یا علیؑ ہوں مجھے شاد کیجیے
حامی ہے کون آپ ہی ارشاد کیجیے
مسموع اس غلام کی روداد کیجیے
کس سے سوا حضور کے فریاد کیجیے
حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

خورشیدِ آسمانِ امامت ہو یا علیؑ
بوئے گلِ ریاضِ سعادت ہو یا علیؑ
نورِ چراغِ راہِ ہدایت ہو یا علیؑ
شاہنشہِ دیارِ ولایت ہو یا علیؑ
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

تم نائبِ پیمبرِ عالی وقار ہو
نام آورانِ دہر میں تم نامدار ہو
تم گوہرِ بے بہائے یمِ افتخار ہو
مختارِ کارخانۂ پروردگار ہو
حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

۶

تم ہو نہالِ دین کے ثمر یا ابو تراب
تم ہو نبی کے جان و جگر یا ابو تراب
تم ہو وصیِ خیرِ بشر یا ابو تراب
بر حالِ ما غریب نگر یا ابو تراب

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اے اُمتِ نبی کے طرفدار الغیاث
ہم پر بہت سے ہے زرنۂ افکار الغیاث
رنج و الم ہیں درپئے آزار الغیاث
میں ہوں غریب و بیکس و بے یار الغیاث

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

مشکل کشا دیا ہے خدا نے تمہیں خطاب
ہوتے ہو بارگاہِ الٰہی میں باریاب
لازم ہے خاکساروں پہ مہر اے فلک جناب
کیونکر تمہیں پکاریں نہ ہنگامِ اضطراب

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

حق نے کیا ہے آپ کو خلق اپنے نور سے
حاصل کمالِ قرب ہے ربِ غفور سے
بہتر کیا ملائک و غلمان و حور سے
اب عرض التماس ہے اتنی حضور سے

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اک دم میں فتح کر دیا خیبر کو آپ نے
مارا وغا میں مرحب و عنتر کو آپ نے
کشتہ کیا اُحد میں ہر افسر کو آپ نے
روضے میں دی پناہ کبوتر کو آپ نے

حکمِ خدا سے جلد تر امداد کیجیے

اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

حق کی طرف سے مالک کون و مکان ہین آپ
ہادی و رہبر ملک و انس و جان ہین آپ
بیشک قسیم کوثر و نار و جنان ہین آپ
مشکلکشائے خلق خدا بیگمان ہین آپ

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

خاطر بہت ہے آپکی رب غفور کو
منظور ہو تو دی ہے یہ طاقت حضور کو
نور بصر عطا ہوا بھی چشم کور کو
تسکین ہو مرے بھی دل ناصبور کو

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

مرہ سفنے چاہا کینے سے کھدوائیے مزار
دو اونگلیان لحد سے نکلتے ہی ایکبار
دو ٹکڑے اوسکو کر گئین مانند ذوالفقار
مجھپر بھی مہر ہو مین اس اعجاز کے نثار

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

ہفتاد بار زندہ نصیری کو کر دیا
راہ خدا مین آپ نے سجدے مین سر دیا
سائل کو بے شمار شہا مال و زر دیا
دامن گل مراد سے کسکا نہ بھر دیا

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قید رنج سے مجھے آزاد کیجیے

کشتی مری ہے قلزم اندوہ مین تباہ
تم نا خدائے زورق غم ہو خدا گواہ
جلدی لگا دو پار اسے لے کل کے بادشاہ
عرصے سے بندہ دیکھ رہا ہے تمھاری راہ

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

کہلائے جو حضور کی سرکار کا غلام
سب جانتے ہین آپکا مشکلکشا ہے نام
ناکام بس وہی رہے غیرون کی نکلین کام
حاجت روا ہماری بھی کر دیجے یا امام

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

اب جان پر بنی ہے نہ عرصہ لگائیے
سلمان کیطرح مجھے غم سے چھڑائیے
اے وارثِ شکستہ دلان جلد آئیے
اب جلد کوئی معجزہ آقا دکھائیے

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

ہر سمت دیکھتا ہون جو مین غمزدہ بغور
کسکو ہے تاب ضبط کہان تک اُٹھاؤن جور
مامن درِ حضور سوا اب نہین ہے اور
راحت سے مین نہ بیٹھون گا جبتک ہے غم کا دور

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

امیدوارِ عفو جرائم ہے روسیاہ
بہرِ جنابِ سیدہ یا شاہِ دین پناہ
دربار مین حضور کے آیا ہے عذر خواہ
وہبی پہ اپنے کیجیے اب مہر کی نگاہ

حکم خدا سے جلد تر امداد کیجیے
اب قیدِ رنج سے مجھے آزاد کیجیے

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

قصیدۂ فارسی بمدح خداوند نعمت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقباله

1 جامع اقبال و جاه و حشمت و عالیجناب
2 نامی نام آوران دہر و گردون انتساب

3 انداز اہل ہنر و فخر ایجاد در سپہر او فلق
4 با وقار و با لیاقت سرگروہ شیخ و شاب

5 منبع مہر و عنایت مجمع خلق و کرم
6 نادر اہل جہان و فخر دوران انتخاب

7 شاد دل سلطان منش رستم ہمم ثابت قدم
8 یاور افتادگان و مرد میدان لاجواب

9 نازبردار مساکین و کفیل عاجزان
10 واقف درد و ملال صاحبان پیچ و تاب

11 لمعۂ نصفت کرامت گشت او را آنچنان
12 کرد روشن خانۂ دل را مثال آفتاب

13 شادمان خاطر ہمہ ادنی و اعلی در جہان
14 وصف خورشید کرم افزون تر از حد و حساب

15 روز روشن میکند شب را ضیاے مہر فیض
16 صبح شام تیره را سازد مثال آفتاب

17 از کرم گردید ہر کس بہره مند و کامران
18 حامی و حاجت روائے اہل حاجت بحساب

19 بہر کار عاجزان عہد در خلق آمده
چون نباشند اہل عالم کامران و کامیاب

اسم والا ایست چو در بحر قصیده نامده
دادم اندر صنعت توشیح ہم توضیح و تاب

مطلع ثانی

اے ضیائے ہر دو چشم ماہتاب و آفتاب | از ظہورت کرد ارض و آسمان نور اکتساب
آسمان از اوج اقبالت سراپا سرنگون | وز ضیائے اختر جاہ تو ذرہ آفتاب
کرسی ایوان تو ہم پایۂ چارم فلک | ہمسر تو کیست بالائے زمین گردون جناب
پایگاہش گشت بالاتر ز گلچینان خلد | ہر کہ شد در محفل چرخ احتشامت باریاب
بار یابد گر سہا بر آستان باشد قمر | ذرہ گردد بر زمین طالع مثال آفتاب
آستان درگہت حاجت روائے خاص و عام | چون نباشد از درت اعلیٰ و ادنیٰ کامیاب
معدن لطف و عطا و مخزن جود و سخا | صاحب مہر و کرم ذی رتبہ و گردون جناب
بام توصیف تو برتر نارسا فکر رسا | جاہ و حشمت بیشمار و شان و شوکت بیحساب
حاتم از رشک سخایت خاک شد زیر زمین | قلزم از ابر کف فیاض تو ہست آب آب
نامی نام آوران و افسر گردان دہر | حامی رستم دلان و مرد میدان لاجواب
رستم و سام و نریمان پیش تو مانند زال | زور بازوئے تو بالا زیر دست افراسیاب
زافگند سرہائے اعدا قطرۂ باران مثال | آب شمشیرت بقتل میکند کار سحاب
سنگ و آہن را مثال موم میسازد دو نیم | کوہ مثل کاہ زیر تیغ تو فولاد آب
شیر دل آہو روش طاؤس وش پیکر پری | رخش خوش اسلوب تو در ربع مسکون انتخاب
افسر اسپان سبک رو بسکہ از باد نسیم | میرود بر سطح آب روان مثل حباب
فیل بالا قد بسان نردبان آسمان | چشم گردون ہم ندیدہ مثل او رفعت مآب
بر دعا ختم قصیدہ وہبی اکنون میکند | داستان مدح والائے تو بیحد و حساب
تا بعالم ہست دور گنبد نہ آسمان | تا بود پر نور روز و شب ز ماہ و آفتاب

یا الٰہی در جہان قائم بماند مثل خضر | با ہزاران جاہ و حشمت منشئ عالیجناب

قصیدۂ دیگر بزبان اردو بتوصیف موصوف الیہ

اے معدنِ سخا و عطا حاتمِ زمان | اے بیکس و غریب کے غمخوار و مہربان
بیشک فلک جناب ملائک مآب ہے | ذی رتبہ کوئی تجھسا زمانے مین ہے کہان
تیرے سوا کسیکو یہ رتبے ہین کب نصیب | جاہ و جلال و دولت و حشمت شکوہ و شان
ہین تجھسے کامیاب وضیع و شریف خلق | مہمان ہے تیرے مائدۂ فیض پہ جہان
کرتا ہے تو غریبون کی شام و سحر مدد | ہے تیری ذات خلق مین ملجاے بیکسان
مردم شناس کوئی بجز تیرے اب نہین | اشراف کا جہان مین فقط تو ہے قدردان
مفلس کو دیکے دولت و حشمت کیا غنی | پیر آیا تیرے در پہ تو ہو کر گیا جوان
مخلوق کی ہے مدِ نظر پرورش تجھے | تجکو عزیز کیون نرکھے خالقِ جہان
محتاج آکے پوچھتے ہین تیرے کوچے مین | بتلادے ہمکو کوئی درِ حاتمِ زمان
مذکور ہو نہ تیرا نہین ایسی کوئی جا | ہر انجمن مین تیرے کرم کی ہے داستان
بیل و بہار اہلِ گلستانِ خلق کا | مانندِ گل صفات مین تیرے ہے وا دہان
سائل سوال جو کرے ارزان یہان ہو وہ | سرکار یہ وہ ہے کہ نہین کوئی شے گران
بھوکھا جو آئے سیر ہو نان نعیم سے | ننگا جو آئے پاے حریر و قز و کتان
گھوڑا جو کوئی مانگے تو فیل اوسکو بخشدے | مانگے دوشالہ کوئی تو دے اوسکو بدربان
خالی نجاے در پہ ترے سائل آنکر | حاصل ہو اوسکو تجھ سے جو مانگے وہ بیگمان
باغی بھی کوئی آکے اگر گل طلب کرے | بے شبہہ پاے گل کے عوض سارا بوستان

یکتا ہے جود و فیض مین روئے زمین پہ تو
تیرا نظیر ایک نہین زیر آسمان

تیرے گل سخا و کرم کی بہار سے
بالفعل باغ فیض امیرون کا ہے خزان

ہر دم ہے تیرا ذکر ملک کے زبان پر
ہوتے ہین آسمان پہ ترے فیض کے بیان

حاتم سخا مین تجھ سے مقابل نہو سکا
گنج لحد مین جا کے وہ آخر ہوا نہان

وہبی محال ہے جو صفت تجھ سے ہو رقم
ہے جس جگہ قلم قلم فکر کی زبان

طول کلام کوئی بھی کرتا نہین پسند
دست دعا بلند کر اب سوے آسمان

جبتک فلک پہ صور سرافیل دم کرے
جبتک نشان صبح قیامت کے ہون عیان

جبتک کہ چرخ پر مہ تابان کا دور ہے
جبتک فلک پہ جلوہ کنان ہین ستارگان

جبتک فروغ ذرہ و خورشید کار ہے
جبتک رہے مقیم زمین اور آسمان

جبتک چمن مین مرغ خوش الحان ہین نغمہ سنج
جبتک گل و ثمر سے ہے سرسبز بوستان

یارب فزون ہو رتبہ منشی نول کشور
قائم رہے یہ حشمت و جاہ و شکوہ و شان

آئے نہ اسکے سامنے رنج و الم کبھی
دائم رہے یہ خرم و آباد و شادمان

یارب بعیش و عیش و طرب با جلال و قدر
اسکی رہے ترقی اقبال جاودان

نخل مراد اسکا سدا بارور رہے
پھولا پھلا مدام رہے اسکا بوستان

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل تحمیدیہ از رای سوبھارام صاحب
وصفی تخلص والد ماجد حضرت مصنف

خدا کی حمد کرنے مین رہا قاصر سخن اپنا
محمدؐ کی صفت کچھ کر نہین سکتا دہن اپنا

دکھاتا کیا ہی تو اے باغبان رنگین چمن اپنا
گلستان ہی ہجوم داغ سے سارا بدن اپنا

ہماری آنکھ سی دامن پہ اشک خون نہین گرتے
کہ طفل اشک کو از بس خوش آتا ہے وطن اپنا

امید وصل مین شیرین کی تو نے بیستون کاٹا
مٹایا کچھ نہ قسمت کا لکھا اے کوہکن اپنا

بھروسا کچھ نہین کیا اس دار فانی مین کسی شے سے
بچشم غور دیکھا تو نہ جی اپنا نہ تن اپنا

دل وابستہ او سدم کیا ہی کھلتا ہی برنگ گل
جو ہنس کر بات کرتا ہے کبھی غنچہ دہن اپنا

نہین ہوتے ہین منت کش کبھی ہم غیر سی وصفی
سلائین سوزن عیسی سی کب چاک کفن اپنا

نتائج طبع حضرت مصنف

بجنبہ ہین دونون عالم سے سوائے مصطفا
یا الٰہی دل ہوا ایسا مبتلائے مصطفا

دل ہے میر ابستہ زلفِ دوتا ئے مصطفا
جان ہے پروانہ شمع لقا ئے مصطفا

حکم موسیٰ کو ہوا معراج مین فخلع مگر
تاجِ فرقِ عرش ہے نعلین پا ئے مصطفا

بوریا ئے فقر تخت سلطنت سے ہے سوا
بادشاہ ہفت کشور ہے گدا ئے مصطفا

ذرے ہو او س در کے ہین کیا سیارے کیا شمس و قمر
جلوہ آرا شش جہت مین ہے ضیا ئے مصطفا

شافع محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوب الٰہی ہے سوا ئے مصطفا

جو ہوا سائل رہی اوسکو نہ پھر کچھ احتیاج
ایسا کر دیتی ہے مستغنی عطا ئے مصطفا

آدمی کیا مدح کر سکتے نہین جن و ملک
حقتعالی آپ کرتا ہے ثنا ئے مصطفا

آسمان پر لوگ کہتے ہین جنھین شمس و قمر
زیب ہے کہیے کہ ہین نقشِ پا ئے مصطفا

ہوتی ہے حسرت یہی کیون دل نہ یہ میرا ہوا
دیکھتا ہون جب ہین وہبی نقش پا ئے مصطفا

ہمسے سونعون ہوئی وصفِ رخِ تابان کیا کیا
مطلعِ مہر بنے مطلعِ دیوان کیا کیا

ہیچ اوٹھائینگے ابھی گبر و مسلمان کیا کیا
بل کی لیگی نہ تری کاکلِ پیچان کیا کیا

شب گیسو کا تصور جو بندھا رہتا ہے
نظر آتے ہین مجھے خواب پریشان کیا کیا

آسمان پر جو نظر پڑتی ہے تارون کی طرف
داغ دیتی ہے ترے ماتھے کی افشان کیا کیا

شوق باتون کا جدا حسرت دیدار جدا
قبر مین ساتھ لیے جاتی ہین ارمان کیا کیا

وحشی چشم ترا جان سے شرماتے ہین
مجھ سے رم کرتے ہین آہوے بیابان کیا کیا

سنکے افسانۂ شب ہجر کے اے ماہ لقا
یاد آتا ہے وہ کہنا ترا ہان ہان کیا کیا

عشقبازی سے نہ باز آؤنگا جبتک دم ہے
ہوگا ناصح مجھے سمجھا کے پشیمان کیا کیا

وحشیان آتا ہے جو صحرا مین تری مژگان کا
کرتے ہین نیش زنی خارِ مغیلان کیا کیا

یہ کواکب نہیں آتے ہین نظر گردون پر
آنکھیں دکھلاتی ہے مجھکو شب ہجران کیا کیا

کبھی ہالہ ہے خلش ہے کبھی سینے مین کھٹک
کاوشین کرتا ہے وہ نشتر مژگان کیا کیا

حسرت و یاس و الم نالہ و داغ و غم ہجر
میری سینے مین رہا کرتے ہین مہمان کیا کیا

بیٹھ رہا آپ تو اٹھتے ہی غل یہ مچایا نہ کبھی
عشق ہوگا نہ ابھی سلسلہ جنبان کیا کیا

ظلم سے تیرے یہ تنگ اوستم ایجاد آیا
نالہ لب پر مرے کرتا ہوا فریاد آیا

یار کا نشتر مژگان جو مجھے یاد آیا
ہر رگ و پے سے اوٹھا شور کہ فصاد آیا

جو تری بزم مین اے بانی بیداد آیا
مثل اسپند وہ کرتا ہوا فریاد آیا

اسمین تیشہ کی خطا کچھ ہے نہ خسرو کا قصور
کچھ تو قسمت ہی سے دہر بن فرہاد آیا

ہر ادا پر ہوئی جاتی تھی مری جان نثار
قتل کرنے مجھے کس ناز سے جلاد آیا

وحشت دشت مین بگولا جو اوٹھا مین سمجھا
قیس آیا مرے ملنے کو کہ فرہاد آیا

خیر تھا نہ مرے جفا آپ ہی الزام کرین
لب پہ کس روز مرے شکوۂ بیداد آیا

ہوش اوڑ جاتے ہین جب نکہت گیسو
مرغ بے پر کی اوڑاتا ہوا صیاد آیا

ادب کیجئے کہ مجنون کو ہوا ہے سودا
فصد لی اوسکی ادب سے جو فصاد آیا

انتقام ... کبھی چاہونگا
شرم آئیگی اگر سامنے جلاد آیا

ملاقات ... منہ موڑ گئے
کام تیرے نہ کوئی اور دل ناشاد آیا

سر کٹانے ... جاتا ہون
کوئی جیتا ہون کبھی جو کہتا ہے وہ جلاد آیا

کون کہتا ہے کہ ... نسیم الہام
میرے قابو مین تو کوئی نہ پریزاد آیا

ہون وہ بیکس کہ مری بزم عزا مین وحشی

اور کوئی نہ بجز نالہ و فریاد آیا

میرے دلکو اندنون اک بت کا سودا ہوگیا
یہ تماشا دیکھیے کعبہ کلیسا ہوگیا

اونکی آنکھون کے تصور نے رلایا اسقدر
دیکھتے ہی دیکھتے اشکون کا دریا ہوگیا

یاد مین اک بت کے نالے کر رہا ہے رات دن
کیا دل نالان بھی ناقوس کلیسا ہوگیا

قتل ہوکر مین جو تڑپا خوش ہوئے وہ دیکھکر
رقص بسمل میرے قاتل کو تماشا ہوگیا

جان جاتی ہو مری دیتا نہین گلقند لب
اپنے عاشق کو بلا کو وہ مسیحا ہوگیا

مانی و بہزاد کھینچینگے شبیہ یار کیا
دیکھتے ہی صورت اوسکی اونکو سکتا ہوگیا

اب تو وہبی وہ مسیحا ناز سے کہتا ہے یہ
جان دی جسنے تپ فرقت مین اچھا ہوگیا

تیری الفت مین صنم یہ حال میرا ہوگیا
رنج سہتے سہتے آخر غم کا پتلا ہوگیا

حسن روزافزون کا اونکے شہرہ ایسا ہوگیا
جب نقاب اوٹھا تو فوراً اندرسبھا ہوگیا

ایکدم جاتا نہین اوس آئنہ رو کا خیال
مین یہ حیران ہون کہ اب تکو مرے کیا ہوگیا

خود بخود اغیار غیرت سے نشانہ بنگئے
میری جانب تیر جب اونکا ترچھا ہوگیا

پوچھتے حالت ہو کیا مجھہ خانمان برباد کی
پھرتے پھرتے دشت وحشت کا بگولا ہوگیا

پڑتے ہی موباف سر سے اونکا جوبن اوڑ چلا
حسن کے شبدیز کو کیا خوب کوڑا ہوگیا

درہم داغ جنون کا دل مرا گنجینہ ہے
غم نہین دنیا مین گر توڑون کا توڑا ہوگیا

ترش رو مجھہ سے ہوا جب ساقی شیرین ادا
جام مے عکس جبین سے صاف سرکا ہوگیا

اونکی آرائش ہوئی وہبی مرے جی کا وبال
وان بنین زلفین یہان سایہ پری کا ہوگیا

وصل اوس ماہ کا اک رات میسر نہوا
غیرت برج قمر اپنا کبھی گھر نہوا

روز دو چار تڑپتے نظر آئے ہمکو
کب ترے کوچے مین ہنگامۂ محشر نہوا

اوس پری نے ہمین کوٹھے پہ بلایا نہ کبھی
اوج پر اپنا کسی روز مقدر نہوا

لخت دل کب نبے فرقت ساقی مین کباب
کب مرا خون جگر بادۂ احمر نہوا

کیون نہ تڑپے قفس تن مین مرا طائر روح
دانۂ خال کسی روز میسر نہوا

اونکو باتون مین لگا لایا نہ گھر اپنے کبھی
راہ پر اپنا کسی روز مقدر نہوا

ایک بوسے کی اجازت بھی نہین ملتی ہے
کچھ وظیفہ مرا اسے جان مقرر نہوا

جان دیجے جسپہ سدا عشق مین ہمنے وہبی
ہاے افسوس کہ اپنا وہ ستمگر نہوا

بیان ہو وصف کس سے اوس پریرو سرو قامت کا
نہین ہے سرو قامت بلکہ فتنہ ہے قیامت کا

مرقع مین زمانے کے رہے تصویر سان حیران
مگر دیکھا نہ ثانی اے پریرو تیری صورت کا

کھین کیونکر نہ ہم بتخانۂ مین خانۂ دل کو
کہ رہتا ہے تصور اوسمین ہر اک بت کی صورت کا

نہو محتاج درمان عیسیٰ مریم سے کچھ اے دل
جسے تو درد سمجھا ہے وہی موجب ہے راحت کا

اگر ہو آفتاب حشر کا سایہ مرے سر پر
نہ چھوٹے دل سے سایہ اوس پری کے سرو قامت کا

دکھائینگے بھلا کسطرح سے مونھہ روز محشر ہم
فراق یار مین جینا ہوا موجب ندامت کا

ہماری چشم گریان نے ڈبویا کشت عالم کو
اگر ہو کثرت باران تو ہے نقصان زراعت کا

پری ہے حور ہے وہ یا بشر ہے کوئی اے وہبی
کہ آتا ہے نظر ہر جا یہ جلوہ جسکی طلعت کا

جب دم نزع عیادت کو وہ دلبر آیا
ناز کرتا ہوا دم بھی مرے لب پر آیا

کوچۂ یار سے اوٹھکر جو کبھی گھر آیا
یہ بھی معلوم نہین ہے کہ مین کیونکر آیا

چشم و گوش اسکے نہین مجکو تو یہ حیرت ہے
دل مرا اوس ستم ایجاد پہ کیونکر آیا

دل مین ارمان وصل کا ہوا شاید خون
میرے آنکھون سے لہو آج نکلکر آیا

کوچۂ زلفِ معنبر سے یہ کیا آئی ہے
جھونکا جو آیا ہوا کا وہ معطر آیا

دردِ فرقت کے تدارک کیے لاکھون لیکن
دل کو آرام کسیطرح نہ دم بھر آیا

مین نے دعوی جو کیا یار سے جانبازی کا
ہنسکے فرمایا کہ جی ہان مجھے باور آیا

کچھ فساد اوسکو شبِ وصل بھی ہے مدِنظر
عطر فتنے کا وہ عیار جو ملکر آیا

اشک بے یار ٹپکنے لگے آنکھون سے مرے
میرے آگے جو چھلکتا ہوا ساغر آیا

عاشقون سے نہ کبھی یار کے خالی پائے
ایک بیتاب گیا دوسرا مضطر آیا

مہربانی بھی نہین اوسکی ستم سے خالی
غیر کو ساتھ وہ لایا جو مرے گھر آیا

دیکھو فطرت کہ دمِ نزع مری بالین پہ
ہاتھ ملتا ہوا وہ شوخ ستمگر آیا

ہر گھڑی ذکرِ وفا کرتے ہین اور روتے ہین
اونکو بھی چین مرے بعد نہ دم بھر آیا

یار سے اتنا تو مری آہ نے دکھلایا اثر
ہاتھ رکھے ہوئے دل پہ وہ ستمگر آیا

دشتِ وحشت مین گذر اپنا ہوا جب وحشیؔ
قیس بولا کہ وہ دیکھو مرا رہبر آیا

بے قدر غیر کی میرا وقار تک نہ رہا
وہ بات بھی نہ رہی اب وہ پیار تک نہ رہا

بدن ڈوپٹے سے وہ رات بھر چھپائے رہے
یہ قہر ہے کہ مرا اعتبار تک نہ رہا

سیاہ ایسا ہوا میرا نامۂ اعمال
کہ خوفِ پرسشِ روزِ شمار تک نہ رہا

لحد بھی سونپ کے احباب ہوگئے راہی
سوائے داغِ جگر غمگسار تک نہ رہا

کرم کیا ترے توسن نے شوخیان کر کے
مزار کیا کہ نشانِ مزار تک نہ رہا

خزان نے باغ مین آتے ہی پھیر دی جھاڑو
گلون کا ذکر ہے کیا ایک خار تک نہ رہا

حیات مین تو رہا کرتی تھی تپِ فرقت
لحد مین سوتے ہی مجکو بخار تک نہ رہا

ملال دور کرو اب تو صاف ہو جاؤ
تمھارے کوچے مین میرا غبار تک نہ رہا

یہ کس حسین نے قابو مین کر لیا اپنے
کہ میرے دل پہ مرا اختیار تک نہ رہا

جواب دیگئے اعضا بھی دردِ فرقت سے
یہ بیکسی ہے کوئی غمگسار تک نہ رہا

جنون کے جوش مین وہبی نے جیب و دامن کی
اوڑائین دھجیان ایسی کہ تار تک نہ رہا

کس دل مین یار عشق کا تیرے اثر نتھا
سودا سے زلف کسکو ترا اے قمر نتھا

آئینہ اونکے سامنے آٹھون پہر نتھا
خود بینی کا رواج کبھی بیشتر نتھا

محوِ جمال اپنا وہ بُت اسقدر نتھا
خود بینی کا رواج کبھی بیشتر نتھا

روزِ شمار تھی شبِ فرقت مری حساب
تارے گنا کیے جو وہ رشکِ قمر نتھا

جانے سے اونکے پہلے ہی جانِ حزین گئی
کوسِ سفر تھا نالۂ مرغِ سحر نتھا

دریا مین وہ رقیب سے چھینٹے لڑا کیے
مین آشنائے بحرِ محبت مگر نتھا

بعدِ فنا مزار پہ سے آئی یار کو
کہتا ہے کون آہ مین میری اثر نتھا

دل کا تڑپنا آپ کو کیون آگیا پسند
قابل یہ دیکھنے کے تماشا اگر نتھا

ساقی کے ایک جام نے مدہوش کر دیا
رندون مین کون رند تھا جو بیخبر نتھا

قاتل ملال کرتا ہے یہ بانکپن ترا
اسطرح نیمچہ کبھی زیبِ کمر نتھا

وہبی یہ کسکے زلفِ پریشان کی یاد ہے

مجموعۂ حواس تو یون منتشر نتھا

وصلت کہان کی شوق ہی مین کام ہوگیا
لبریز میری عمر کا کیون جام ہوگیا
رخسار کی بلائین جو لین وہ خفا ہوئے
کیا حال ہوگیا ہے پریشان عشق مین
خون جگر سے ہوگئے لبریز جام چشم
فرط خوشی سے جان سمائی نہ جسم مین
مین مرگیا جو زلف مین اوسنے چھپایا رخ
کہدیجیو ضرور جب آئین وہ رات کو
کھاتا ہے تازیانے جو یہ میری آہ کے
بولے لحد مین میّت عاشق اوتار کر
زلفون سے اوسکے دیکھین رہائی ہو کب تلک

آغاز عشق ہی مین یہ انجام ہوگیا
کیا ختم دور بادۂ گلفام ہوگیا
معصف کو چھو کے مورد الزام ہوگیا
سودا سے زلف ہوتے ہی سرسام ہوگیا
خالی شراب سے جو کبھی جام ہوگیا
پیغام مرگ وصل کا پیغام ہوگیا
لوگل چراغ عمر سرشام ہوگیا
سو بار گھر پہ عاشق ناکام ہوگیا
کیا بدرکاب توسن ایام ہوگیا
ابتو تپ فراق سے آرام ہوگیا
دل اپنا ابتو مرغ تہ دام ہوگیا

وہبی اگرچہ جان گئی عشق مین مگر
سب عاشقون مین خوب ترا نام ہوگیا

اوس سنگدل کے دل مین محبت نے گھر کیا
تیغ نگہ کے سامنے سینہ سپر کیا
ثابت کرو خطا مری پھر اپنا مونھہ چھپاؤ
صیاد کا یہ ظلم نہ بھولونگا عمر بھر
لو اپنے گھر وہ صبح سے پہلے ہی جاتے ہین

مدت کے بعد آہ نے اپنی اثر کیا
کب ہمنے اپنی جان کا خوف و خطر کیا
کس رات کو نظارۂ روئے قمر کیا
فصل بہار آتے ہی بے بال و پر کیا
اندھیر کیا یہ نالۂ مرغ سحر کیا

چونکے صداے صورِ سرافیل سے نہ ہم — ساقی تری نگاہ نے یہ بیخبر کیا
کاٹون گا اس ادا پہ گلا اپنے ہاتھ سے — قاتل نے آج نیمچہ زیبِ کمر کیا
رخصت کا نام سنتے ہی بس دم نکلگیا — جانے سے اونکے پہلے ہی ہمنے سفر کیا
کیا کیا کیا نہ آپکی الفت نے میرے ساتھ — رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا

وہبی پھر اونکے وصل کو ترسو گے عمر بھر
نالہ شبِ فراق مین تمنے اگر کیا

کھینچے کسطرح سے نقشہ وہ مری جانی کا — واژگون رہتا ہے سرِ خامہ صفت مانی کا
ہان ترے آئینہ رو کو ہے دیکھا اکبار — کچھ نہین اور ہے باعث مری حیرانی کا
بیشتر وصف کیا زلفِ دوتا کا شبِ وصل — حال کچھ کہہ نہ سکے دل کی پریشانی کا
ہے عجب خشک یہ دریاے جہانِ فانی — جاے گوہر کہین قطرہ نہ ملا پانی کا
ٹھوکرین سارے زمانے کے ہین گردِ کفِ پا — کسکو ثانی کہین ہم دلبرِ لاثانی کا
اوسکے کوچے کی ہوئی جبسے گدائی حاصل — ہمکو دعوی نہ رہا دہر مین سلطانی کا
ہاتھ آجاے اگر دامنِ دلبر اکبار — شغل رہتا ہے مجھے چاک گریبانی کا
کوہکن کسلیے کرتا ہے بہت کاوشِ سنگ — مٹ نہین سکتا ہے لکھا ہوا پیشانی کا

کسی گلرو کی محبت مین ہی سیکھا **وہبی**
بلبلِ زار سے اندازِ سخندانی کا

ساقیِ غنچہ دہن جب رونقِ بستان ہوا — غنچے شیشے بنگئے ساغر گلِ خندان ہوا
حیرت افزا ہمکو خالِ عارضِ جانان ہوا — کیا تماشا ہے کہ ہندو حافظِ قرآن ہوا
یاد کاکل مین تری دریا مجھے زندان ہوا — پاؤن کو گرداب ہر اک حلقہ جولان ہوا

لعل لب پر جب مسی ملکے وہ مہ خندان ہوا
اختر تابندہ ہر اک گوہر دندان ہوا

میرے مرتے ہی گلستان ہو گیا ماتمکدہ
ہاتھہ گلچین نے سے صیاد بھی گریان ہوا

وصف دندان سے سیاہی مین ہوئی موتی کی آب
سلک در ہر سطر نقطہ گوہر غلطان ہوا

ہے عیان چاہ ذقن مین یار کے خال سیاہ
دیکھیے زنگی غریق چشمۂ حیوان ہوا

دل کے ڈسنے کے لیے زنجیر ناگن بن گئی
عاشق زلف سیہ جب قیدئ زندان ہوا

زردئ غم نے دکھایا لطف کشت زعفران
زخم دل ہر ایک کیا مثل گل خندان ہوا

اپنے نالون مین اثر ہے صور اسرافیل کا
آفتاب حشر اوسکا عارض تابان ہوا

اوٹھ گیا محفل سے جب ساقی ہوئی سب عیش تلخ
جام مے تک بزم مین اک دیدۂ گریان ہوا

ہو گئی لنگر کی حاجت کشتئ افلاک کو
چشم دریا بار سے جب دم بپا طوفان ہوا

بزم رندان مین جب آیا شیخ بہر میکشی
قہقہہ شیشے نے مارا جام مے خندان ہوا

خون دل صہبا بنا لخت جگر اپنا کباب
سینۂ سوزان مین جب سے غم ترا مہمان ہوا

جبکہ پہلو سے اوٹھا وہ کاروان سالار حسن
یہ دل بیتاب بھی مثل جرس نالان ہوا

جب ہوا اغیار سے ہم آغوش میرا رشک ماہ
عید کا سامان وہان یان موت کا سامان ہوا

آخر آیا یار پڑھنے کو جنازے کی نماز
جب وصال اپنا ہوا تب وصل کا سامان ہوا

جب ہوائے زلف پیچان مین گیا مین سوئے باغ
واسطے میرے سلاسل سنبل پیچان ہوا

کوہکن نے سر کو پھوڑا قیس وحشی بن گیا
کوئی بھی ثابت قدم مجھسا نہ سرگردان ہوا

اپنے جلوے سے کیا آباد یہ کس حور نے
خانۂ ویران ہمارا روضۂ رضوان ہوا

سوز دل سے کیا نکلتے ہین شرارے آہ کے
داغون سے گلخن ہمارا سینۂ سوزان ہوا

فصل گل آئی ہوئی تازہ بہار میکشی
بادۂ گلگون سے رنگین دامن مستان ہوا

گور سے ہمکو ہم آغوشی میسر ہو گئی
کیا ہلال عید وہی خنجر بُرّان ہوا

چھو لیا دامن ترے فتراک کا
بڑھ گیا رتبہ ہماری خاک کا

قیس سمجھا محمل لیلی اوسے
جب اوٹھا کوئی بگولا خاک کا

شاخ طوبی سمجھین ارباب بہشت
ہے یہ رتبہ آپ کی مسواک کا

گردش چشم اوس قمر کی یاد ہے
خوف کیا ہے گردش افلاک کا

خواہش مے بعد مُردن بھی رہی
ہے مری تربت پہ سایہ تاک کا

ابر تر کی کیا رہیگی آبرو
سامنا ہے دیدۂ نمناک کا

آرزو سے ہے جسم خاکی ہو مرا
خاک تودہ ناوک سفّاک کا

زاہد اوسکو دیکھتے تنکے چُنے
ناک مین دم لاتے تنکا ناک کا

آیا تربت پر مری وہ سنگدل
ہے اثر وہی یہ عشق پاک کا

جو وہ خورشید رو در تک کبھی جلوہ نما ہوگا
خرام ناز سے اوسکے وہین محشر بپا ہو گا

اگر تو مائل جور و جفا ہمپر ہوا ہو گا
ہمارا دل نہ تجھسے اے صنم اکدم رُکا ہو گا

کسیکا دل جو اوس رشک پری پر مبتلا ہو گا
تو وہ دیوانہ شکل باد صرصر پھر رہا ہو گا

سنا ہے ہمنے نہین غیرون ہی نے اوسکو سنا ہو گا
وہی ہوتا رہیگا جسنے کچھ ہمکو کہا ہو گا

گریبان چاک کر ڈالینگے غنچے دست حسرت سے
چمن مین جب گھڑی اوس گل کا وا بند قبا ہو گا

بھلا جیسی فرشتے بھی نہین پر مار سکتے ہین
گذر کیونکر ترا اے قاصد باد صبا ہو گا

مدار زندگی حاصل ہوا اکدم پہ آدم کو
بقا حاصل اوسی کو ہے جو جیتے جی فنا ہو گا

نہین در کار اوسکو بادشاہی ہفت کشور کی
تمھارے عشق کے کوچے کا جو کوئی گدا ہوگا

گذر ہوتا ہی اپنا ایکدن اوسجا کہ جس جا پر
نہ بیگانہ کوئی ہوگا نہ کوئی آشنا ہوگا

لگی ہی بیکلی اسدم پر ترا ہی دم مین بھرتا ہون
اگر آجائیگا دم بھر کو اے دلبر تو کیا ہوگا

تلاش اک رشک لیلی کی ہے ایسی دشت وحشت مین
کہ وان ہر ہر قدم پر قیس پیچھے رہگیا ہوگا

بہت افتادگی حال اپنا مین نے لکھا ہے
کبوتر سے یقین ہے مجکو خط بھی گر گیا ہوگا

کدورت اوسکو ہے ہمسے تو کچھ خطرہ نہین ہمکو
جو آئینہ غبار آلودہ ہوگا باصفا ہوگا

ہمارا دل بھی جنبش کھا گیا ہوویگا صدمے سے
ترا زانو جو پہلو سے مرے دم بھر ہٹا ہوگا

مزہ وہبی ملا ہوگا تجھے قند مکرر کا
جو اکدم وصف لعل یار لب پر آگیا ہوگا

دیکھا ہے جلوہ اوسنے رخ بے نقاب کا
۲ منھ تجھ سے تک نہو گا ادھر آفتاب کا

اوس مہروش نے بند جو کھولا نقاب کا
غیرت سے رنگ زرد ہوا آفتاب کا

مجھ رند بادہ کش کی وصیت ہے ساقیا
رکھیو لحد مین قرابہ شراب کا

ہستی کی گر ہوس ہے تو جھک جھک کے رکھ قدم
۴ باعث فنا کا ہے یہ اوبھرنا حباب کا

کھلتی ہین تا کہ مردم آبی کی چوریان
دوڑا رہا ہے بحر کٹورا حباب کا

اپنے گناہ بڑھ گئے حد شمار سے
۲ اب خوف دل مین کچھ نہین روز حساب کا

اک پل مین آنسوؤن کا سمندر بہا دیا
دیکھو تو حوصلہ مری چشم پر آب کا

پرتو جو اونکے عارض پرنور کا پڑا
ہر ذرے پر گمان ہوا آفتاب کا

وہ رند ہون کہ آنکھ سے تھمتے نہین ہین اشک
جبتک کہ سامنے نہو ساغر شراب کا

سیراب اس جہان مین ہوا کونسا غریب
ہر راہرو کو ہوتا ہی دھوکا سراب کا

۲ افلاس گھیرتا ہے تو ہوتی ہے زر کی قدر / پیری میں لوگ کرتے ہیں ماتم شباب کا
ہے خوف دل میں سنگ حوادث کا اسلیے / سینے سے ہیں لگائے ہوں شیشہ شراب کا
فصل بہار کا ہے عروج ایسا اب کی سال / لنڈھا دیتے پھرتے ہیں ٹھیکہ شراب کا
۲ سفاک میرے حلق کو کاٹوں سے وقت ذبح / دامن الجھ گیا تری تیغ خوش آب کا
۲ نادان عبث ہیں حسن پہ روز دیدہ اپنے آپ / ہیں ڈھلتی پھرتی چھاؤں یہ عالم شباب کا
کیا بات ہے کہ صورت تصویر حجت میں ہیں آپ / کہیے تو کچھ خیال کدھر ہے جناب کا
عشق بتان سے باز نہ آونگا ناصحا / مجبور ہوں کہ ہے ابھی عالم شباب کا
کرتا ہوں قصد باغ جو اس رخ کی یاد میں / چبھتا ہے میرے پاؤں میں کانٹا گلاب کا
صیاد آج پائے قفس کچھ تو کھولدے / گلشن میں بج رہا ہے کٹورا گلاب کا
ورزش جو کرتے ہیں کبھی رندان بادہ خوار / بنجاتا ہے زمین پہ پتلا شراب کا
۲ ساقی جو تیرے ہاتھ سے ہو دور آفتاب / بڑھجائے اور لطف شب ماہتاب کا
کیا تیری گلی کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے دربدر / ہو دست چرخ میں جو چراغ آفتاب کا
سوز تپ فراق کہاں اور کہاں یہ آگ / میری طرح جلا نہ کلیجہ کباب کا
لاؤں جو آپ کی میں تشبیہ گلعذار / تیار ہے فلک پہ ورق آفتاب کا
میکش وہ ہوں کہ دیکھ کے رندان بادہ خوار / کہتے ہیں میرے جسم کو پتلا شراب کا
بیہوش ہوں جو چشم نگارین کی یاد میں / دینا عوض گلاب کے چھینٹا شراب کا
ساقی جو تیرے ہجر میں اک گھونٹ بھی پیوں / لگ جائے ایک آن میں کانٹا شراب کا

وہبی اگر کرینگے نکیرین کچھ سوال
کہدونگا یہ غلام ہوں میں بو تراب کا

خوشنما خال ہین اونکے تہ ابرو پیدا
مین کعبے مین ہوے مردم ہندو پیدا

تو نہان تھا تو یہان پیش نظر تھا سب کچھ
سب ہوا آنکھ سے پنہان جو ہوا تو پیدا

جب ہوئی جوشش گریہ تو بہی نہر چمن
آہ نکلی تو ہوا سرو لب جو پیدا

صبر فرمائی فرقت مین ذرا حضرت دل
وصل کا کوئی تو ہوجائیگا پہلو پیدا

عیب بینی کی بڑھی مشق یہ اون آنکھون کو
چشم آہو مین بھی وہ کرتے ہین آہو پیدا

چال سے آپکے بھونچال تو ہے عالم مین
اب قیامت نکرے قامت دلجو پیدا

حرف مطلب کو وہ سن سن کے یہ فرماتے ہین
کیجیے پہلے مرے دل پہ تو قابو پیدا

بیگنہ جب مجھے قاتل نے کیا تیغ سے قتل
چشم جوہر سے ہوے خون کے آنسو پیدا

موشگافی یہ کمر شاعرون نے باندھی لاکھ
نہوا وصف کمر کا کوئی پہلو پیدا

دست نازک سے جو قاتل کے پڑے اوچھے وار
ہوگیا جا بجا تن پہ مرے اُتو پیدا

عاشق چشم تھا لیلی کا عجب کیا ہے اگر
قیس کی خاک سے ہون دشت مین آہو پیدا

کیا عجب پُر شرر آہین دم گریہ نکلین
بیشتر ہوتے ہین برسات مین جگنو پیدا

آتشین رخ کے تصور کی حرارت دیکھو
دل جو اُمڈا نہوے نام کو آنسو پیدا

ہوگیا صاف یقین دیکھ کے دنبالۂ چشم
نیلگون ہے رسن گردن آہو پیدا

کیون نہو رشک چمن اپنی مسہری شب وصل
تیری موباف کے پھولون سے ہے خوشبو پیدا

حکم دہر رقص کا گر دہ شہ خوبان وہبی
پاے زہرہ مین ثریا کے ہون گھونگھرو پیدا

کرم مجھپر بھی اے رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
کسی شب مین بھی ہم بستر اگر ہوتا تو کیا ہوتا

مری برگشتہ بختی سے وہین اولٹی ہوا چلتی
اگر پیک صبا بھی نامہ بر ہوتا تو کیا ہوتا

سونگھاتا کون ہمکو نکہتِ زلفِ معنبر کا
اگر عشقِ بتان سے دردِ سر ہوتا تو کیا ہوتا

نہ سونے دیتے زاہد نعرۂ اللہ اکبر سے
کسی شب مہربان گر وہ قمر ہوتا تو کیا ہوتا

رقیب روسیہ سب ڈوبتے اشکون کے دریا مین
یہ احسان گر ترا اے چشمِ تر ہوتا تو کیا ہوتا

نشانہ غیر کو تمنے بنایا چھوڑ کر مجھکو
ہدف تیرِ قضا کا یہ جگر ہوتا تو کیا ہوتا

خمِ مے کیطرح سے وہ بھی ڈھلتا نشہ مین وہبی
محتسب کا بزمِ رندان مین گذر ہوتا تو کیا ہوتا

کب معرکۂ شعر سے سرکا قدم اپنا
ہے تیغ دو دم سے کہین بڑھکر قلم اپنا

دکھلائین جو ہم آہ کے تیشے کی روانی
فرہاد ابھی دوڑ کے چومے قدم اپنا

کل گور مین مٹی پہ پڑا ہوگا تو منعم
کیون آج دکھاتا ہے یہ جاہ و حشم اپنا

ہون زندۂ جاوید ابھی خضر کی صورت
گر آپکے قدمون پہ نکلجاے دم اپنا

مدت سے ادھر آتی نہین اونکی سواری
کس دن وہ غریبون پہ کرینگے کرم اپنا

رہتے ہین غنی عشق کی دولت سے ہمیشہ
سمجھے ہین ہر اک داغِ جنون کو درم اپنا

بیگانے ہوے عشق مین ہم عقل و خرد سے
اک رات تو خلوت مین وہ ہوتا صنم اپنا

کب ہوگی سرسبز مری کشتِ تمنا
برسائینگے کس روز وہ ابرِ کرم اپنا

اٹھی سیہ سارا بل اپنا ابھی مجھوسے
دکھلاے تری زلف اگر پیچ و خم اپنا

گو جی پہ بنے دم ترا بھرتے ہی رہینگے
دل تجھسے ہٹانے کے نہین کوئی دم اپنا

گر یونہی رہی زلفِ گرہگیر کی الفت
گھٹ گھٹ کے نکلجائیگا اک روز دم اپنا

تنہائی کی ایذا مین کہانتک کوئی جھیلے
جی جائین جو فرقت مین نکلجاے دم اپنا

کب یاد نہین آتی ہے اوس حور کی صورت
کس روز نہین آیا ہے آنکھون مین دم اپنا

روئیگی وہی بیٹھ کے بالین پہ ہمارے — جز شمع لحد اور کسے ہوگا غم اپنا
بعد اپنے کریگا کوئی کیا منزلت اسکی — لیجائینگے ہم قبر مین ساتھ اپنے غم اپنا
کیون شوق شہادت نہ بڑھے دلکو ہمارے — قاتل ترے خنجر پہ نکلتا ہے دم اپنا

برباد گئی عمر محبت عشق مین وہبی
بیگانہ وہ نکلا جسے سمجھے تھے ہم اپنا

چھد گیا ہے یار کے تیر نظر سے دیکھنا — خون ٹپکتا ہے مرے زخم جگر سے دیکھنا
آنکھ بھر کر بھی نہین وہ دیکھتے میری طرف — ہوگئے نالے مرے خالی اثر سے دیکھنا
لوگ کاٹینگے گلا بانکی ادا پر آپکی — قتل عالم ہوگا اس ترچھی نظر سے دیکھنا
بارش اسکی ہر برس ہے اوسکی ہی برسات ہے — ابر شرمائیگا میری چشم تر سے دیکھنا
قتل کرکے مجکو وہ بھولینگے سب سفاکیان — نیمچہ کھلجائیگا اونکی کمر سے دیکھنا
جب کسی جانباز کی پڑجائیگی تم پر نظر — بھول جاؤگے یہ دزدیدہ نظر سے دیکھنا
یاد لب مین لخت دل نکلینگے ہر آنسو کے ساتھ — لعل پیدا ہونگے اس کان گہر سے دیکھنا
مین نے حال افتادگی کا اوسمین لکھا تھا تمام — گر گیا ہے خط کہین کیا نامہ بر سے دیکھنا
وجد کی حالت ہے اک پازیب کی جھنکار سے — لیکے دل کون جاتا ہے ادھر سے دیکھنا
شل نہ نالے کرونگا یاد کاکل مین اگر — سانپ نکلینگے ہر اک دیوار و در سے دیکھنا

مین کمند آہ سے پہونچا تو وہ کہنے لگا
آگیا گھر مین مرے وہبی کدھر سے دیکھنا

نور افشان کا ترے ایسا نمایان ہوگیا — جسکا ہر ذرہ چمک مین مہر تابان ہوگیا
کیا تماشا ہے ابھی آئی نہین فصل بہار — پرزے پرزے دست وحشت سے گریبان ہوگیا

یادِ چشمِ سرمگین یار مین رویا جو مین ⁂ اسقدر رویا بڑھا اشکون کا طوفان ہوگیا
کردیا جامے سے باہر مجھکو شوقِ قتل نے ⁂ نیمچہ جب ہاتھہ مین قاتل کے عُریان ہوگیا
بیگناہی نے اثر دکھلادیا ہنگامِ ذبح ⁂ جوہرِ شمشیرِ قاتل چشمِ گریان ہوگیا
خط ہوا جب یار کے رُوئے کتابی پر عیان ⁂ بولے سب لوگ اب یہ با تفسیر قرآن ہوگیا
قتل کی حسرت مین ایسا محو تھا ہر دم مجھے ⁂ خنجرِ قاتل ہلالِ عیدِ قربان ہوگیا
جان آسانی سے نکلی آنے وہ ہنگامِ نزع ⁂ وقتِ مشکل کام کیا مجھہ پہ آسان ہوگیا
دی انگوٹھی اپنی اوس بلقیس طلعت نے مجھے ⁂ اب تو اپنے عہد کا مین بھی سُلیمان ہوگیا
اپنے مطلب تک تو وہ کرتا رہا دانائیان ⁂ جب مرے مطلب کا وقت آیا تو نادان ہوگیا
کہتے ہین عاشق ہجومِ خالِ ہندو دیکھکر ⁂ اب تو سُورج گہنہ یہ چاہِ زنخدان ہوگیا
لے لیا بوسہ بھی گر اوسکا تصور مین کبھی ⁂ غیرتِ نیلم لبِ لعلینِ جانان ہوگیا

کوئی صورت زیست کی وہبی نظر آتی نہین
دوست سمجھے تھے جسے وہ دشمنِ جان ہوگیا

کسیدن دیکھہ لو عالم مری بیتابئ دل کا ⁂ تماشا دیکھنا منظور ہے گر رقصِ بسمل کا
اگر یاد آگیا اکدم تڑپنا مجھہ سے بسمل کا ⁂ ہر اک جوہر بنے گا چشمِ گریان تیغِ قاتل کا
گنہگارون پہ اپنے گر چلے گی تشنہ ہو ہو کر ⁂ یقین ہوتا ہے دم چڑھ جائگا شمشیرِ قاتل کا
وہ گریان تھا اثر باقی ہے جسکا بعد مُردن بھی ⁂ ٹپکتا ہے نہاتے ہین اگر کاسہ مری گِل کا
شہادت تو ملی لیکن بُرا ہو سخت جانی کا ⁂ رہیگا دیر دل مین صدمہ بازوئے قاتل کا
دکھادو آخری دیدار آسانی سے دم نکلے ⁂ نہین مشکل ہے کچھہ آسان ہونا میری مشکل کا
نماز اپنی قضا ہوجائیگی کعبہ مین اے واعظ ⁂ دمِ تکبیر گر دھیان آگیا ابروئے قاتل کا

شہیدِ تیغِ ابرو جانتے ہین دوست گر مجکو
کفن دینا تھا دامانِ نگاہِ نازِ قاتل کا

ہماری سخت جانی سے ہوئی خفت اوسے حاصل
اسی باعث سے مُنہ اوترا ہوا ہے تیغِ قاتل کا

صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ تک نہین باقی
دی گردن پہ یہ احسان ہے شمشیرِ قاتل کا

ترے اے رشکِ لیلی کیون نہون جن و بشر عاشق
بنا ہے پردہ چشمِ پری سے پردہ محمل کا

تو ہی شوقِ شہادت کچھ ہماری دستگیری کر
قدم اوٹھتے نہین اور ہے ارادہ کوے قاتل کا

ڈرو دلمین خدا کا خوف کرنا تمکو لازم ہے
ہتو اچھا نہین مسمار کرنا کعبۂ دل کا

نہ چار آنکھین کسی سے کین جلا وہ شعلہ رو اوٹھکر
بجا رونا ہے یہ آٹھ آٹھ آنسو شمعِ محفل کا

ترے بیمار کو حبِ شفا کی کیا ضرورت ہے
ابھی صحت ہو گر بوسہ لے رخسار کے تِل کا

گلے سے جسطرح طوق گلو کو میری الفت ہے
رہیگا پاؤن سے بھی سلسلہ قائم سلاسل کا

بتانِ سنگدل کے دلمین ہر دم یاد رہتی ہے
تعجب کیا اگر ہو جائے مجکو عارضہ سِل کا

نہ کیونکر نور افزاے نگاہِ عشقبازان ہو
تمہاری زلفِ دُودہ سے ہے چراغ ماہِ کامل کا

تلاش اک رشکِ لیلی کی ہوا سے دشتِ وحشت مین
کہ مجکو ہر بگولے پر گمان ہوتا ہے محمل کا

ہزار اے جان تم چاہِ ذقن پر زلف لٹکاو
نکلنا سخت مشکل ہے ہماری یوسفِ دل کا

ہماری آہ بجلی کیطرح تڑپے گی اے (ولی)
بنیگا آسمان جسوقت دودِ آتشِ دل کا

توسنِ جوشِ جنون خواہان ہے پھر مہمیز کا
سامنا ہونا ہی پھر اک دشتِ وحشت خیز کا

فرقتِ ساقی مین جوشِ چشمِ تر دیتا ہے رنج
یاد آتا ہے چھلکنا ساغرِ لبریز کا

بعد مردن بھی جو تھا سر مین مرے جوشِ جنون
بنگیا آخر بگولا دشتِ وحشت خیز کا

فصلِ گل آئی ہی ہو جائے نہ اپنا ذہن کند
ساقیا بھر بھر کے دے ساغر شرابِ تیز کا

بوسے لیتا ہون اونکی چشم زہر آلود کے
مین وہ ہون بیمار جو خوگر نہین پرہیز کا

جبسے ہم عاشق ہوے ہین تیرے اوشیرین ادا
نام بھی لیتا نہین ہے کوئی اب پرویز کا

اپنے مقتل کیطرف آئے اگر وہ شہسوار
ہم وہان زخم سے چومین قدم شبدیز کا

منزل ہستی سے تا ملک عدم پہونچین کہین
اب سمند زندگی محتاج ہے مہمیز کا

وصف خط سبز اے وہبی رقم کرتے ہین ہم
بھا گیا ہے لہلہانا سبزۂ نوخیز کا

نام عنقا جہان ہو رہبر کا
کس سے پوچھون پتا ترے گھر کا

اونکے مژگان مری رگ جان پر
کام کرتی ہے نوک نشتر کا

میری آہون کا چھایا ہے یہ دھوان
ہے یقین جسپہ چرخ اخضر کا

ڈوب جائیگی نوح کی کشتی
ہے یہ طوفان دیدۂ تر کا

آئینہ میرے ہاتھ سے دیکھو
دو مجھے مرتبہ سکندر کا

میری بار آتے ہی تھکا قاتل
بوجھ اوترا نہ آج بھی سر کا

دوسرے در پہ ہے سوال حرام
مین گدا ہون فقط ترے در کا

کہین ایفا ہو وعدۂ دیدار
منتظر ہون مین روز محشر کا

ابر تر جسکو لوگ کہتے ہین
ہے وہ رومال دیدۂ تر کا

مے پلائین جو اپنے ہاتھ سے وہ
حور سے جام لون نہ کوثر کا

سخت جانی سے مجکو خوف یہ ہے
منہ نہ پھر جاے اونکے خنجر کا

قسمت اولٹی جو پھر گیا ساقی
مجھ تک آیا نہ دور ساغر کا

اسقدر داغ ہجر جلتے ہین
میرے سینے پہ شک ہے مجمر کا

فصلِ گل ہی مین جورِ گلچین سے
لٹ گیا قافلہ گلِ تر کا

نکھنئو پھر ہو رشکِ بزمِ فلک
کہین چمکے ستارہ اختر کا

قتل پر میرے فرطِ شادی سے
دم پھڑکتا ہے اونکے خنجر کا

کسکو خوش آئے ہجر مین برسات
کام کرتی ہے بوند اخگر کا

دل سہے گا بتون کے صدمۂ ہجر
کام شیشہ کریگا پتھر کا

کاٹے کھاتا ہے گھر جدائی مین
در پہ دھوکا ہے مجھکو اژدر کا

چودھوین شب کی چاندنی پہ مجھے
ہے گمان اونکی میلی چادر کا

ابر آیا ہے جھوم کر ساقی
آج ہو دَور دَورِ ساغر کا

وہی آسان کریگا سب مشکل
در اوکھاڑا ہے جسنے خیبر کا

دولتِ فقر نے کیا ہے غنی
نہین بندہ مین بندۂ زر کا

اونکے کانون مین دیکھکر موتی
ہے گمان مجکو کانِ گوہر کا

بھیجکر اونکو خطِ شوقیہ
خون گردن پہ لون کبوتر کا

شیخ جی آیئے شراب پیئین
ہو چکا خوف روزِ محشر کا

پھر گئے آکے وہ مرے گھر تک
پھیر ہے یہ مرے مقدر کا

لبِ لعلین کی دیکھکر سرخی
کیون نہ دل خون ہو لعلِ احمر کا

شوق ہے عاشقی کا دل مین اگر
سنئیے قصہ گل و صنوبر کا

وہ جو کوٹھے پہ بے نقاب چڑھین
منہ اوتر جائے مہرِ انور کا

مجکو تشنہ گلو کیا جو حلال
دل ہوا آب آب خنجر کا

نیلے پیلے وہ ہم پہ ہوتے ہین
یہ بھی ہے ظلم چرخِ اخضر کا

ملگئی جان خاک مین اپنی — گیا گیا اوس ثبتِ ستمگر کا
باندھکر خط یہ مانگتا ہو دعا — پر نہ ٹوٹے کوئی کبوتر کا
سہتے سہتے بتون کے رنجِ فراق — اب کلیجا ہوا ہے پتھر کا
اسقدر نامہ بر ملال ہوئے — نام باقی نہین کبوتر کا
آئنہ دیکھکر دیا منہ پھیر — کر سکے سامنا نہ ہمسر کا
آپ سر کاٹ دونگا قاتل کو — مین نہ احسان لونگا خنجر کا
سرد ہو جائے آگ دوزخ کی — ڈالون سایہ جو دامنِ تر کا

تیرے دریاے اشک سے وہبی
پاٹ گھٹ جائگا سمندر کا

آغازِ عشق ہی مین خفا وہ صنم ہوا — اپنا نہال عین نمو مین قلم ہوا
فصدون سے اور جوشِ جنون دمبدم ہوا — طاقت بڑھی جو خونِ بدن اپنا کم ہوا
گرمِ خرام ناز جو وہ دو قدم ہوا — ہر ایک پائمال یہ برپا ستم ہوا
حاصل جو طوفِ کعبۂ کوئے صنم ہوا — سمجھا مین آج حاجیِ بیت الحرم ہوا
مضمون نہ مجھ سے موئے میان کا رقم ہوا — جبتک کہ ہاتھ مین نہ مرے موقلم ہوا
نا آشنا کجی سے ہین جو راست باز ہین — دیکھو کمان کی طرح کبھی تیر خم ہوا
کیون ہو فزون نہ حسن تراش و خراش سے — پھولا پھلا وہ خوب شجر جو قلم ہوا
وحشت ہوئی جو کعبۂ ابرو کی یاد مین — داغِ سیاہ بڑھکے لباسِ حرم ہوا
گرمِ خرام راہِ ہدایت ہوئے جو آپ — خضرِ رہِ نجات نشانِ قدم ہوا
لکھونگا حال کیفیتِ شبِ معراج کا فرو — جبرئیلؑ کے جو پر کا میسر قلم ہوا

پوچھو نہ حال دولت اخلاق مجھ سے کچھ / یہ مال وہ ہے صرف ہوا اور نہ کم ہوا
مین بھی ہون مالدار جنون کی بدولت آج / جو داغ تھا بدن پہ مرے وہ درم ہوا
پھانسی کسیکو دینگے کوئی قتل ہوگا پھر / پھر لب پہ ہے وہ زلف پھر ابرو وہ خم ہوا
نالہ کیا ہجوم الم مین تو بولا دل / وہ آئی فوج غم وہ نمایان علم ہوا
اللہ ری آب خنجر قاتل کی تشنگی / زخمون کا لب سے لب کشیدن بہم ہوا
نوبت مری بھی ہوتی ان اہل دول کیطرح / اچھا ہوا نہ صاحب طبل و علم ہوا
اس سے سوا کریگا جنون کیا فضیحت اور / رسوا میان کوچہ و بازار کم ہوا
عیسی بھی کرتے کرتے علاج اپنا تھک گئے / درد جگر مگر نہ کسیطرح کم ہوا
منزل پہ پہونچا یا کہ نہ پہونچا خبر نہین / جو قافلہ روانہ ملک عدم ہوا
وہ بیخبر ہین ہمکو خبر اسکی بھی نہین / کسکو خوشی جہانمین ہوئی کسکو غم ہوا
ہم رند مشربون کو نہین فکر نشستین / دو چار جام پی لیے جسنے وہ جم ہوا
پوچھی کسی نے بات بھی اسکی نہ ایکدن / دنیا مین کیا خراب مرے بعد غم ہوا
ایک ایک کرکے چند ہی مین یہ موت کھا گئی / کیا رفتہ رفتہ مجمع احباب کم ہوا
دکھلائی طرفہ شان تلون نے یار کے / برق غضب کبھی کبھی ابر کرم ہوا
برزخ مین انکی عمر بسر اپنی ہو گئی / راحت ہوئی جہانمین مجکو نہ غم ہوا

وہبی کے بعد سیکڑون سر کاٹے سہل سے
خنجر لہو کو چاٹ کے کیا تیز دم ہوا

خوار و ذلیل بھی سر بازار ہو چکا / ہونا تھا جو عشق مین اے یار ہو چکا
مصحف کا بوسہ لے لیا عارض کی یاد مین / دو مجھکو کچھ سزا مین گنہگار ہو چکا

ساقی کی چشم مست نے بیہوش کر دیا
اب میں صدائے صور سے ہشیار ہو چکا

جان بخش بھی جو آپکے لب ہیں تو کام کیا
اب تو میں اپنی زیست سے بیزار ہو چکا

اے حضرتِ مسیح کچھ اپنی دوا کرو
اچھا تپِ فراق کا بیمار ہو چکا

باتوں میں پھر حجاب سے کیا فائدہ حضور
در پردہ جب کہ وصل کا اقرار ہو چکا

مختار قتل کرنے نہ کرنے کے آپ ہیں
میں ایک بوسے کے گنہگار ہو چکا

حافظ خدا ہے ساری خدائی کی جان کا
آمادہ قتل پر وہ ستمگار ہو چکا

واجب ہے رحم عاشقِ بیدل کے حال پر
اقرارِ وصل کیجیے انکار ہو چکا

ٹھانی ہے اوس پری نے لڑائی وصال میں
ہنگامہ ایک بوسے پہ سو بار ہو چکا

آنکھ اشتیاقِ دید میں در پہ لگی رہی
جسوقت بند روزنِ دیوار ہو چکا

بوسے پہ جان لینے کی نیت ہے واہ واہ
بس بس حضور بندہ خریدار ہو چکا

روندیں رقیب سبزہ ترے خانہ باغ کا
پامال یاں تو وادیٔ پُر خار ہو چکا

تر دامنی کا رندوں کو طعنہ نہ دیجیو
زاہد تو دخترِ رز سے گرفتار ہو چکا

وہبی ہے عشق اک بتِ خود سر کی زلف کا
پابندِ شرع اب یہ گنہگار ہو چکا

بیاں کس سے کریں اندوہِ فرقت ہم جوانی کا
نہیں معشوق کے چھٹنے سے صدمہ کم جوانی کا

ضعیفی میں تصور کرتے ہیں جب ہم جوانی کا
تو کھائے ڈالتا ہے دلکو تیرِ غم جوانی کا

زباں سے کیا بیاں ہو دل پہ جو اپنے گذرتی ہے
کلیجے سے کوئی پوچھے ہمارے غم جوانی کا

سوائے عیش کوئی فکر دنیا کی نہیں ہوتی
عجب کچھ ولولہ انگیز ہے عالم جوانی کا

ضعیفی آتے ہی سامانِ راحت سب ہوا رخصت
ہزار افسوس کیا دفعتہً ہوا برہم جوانی کا

نہ پوچھو حال کچھ میخواری و شاہد پرستی کا
یہ ذکر اون روز و ان کا ہے جبکہ تھا عالم جوانی کا

بجا کہتے ہین ذکرِ عیش نصفِ عیش ہوتا ہے
کیا کرتے ہین اس سے تذکرہ ہر دم جوانی کا

گئی ایسی کہ پھر دیکھا نہ ظالم نے ادھر پھر کر
کرین کس سے سوا پیری کے شکوہ ہم جوانی کا

نہ کھانے کا مزہ وہ ہے نہ پانی کی وہ لذت ہے
حلاوت لیگیا سب زیست کی عالم جوانی کا

بہت اس بیوفا کے عہد مین راحت اوٹھائی ہے
بجا ہے عمر بھر کیجے اگر ماتم جوانی کا

غمِ پیری ہی سے ہوتی نہین فرصت بیان دم بھر
جو دے مہلت فلک تو کیجیے ماتم جوانی کا

بشر کو نیک و بد تک سوجھتا اپنا نہین ہرگز
نہین کچھ نشۂ صہبا سے نشہ کم جوانی کا

کہان جوش و خروش اب وہ کہان وہ ولولے دل کے
ضعیفی کا ہے اب موسم گیا عالم جوانی کا

کرے انسان قدر آج اسکی کل پچھتایا پھر تو کیا
حقیقت مین غنیمت ہے نہایت دم جوانی کا

سفیدی آتی ہی بالون پہ سب رخصت ہوئی عاشقی
ہوا ہے سلسلہ کیا درہم و برہم جوانی کا

جوان جتنے ہین دنیا مین وہ اک دن پیر بھی ہونگے
عبث وحشی کیا کرتے ہو اتنا غم جوانی کا

اسقدر مین موردِ لطف و عنایت ہو گیا
جب اوٹھا دستِ دعا وا بابِ رحمت ہو گیا

مانگنے سے بھی نہ پھیرا بے مروت ہو گیا
اسکو مین دل دیکے اپنا اہلِ حاجت ہو گیا

موج زن اونکا او سیدم بحرِ رحمت ہو گیا
سر سے کچھ اونچا اگر آبِ ندامت ہو گیا

آپکے گھر مین مری کل تک تھی کچھ روک ٹوک
آج وہ دن ہے کہ محتاجِ اجازت ہو گیا

بھولا یکتائی کا دعوی دوسرا آیا نظر
آئنہ دیکھا تو وہ خود محوِ حیرت ہو گیا

اب نہین پہچان سکتے مجکو صورت آشنا
رنج سہتے سہتے آخر غم کی صورت ہو گیا

بعد میرے سوزِ دل سنکر اونہین رحم آگیا
دودِ دل تربت پہ میری ابرِ رحمت ہو گیا

وہ تو اپنے گھر چلے ہم جانبِ ملکِ عدم
نالۂ مرغِ سحر یان کوسِ رحلت ہو گیا

جی اوٹھے مُردے صدائے قلقلِ پا کی سُنتے ہی
وہ قدم چلنا تمھارا اک قیامت ہو گیا

حشر کے دن بھی نہ چونکونگا صدائے صور سے
کیا ہی خوابِ مرگ مجکو خوابِ راحت ہو گیا

کب ملا آرام اک دم اسکے ہاتھوں سے مجھے
یہ دلِ نالان تو میرے جی کو آفت ہو گیا

حور بنکر آنے تربت مین رہے منکر نکیر
مجکو تو کنجِ لحد بھی قصرِ جنت ہو گیا

بعد مردن بھی ہے اوس روئے منور کا خیال
نالہ جو نکلا دہن سے شمعِ تربت ہو گیا

نامۂ اعمال بالکل آنسوؤن نے دھو دیا
مجھکو میرا دیدۂ تر ابرِ رحمت ہو گیا

فقر کی دولت سے اب دن رات رہتے ہین غنی
گنج سے ہمکو زیادہ کنجِ عزلت ہو گیا

اوس پری کی زلف کے سودے مین جب پایا ضعیف
اور بھی زورون پہ اپنا جوشِ وحشت ہو گیا

حضرتِ وہبی سہو گے کسطرح رنجِ فراق
صبر اک مونس تھا اپنا وہ بھی رخصت ہو گیا

ہم سخن جس سے وہ یارِ سبز دہان ہو جائیگا
چار باتین سُنکے اوسکی عیب دان ہو جائیگا

لیگا جب بوسہ دہن کا نکتہ دان ہو جائیگا
خطِ عارض دیکھکر تفسیر خوان ہو جائیگا

وہ قمر طلعت جو آنکھون سے نہان ہو جائیگا
تیرہ و تار اپنی نظرون مین جہان ہو جائیگا

جبکہ اونچا میری آہون کا دھوان ہو جائیگا
آسمان اک اور زیرِ آسمان ہو جائیگا

رنگ پر آنے تو دو اوس شوخ کا حسنِ شباب
پیر بھی دیکھیگا اوسکو تو جوان ہو جائیگا

اپنی مہتابی پہ ہوگا ماہرو جب بے نقاب
عکسِ رخ سے چاندنی چوک اک جہان ہو جائیگا

حجِ اکبر جو کہ سمجھے ہین طوافِ کوے یار
سنگِ اسود اونکو سنگِ آستان ہو جائیگا

تولتے ہین تیغِ ابرو ہمکو ہر دم دیکھکر
دیکھیے کسدن ہمارا امتحان ہو جائیگا

وصل کی امید پر عاشق کی ہو کس طرح زیست
ایک دن اتنا نفرمایا کہ ہان ہو جائیگا

میرے بالاخانے پر آئیگا جب وہ مہروش
چرخ چارم سے بھی بالاتر مکان ہو جائیگا

وصل کی شب ہے سحر کی توپ چھوٹے گی اگر
رنگ رخ میرے بھی چہرے سے دھوان ہو جائیگا

صور پھونکا چاہتا ہے یہ دل نالان مرا
اب تہ وبالا زمین و آسمان ہو جائیگا

گر تلاش اوس یوسف گم گشتہ کی یون ہی رہی
جسم خاکی اپنا گرد کاروان ہو جائیگا

گر یون ہی ایجان جان ہم سے رہوگے دور دور
چار ہی دن مین فراق جسم و جان ہو جائیگا

اونکی مونچھون پر ذرا جمنے تو دو رنگ مسی
آتش یاقوت سے پیدا دھوان ہو جائیگا

بار خاطر وقت آخر گر مجھے سمجھینگے آپ
دوش پر احباب کے مردہ گران ہو جائیگا

دیکھا تیر نگہ **وہبی** نہو گوشہ نشین
گر یون ہی کھینچوگے چلے قد کمان ہو جائیگا

نخل امید مین ثمر آیا
حسن اونکا مراد پر آیا

قصد کعبہ تھا دیر مین پہونچا
کس طرف دھیان تھا کدھر آیا

رو دیا یاد میان یار مین جب
سیل اشکون کا تا کمر آیا

واسطہ گو دیا پیمبر کا
نہ مرا پھر کے نامہ بر آیا

کردیا کشتہ چرخ نے لیکن
نہ بغل مین وہ سیمبر آیا

خوب دیکھا مگر سوا تیرے
نہ کوئی دوسرا نظر آیا

جان دی ہمنے درد فرقت سے
نہ خبر کو وہ بے خبر آیا

صبح کی ہمنے تارے گن گن کر
پر وہ مہرو نہ رات بھر آیا

کٹ گئی باتون ہی مین وصل کی رات
مدعا دل کا کچھ نہ بر آیا

عجب دیا اوسنے بھر کے غیر کو جام — خون آنکھون مین میری بھر آیا
ہوگئی شرم مانع وصلت — رحم بھی اونکو مجھ پہ گر آیا
نظر حسن رخ سے گرا خورشید — مہوش اپنا جو بام پر آیا

اپنے دل مین یہ سوچ لو وہبی
جان جائیگی دل اگر آیا

جلا تمام بدن پر نہین دھوان پیدا — طلسم آتش غم سے ہوا یہان پیدا
ہزارون کھائیگا چکر یہ حسن رخ پر نگہ — نہو گا آپ سا دنیا مین نوجوان پیدا
بلند ہونگے اگر میرے نالہ سوزان — فلک پہ ہوگا ابھی شور الامان پیدا
تلاش مین کسی یوسف کی خاک اوڑائی بہت — مگر ہوئی نہ کہین گرد کاروان پیدا
نہ ساتھ چھوڑا کبھی گردش مقدر نے — جہان گیا مین ہوا ایک آسمان پیدا
پیام جاتے ہین در پردہ روز غیرون کو — ہوے ہین اتنے ہی اونکے قدردان پیدا
تمہاری ابروے پرخم کو دیکھکر سمجھا — برائے ناوک مژگان ہوئی کمان پیدا
بھرے ہین مانگ مین اوس ماہ وش کی یون موتی — فلک پہ ہوتی ہے جسطرح کہکشان پیدا
وہ ماہ وش جو یون ہی برسر عنا در ہا — کرونگا مین بھی کوئی اور مہربان پیدا
شب وصال ہم آغوش تک نہین ہوتے — نیا حجاب کیا تمنے مہربان پیدا
شب فراق مین بھرتا نہین ہون مین آہین — یہ بام وصل کی کرتا ہون نردبان پیدا

وہ منہ کی کھائیگا وہبی کریگا جو تقلید
نکر سکینگے سخنور مری زبان پیدا

آتش غم سے اگر ہر عضو تن جل جائیگا — دیکھکر مجنون مرا دیوانہ پن جل جائیگا

وہ چباتے ہیں لبِ لعلیں پہ لاکھا پان کا
آتشِ حسرت سے اب لعلِ یمن جلجائیگا

باغ میں وہ رشکِ گل ہو جائیگا گر بے نقاب
رنگِ عارض دیکھکر رنگِ چمن جلجائیگا

نالۂ آتش فشاں یوں ہی رہینگے گر بلند
دیکھ لینا ایک دن چرخِ کہن جلجائیگا

کعبہ بہتر ہے نہیں جسمیں کوئی اپنا رقیب
بتکدے میں جاؤنگا تو برہمن جلجائیگا

یاد رکھنا سوزِ فرقت سے جلیگی تو سدا
کوئی پروانہ جو اے شمعِ لگن جلجائیگا

نتھ کے بدلے کیل پہنو ناک میں اے بحرِ حسن
آتشِ رخسار سے دُرِّ عدن جلجائیگا

آتش افروزی پہ باندھینگے اگر عاشق کمر
شعلۂ آوازِ بلبل سے چمن جلجائیگا

سوزِ فرقت گر کریگا آتش افروزی یوں ہی
شمع ساں وہبی ترا سارا بدن جلجائیگا

چھڑکی نہیں دیتے ہیں کہ غصہ نہیں ہوتا
عاشق پہ ستم وصل میں کیا کیا نہیں ہوتا

بدنام ہوا کرتے ہیں گو عشق میں عاشق
پر میری طرح کوئی بھی رسوا نہیں ہوتا

جز شربتِ دیدار کرو لاکھ دوائیں
بیمارِ محبت کبھی اچھا نہیں ہوتا

خلخال کی آواز سے چونک اوٹھتے ہیں مردے
کب حشر ترے کوچے میں برپا نہیں ہوتا

بادِ سحری سے کوئی غنچہ نہیں کھلتا
جب تک کہ ترا بندِ قبا وا نہیں ہوتا

رہتا ہے تصور جو اک آئینہ جبیں کا
حیرت نہیں ہوتی ہے کہ سکتا نہیں ہوتا

کب یار کے مژگاں کا تصور نہیں وہبی
کب جسم مرا سوکھ کے کانٹا نہیں ہوتا

ہر لفظ میں عالم ہے عقیقِ یمنی کا
مداح ہوں میں جب سے رسولِ مدنی کا

خوشبو نے تری زلف کی دکھلائی یہ تاثیر
خوں ناف میں بستہ ہے غزالِ ختنی کا

آگے ترے اس سے نہین مونھ کھولتے لے گل — غنچون مین برا عیب ہے گندہ دہنی کا
کسطرح سے نہکین نہ تری کرتی کی کلیان — اقرار ہے ہر گل کو تری گلبدنی کا
کھاتے ہین کھلاتے ہین سخی دولتِ دنیا — رہتا ہے تہِ خاک سدا مال دنی کا
شیرین کے دلِ سخت مین کچھہ بھی نہ جگہ کی — فرہاد و اثر دیکھہ لیا کوہ کنی کا
تم سوئے گلے لگ کے وہان غیر کے ہمراہ — اور ہمکو یہان شغل رہا سینہ زنی کا
دل میرا وہ توڑے تو نہین اسکا گلا کچھہ — ہے خوف مجھے یار کی خاطر شکنی کا
دھوکا ہے ترے لب پہ اگر لعل کا اے ماہ — ہر دانت پہ شک ہے مجھے ہیرے کی کنی کا
کانٹے کی طرح جسم مین یہ چبھتی ہے رگِ گل — یہ رنگ ہے اب یار کی نازک بدنی کا
تم لب پہ جمایا نکرو پان کا لاکھا — دل خون ہوا جاتا ہے عقیقِ یمنی کا
اب گالیان دیتے ہین سرِ بزم وہ لاکھون — ملتا ہے صلا مجھکو مری کم سخنی کا

ہندو نے اسلام کیا ترک جو وہبی
کیا عشق ہوا اسکو کسی رامجنی کا

جبتلک مجھہ سے مکدر وہ بتِ پُرفن رہا — دشمنون کا ذکر کیا ہے دوست بھی دشمن رہا
کون ہین جو حسن کو کہتے ہین چلتی پھرتی چھاون — ایک صورت پر ہمارے یار کا جوبن رہا
جب ہوئی وحشت کسی پردہ نشین کے عشق مین — پردہ پوشِ جسمِ عریان دشت کا دامن رہا
ہوگئی تھین وصل کی شب مجھسے کچھہ گستاخیان — عمر بھر اتنی خطا پر مجھہ سے وہ بدظن رہا
محو تھا یہ وصفِ لبہائے مسی آلودہ مین — پیشِ چشم اپنے ہمیشہ تختۂ سوسن رہا
زندگی بھر مین اوسے جائے حرم سمجھا کیا — مونھ سوئے کوئے صنم اس سے پسِ مُردن رہا
اے جنون قائل ہون کیونکر تری امداد کا — چین ہاتھون کو نہ آیا جبتلک دامن رہا

ایک دم بھولا نہین ہمکو خیالِ زلفِ یار
خانۂ دل مین ہمارے مار کا مسکن رہا

ابر آ آکر برستا ہے فقط برسات مین
چشمِ گریان سے مری ہر فصل مین ساون رہا

ناف اوس دریاے خوبی کے تصور مین ہی
ہاتھ مین گویا مرے گرداب کا دامن رہا

احتیاجِ روشنی گورِ غریبان پر ہو کیا
راتون کو داغِ جنون شمعِ سرِ مدفن رہا

اسقدر صدمے دیئے وہبی بتانِ ہند نے
بارہا عزمِ سفر اپنا سوے لندن رہا

احسان یہ مجھ پہ ہے مرے بختِ سعید کا
دیکھا جو تمکو دیکھ لیا چاند عید کا

سرنامہ پڑھتے ہی کیا قاصد کا سر قلم
انعام یہ عطا ہوا خط کی رسید کا

رونے مین اونکا ابروے پرنور آیا یاد
دیکھا ہے ہمنے چاند محرم مین عید کا

دکھلا خدا اسکے واسطے دیدار آخری
آنکھون مین دم ہے یار ترے محوِ دید کا

رازِ نہان کھلے گا ہمارے بیان سے
محتاج ہے یہ قفل زبان کی کلید کا

سمجھا ہے مجھکو آنکھ کا تارا وہ ماہرو
یہ اوج دیکھیے مرے بختِ سعید کا

عنقا کا نام سنتے ہین دیکھا نہین مگر
کیونکر نشان ملے دہنِ ناپدید کا

وہبی وہی تو روزِ جزا ہوگا سرخرو
تداغ دل سے ہے جو حسینِ شہید کا

دلنشین عشقِ بتِ غارتگرِ دین ہو گیا
پہلے جو کعبہ تھا اب بتخانۂ چین ہو گیا

دیکھکر آئینہ جب وہ محوِ تزئین ہو گیا
خال کا دانہ سپندِ چشمِ بدبین ہو گیا

زیبِ صفحہ جب کہ وصفِ زلفِ مشکین ہو گیا
ہمنے جو نقطہ دیا وہ نافۂ چین ہو گیا

عکس اوس چہرہ کی افشان کا پڑا جب باغ مین
تاک کا ہر خوشہ رشکِ عقدِ پروین ہو گیا

پہلے میری جان ہی لینے پہ آمادہ رہا
کیا غضب ہے اب وہ کافر دشمن دین ہو گیا

عکس ہاتھون پر جو اوس رنگِ طلائی کا پڑا
طائرِ رنگِ حنا بھی مرغِ زرین ہو گیا

آئنہ بنکر مہ و خورشید آئے روبرو
محوِ زینت جب وہ رشکِ لعبتِ چین ہو گیا

دیکھکر خالِ ترا ابرو پہ ہوتا ہے گمان
خانۂ کعبہ مین داخل آہوے چین ہو گیا

کنجِ مرقد بنگیا گھر یادِ کوئے یار مین
ظلمتِ تربت خیالِ زلفِ مشکین ہو گیا

دور ہمکو پاس پہلو کے بٹھایا غیر کو
کچھ نیا رسم اور نرالا اونکا آئین ہو گیا

کیون نہو سارا جہان تاریک آنکھون مین مرے
آنکھ کی پتلی سوادِ زلفِ مشکین ہو گیا

کیون نظر آئے نہ گلزارِ شہادت کی بہار
دامنِ قاتل ہمارے خون سے رنگین ہو گیا

خانۂ دل مین نہین کچھ احتیاجِ روشنی
شمع کافوری خیالِ ساقِ سیمین ہو گیا

راست رو سفلہ نہین رہتا پیادے کی طرح
چال ٹیڑھی ہو گئی جسوقت فرزین ہو گیا

دیکھو اوس مہ رو کو حاصل کیا کمالِ حسن ہے
نورِ تن بازو پہ رشکِ عقدِ پروین ہو گیا

پشتِ توسن پر گیا جسوقت وہ رشکِ مسیح
طور سے پُر نور بڑھکر خانۂ زین ہو گیا

دامنِ نظارہ ہر ساعت ہے پھولون سے بھرا
گلشنِ حسنِ حسینان کا مین گلچین ہو گیا

وہبی اوس معشوق کے عکسِ گلِ رخسار سے
لو مبارک دامنِ نظارہ رنگین ہو گیا

قیدی یہ دل زار ہے زلفونکی رسن کا
بی شبہہ خطا کی جو لیا نام ختن کا

موقوف ہو دم بھر مین مرے دل کا دھڑکنا
بوسہ کوئی ملجاے اگر سیبِ ذقن کا

ہم ملکِ عدم مین بھی گئے ڈھونڈھنے لیکن
عقدہ نہ کھلا اونکی کمر کا نہ دہن کا

آتی ہے نہ موت اپنی نہ آتا ہے وہ مہرو
اب مجھپہ یہ ہے یہ ظلم نیا چرخِ کہن کا

جب صبح کو وہ مہوش آیا پے گلگشت
رنگ اوڑ گیا شبنم کی طرح روے چمن کا

وہ رخ پہ جو وہبی کبھی لٹکاتے ہین گیسو
آتا ہے نظر لطف مجھے چاند گہن کا

پھیرتا حلق پہ خنجر ہے جو ٹھہر ٹھہرا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

نہوا حل کسی شاعر سے یہ عقدہ اب تک
دہن یار بھی اک طرفہ معما ٹھہرا

مصر مین اونکی زلیخا نے لگائی قیمت
تیری بازار مین یوسف کا نہ سودا ٹھہرا

مرض ہجر کی اوسنے جو خبر سن پائی
پھر نہ اک دم مری بالین پہ مسیحا ٹھہرا

سختیان ہجر کی مجھ سے نہ سہی جاینگی
اے تپ کیا مرا آتھہ کا کلیجا ٹھہرا

جان بچنے کی بھلا کون ہی صورت وہبی
تمکو دن رات نظر بازی کا لپکا ٹھہرا

مین جاتا آپ سے گر وصل کا پیام آتا
بولاتے آپ تو آنکھون سے یہ غلام آتا

نصیب بیعت پیر مغان اگر ہوتی
شراب پینے کو تو زاہد مدام آتا

وہ ایک بات بھی گر شاعرون سے کر دیتے
کسیطرح کا دہن مین نہ کچھ کلام آتا

نہ پھنستا خال کے دانے پہ اپنا طائر دل
تمھاری کاکل مشکین کا گر نہ دام آتا

کلیجا موںھ کو بھی آتا جو ہجر مین وہبی
مجال تھی کہ شکایت کا لب پہ نام آتا

جانب تربت ابھی دل آتے آتے آئیگا
آئنہ اونکے مقابل آتے آتے آئیگا

لے چل اے شوق شہادت رفتہ رفتہ تو مجھے
قتل گہ آج قاتل آتے آتے آئیگا

مین نکل آیا ہون آگے قیس پیچھے رہ گیا
عشق کی پہلی ہے منزل آتے آتے آئیگا

قتل ہو کے مین نہ تڑپا اس سے آزردہ ہو کیون
اے صنم انداز بسمل آستے آستے آئیگا

بیقرار اتنا نہو کچھ صبر کر قیس حزین
نجد مین لیلی کا محمل آستے آستے آئیگا

رفتہ رفتہ کان تک اوس گل کے پہونچیگی صدا
طرز افغان عنادل آستے آستے آئیگا

ہجر مین وسی تری اختر شماری ہو عبث
آتا ہے وہ ماہ کامل آستے آستے آئیگا

گو تھا دانشمند پر یوذی سکے دم مین آگیا
دل مرا اوس کاکل پیچان کے خم مین آگیا

رہ گیا ان سے ہو ملین ورے اک گیسوئے خمدار کا
بال اب تو اے حکیم اس جام جم مین آگیا

مین ہلال عید سمجھا اشتیاق قتل سے
خم اگر قاتل تری تیغ دو دم مین آگیا

لیکہ وہ وسمہ نشین ہین ہے یہی اسکی سزا
کیون دل ناداں ہمارا اونکے دم مین آگیا

لطف صحبت یاد کرکے رو دئیے وہ بے اختیار
تذکرہ جب اپنا یاران عدم مین آگیا

ہو جیے شب باش گر وعدہ کیا ہے وصل کا
لطف کیا ہے فرق جب قول و قسم مین آگیا

دیکھے بتلا کے کو کوئی بت نہ دیکھا جب وہان
چھوڑ کر کعبے کو مین بیت الصنم مین آگیا

صحبت بنت عنب کا پڑ گیا ایسا مزا
چھوڑ کر سب زہد و تقوی شیخ ہم مین آگیا

زر کے دینے کے عوض دیتے ہین سائل کو جواب
فرق وسی نیت اہل کرم مین آگیا

بیان کیا وصف کیجے ناوک اندازی جانان کا
اوڑا دیتا ہے سب دیکھے نشانہ تیر مژگان کا

وہ ایذا دوست ہین تکلیف مین راحت اوٹھاتی ہین
کبھی منہ دردمندون نے ترے دیکھا نہ دربان کا

ندے کیا کون سے ای دست جنون مہلت جو غیرت ہے
مری دامن دری پر بخیہ ہنستا ہے گریبان کا

وہ گریان ہون کہ ابر تر سمجھتا ہے ہر اک اوسکو
جنون مین کوئی ٹکڑا اوڑ گیا تھا میرے دامان کا

کروگے گر نہ قتل اسکے کھلینگے کسطرح جوہر
ہمارا خون تمنا ہے تمھاری تیغ بُرّان کا

تسلی کچھ تو ہو جاتی ہے میری دلکو فرقت مین
کہ اوسکے درد سے لیتا ہون اکثر کام درمان کا

ستارا جب کوئی ٹوٹا صدا یہ چرخ سے آئی
قیامت ہے غضب ہے ٹوٹنا پیری مین دندان کا

گمان محمل لیلی ہوا دیوانون کو وہبی
بگولا دشت مین اوٹھا جو خاک قیس نالان کا

آنکھون مین مری جان ہے منکا بھی ہے ڈھلکا
جلد آئیے یہ وقت نہین لیت و لعل کا

قاتل کے اس احسان کا رہا بار تو لیکن
سر کاٹ لیا جسم مرا کر دیا ہلکا

عصیان سے گرانبار ہون گو لیکن الٰہی
ہو دوش احبا پہ جنازہ مرا ہلکا

ظاہر ہوئی تن پہ جراحت کوئی لی جان
ابرو نے تری کام کیا تیغ اجل کا

پوشیدہ رہا کرتے ہین اسرار محبت
مضمون کوئی سمجھے گا کیا میری زٹل کا

جس روز سے وہ مہرلقا جلوہ فگن ہے
ہوتا ہے یقین گھر یہ مجھے برج حمل کا

مسند ہے نہ تکیہ نہ مسہری نہ بچھونا
انجام تہ خاک ہے یہ اہل دول کا

اک آئنہ رخسار کا رہتا ہے تصور
عالم ہے مرے سینے مین اب شیشہ محل کا

مین اوس سے شب و روز رہا کرتا ہون بخواب
کیا لیگا کوئی دختر قاضی کا مچلکا

رخصت وہ اودھر ہوتی ہین جاتی ہے ادھر جان
عالم سحر وصل مین ہے شام اجل کا

باور ہو تو کچھ دل کو ہمارے ہو تسلی
جھوٹا ہے ترا وعدۂ وصل آج بھی کل کا

ظاہر مین ملاقات ہے باطن مین عداوت
دل صاف نہین ہوتا ہے ارباب دغل کا

اے جان ترا دیکھ کے خال لب شیرین
ہوتا ہے تیقن مجھے زنبور عسل کا

ہے دلمین مرے اک رخ روشن کا تصور
اوجیالا ہے اس خانۂ تیرہ مین کنول کا

آیا نہین ابتک وہ شب ہجر صنم مین
کیا سو گیا ہے پاؤن کوئی پیکِ اجل کا

دم بھر بھی جو اوس چاند کے ٹکڑے کا گذر ہو
ہو جاے مرے گھر پہ گمان نورِ محل کا

تارے یہ فلک پر نہین سوراخ ہوے ہین
دکھلایا ہے نالون نے مرے توڑ کے فل کا

وہبی مری آنکھون سے وہین گر پڑے آنسو
ساغر جو کوئی بادۂ گلرنگ کا چھلکا

کیون نہ سمجھون اونکو پتلا نور کا
زلف ہے دود وہ ہے چراغِ طور کا

ہے تصور اوس رخِ پُر نور کا
دل ہے پروانہ چراغِ طور کا

وصف لکھون اوس سراپا نور کا
گر قلم ہو شاخِ نخلِ طور کا

رخ دکھاؤ تم تو ہم بھی دیکھ لین
سُنتے ہین قصہ کلیم و طور کا

آب تیغِ یار کا سُنتے ہی ذکر
کھلگیا مونھ زخم کے انگور کا

گور کا بہرام کرتا تھا شکار
ہوگیا لقمہ وہانِ گور کا

کاوشِ نیشِ مژہ سے یار کے
دل مرا چھتّا بنا زنبور کا

عکس گر طوبیٰ قد موزون کا ہے
مہر پرتو ہے رخِ پُر نور کا

آفتاب حشر کہتے ہین جسے +
ہے وہ اک چھالا مرے ناسور کا

جب تصور مین ترے آتی ہے نیند
زیر سر پاتا ہون زانو حور کا

بزم بے ساقی کے محشر ہوگئی
شورِ قلقل مین ہے عالم صور کا

بادشاہِ وقت وہبی رند ہین
جام کا نہ ہے سرِ فغفور کا

زبان بھی صاف ہوتی کچھ سے تجھے طرزِ سخن آتا
اگر اے بلبلِ ناداں وہ گل سوئے چمن آتا

عدم رو دو خلائق ہین کہ گر غربت مین مرجاتے
ہمارا تذکرہ بھی کچھ نہ اے اہل وطن آتا

اگر وہ لوٹتا سو بار انگارون پہ غیرت سے
نہ ہرگز کبک کو اوس ماہ پیکر کا چلن آتا

حلاوت دی ہے خالق نے اوسے قند مکرر کی
مرا منہ بند ہو جاتا اگر ذکر دہن آتا

قیامت تک نہوتا بلبل شیراز سے پھر گویا
کبھی باتین بنانے پر اگر وہ کم سخن آتا

مرے گھر بے بلائے آپ ہی وہ نوجوان آتا
اگر مجھ سے کسیدن راہ پر چرخ کہن آتا

اگر دلمین جگہ اوس غیرت شیرین کے کی ہوتی
پہاڑون سے ہمارے پاؤن چھونے کوہکن آتا

جو تو سوز محبت سے نہ عاشق کیطرح جلتی
تو پروانہ نہ تجھہ تک کوئی اے شمع لگن آتا

لحد مین بھی دکھا دیتا مین اوسکو اپنی شستہ زوری
پکڑ لیتا وہین ہاتھہ اوسکا گر دزد کفن آتا

لیے بوسے جو اونکے خبر گذری کچھ نہین تو بے
بگڑتے وہ اگر وہبی تو مجھ سے کچھ نہ بن آتا

دیکھنے والون سے بیکار ہے پردا اونکا
چار سو ہمکو نظر آتا ہے جلوا اونکا

دیکھنا کتنا بلند آج سے رتبا اونکا
حورین کاندھے پہ اوٹھاتی ہین محافا اونکا

آنے جانے سے مرے کسلیے گھبراتے ہین
نہین دخل ہے کچہری مین مچلکا اونکا

اونگلیان اوٹھنے لگین مجھ پہ نشانی جو ملی
کیسا انگشت نما کرتا ہے چھلا اونکا

اور سے بولنے کی ہمسے قسم کھلوالی +
باتون باتون مین نیا چل گیا فقرا اونکا

دیکھین کس عاشق دلباختہ کے سر جاتی ہے
اب جو تیار رہتا ہے پائے پہ تیغا اونکا

نقد جان مانگتے ہی اونکے مین دیدونگا اونھین
ہر گھڑی کا نہ سہونگا یہ تقاضا اونکا

اسطرح اونھین آنکھ کی پتلی سمجھون
لکھ لیا ہے ورق چشم پہ نقشا اونکا

تن پر داغ کو گلزار نہ سمجھون کیونکر
ہر گھڑی دل مین لگا رہتا ہے کھٹکا اونکا

پاؤن بھی گھر سے نکالا نہین اب تک لیکن / ہر گلی کوچے مین ہونے لگا چرچا اونکا
آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی دیکھتا مین اوسکو مگر / حور جنت پہ مجھے ہوتا ہے دھوکا اونکا
مچھلیان کان کے بالے کی نہ تیرین کیونکر / باڑھ پر آیا ہے اب حسن کا دریا اونکا
کھلگئی آج مہ و مہر کی قلعی ہم پر / ایک دیوانہ ہے اور ایک ہے شیدا اونکا
جو کہ مشتاق تمھارے قد بالا کے ہین / گڑ گیا گلشن فردوس مین جھنڈا اونکا
غیر ممکن ہے کہ ہو جائے یہان تصفیہ / فیصلہ حشر کے دن ہوگا ہمارا اونکا
باڑھ رکھواتے ہین وہ اپنی سروہی پہ عبث / قتل کے واسطے کافی ہے اشارا اونکا
چوم لیتا مین اگر دیکھتا صانع کے ہاتھ / نور کے سانچے مین ڈھالا ہے سراپا اونکا
للہ الحمد بر آئینگی مرادین دل کی + / آج کی رات ہے کچھ اَور ارادا اونکا
حشر تک منہ نہ دکھائین مہ و خورشید اپنا / دیکھ پائین وہ اگر روے دل آرا اونکا
چاک کرتے ہین گریبان جو غم سرور ہین / حشر کے روز خدا رکھے گا پردا اونکا

وہ بلاتے ہین اگر غیرون کو ہر دم وہبی
لے لیا جائیگا اک روز مچلکا اونکا

ہر روز ترقی پہ ہے سودا مرے دل کا / مشکل نظر آتا ہے سنبھلنا مرے دل کا
بوسہ نہین دیتے تو نہ دو غصہ نہ فرماؤ / میرا ہے تقاضا کہ تقاضا مرے دل کا
کس رنگ سے آتا ہے تصور ترا اے شوخ / کچھ اَور نظر آتا ہے نقشا مرے دل کا
فوراً مرے سینے سے لپٹ جاتے ہین آکر / وہ خوب سمجھتے ہین ارادا مرے دل کا
جز یاد خدا اب نہ ہے یاد بتون کی + / کعبہ کہین ہو جائے کلیسا مرے دل کا
جس روز سے دیکھی ہے ترے کان کی مچھلی / ہوتا نہین موقوف تڑپنا مرے دل کا

بازارِ محبت مین نہین اوٹھتی ہے قیمت
تم کھیلو تو حاضر ہے کھلونا مرے دل کا

سینے مین نظر آئینگے وہ جان کی صورت
جس روز کہ اوٹھ جائیگا پردا مرے دل کا

تم ہاتھ سے نے فاتحہ رکھو تو ٹھہر جاسے
قائم سے لحد مین بھی تڑپنا مرے دل کا

گو آپکو وہ دلمین سمجھتے ہین بہت دور
لائیگا مگر کھینچ کے جذبا مرے دل کا

ہین لختِ جگر لعل ورم داغ جنون ہین
معمور ہے دولت سے خزانا مرے دل کا

پھر پست نظر آئیگا یہ گنبدِ گردون
دیکھینگے اگر آپ پھپھولا مرے دل کا

آتش نفسی اپنی ہوا باندھ رہی ہے
اک روز بھڑک اوٹھیگا شعلا مرے دل کا

چھوڑی ہے مرا سوزِ جگر سنکے گزک بھی
کھاتے ہین کبابون پہ وہ دھوکا مرے دل کا

اغیار کی جھنکی نہ مرے سامنے لینا
اک ٹھیس کا محتاج ہے شیشا مرے دل کا

بجلی کو جو حیرت ہے تو سیماب کو سکتا
دیکھو تو کسی روز تڑپنا مرے دل کا

مظلوم ہون ہلجائیگا عرش آہ سے میری
اچھا نہین اے جان دکھانا مرے دل کا

پھرتی ہے نگاہون مین بہارِ خطِ عارض
بیوجہ نہین بڑھتا ہے سودا مرے دل کا

دل کھو کے ملجائین اگر آپ گلے سے
کھلجائے ابھی وصل مین عقدا مرے دل کا

ہے نقشِ قدم بنکے حسینون کی گلی مین
کیا پوچھتے ہو مجھ سے ٹھکانا مرے دل کا

کشتی کے عوض لختِ جگر تیرتے ہین وہبی
آتا ہے اگر باڑھ پہ دریا مرے دل کا

ردیف الباء موحدہ

اونکے آگے کیون ہے تنویرِ شعاعِ آفتاب
صاف ثابت ہے یہ تقصیرِ شعاعِ آفتاب

نشۂ مے سے نہین چہرہ ہے اونکا لال لال
ماہ پر کھینچی ہے تصویرِ شعاعِ آفتاب

اندنون اک غیرتِ عیسیٰ کا ہین دیوانہ ہون
چاہیے پاؤن مین زنجیرِ شعاعِ آفتاب

چھوڑ دو رخسارِ روشن پر ذرا زلفون کے بال
کھینچ لون دل پر مین تصویرِ شعاعِ آفتاب

اونکے عکسِ رخ سے آنسو ہوگئے آنکھون مین خشک
دیکھ لی ہمنے یہ تاثیرِ شعاعِ آفتاب

بام پر جو بے نقاب آیا وہ رشکِ ماہتاب
چھپ گئی نظرون سے تنویرِ شعاعِ آفتاب

جلوۂ رخ دیکھنے کا جسے اے وحی ہے شوق
رات دن کرتا ہون تقریرِ شعاعِ آفتاب

تا زبان آیا بارہا مطلب
پر نہ اوس سے کہا گیا مطلب

نہ سُنا اوسنے یا سُنا مطلب
ہمنے تو اپنا سب کہا مطلب

پاؤن پر سر بتون کے رکھینگے
خطِ تقدیر کا یہ تھا مطلب

شرم کی اوسکی جب لکھی تعریف
دامنِ حرف مین چھپا مطلب

کبھی ان مطلب آشناؤن سے
نہ بر آیا مرا ذرا مطلب

شکوۂ غیر سُنکے وہ بولے
تمکو صاحب کسی سے کیا مطلب

رعبِ الفت سے عرضِ حال کے وقت
نہ زبان سے ادا ہوا مطلب

ایسے بھی لوگ ہین زمانے مین
جنکا بر آتا ہے دلا مطلب

کیون فلک ہم بھی ہونگے شاد کبھی
کبھی اپنا بر آئیگا مطلب

ہمکو اوسنے گلے لگا کے کہا
آپ کا ابتو ہوگیا مطلب

کہے دیتے ہین دیکھ او ہمت
نہ زبان سے ہوا آشنا مطلب

وصفِ گیسو رقم مین کیا کرتا
واقعی پیچدار تھا مطلب

جب زبان بند ہوگئی تو وہ آئے
دل کا دل ہی مین رہگیا مطلب

کہنے بھی پائے تھے نہ کچھ کہ ہنسا
بے کہے وہ سمجھ گیا مطلب

باتون باتون مین پڑ گئی گتھی
لب تک آکر اولجھ گیا مطلب

جب تلک یار سے رہی رنجش
مجھ سے روٹھا رہا مرا مطلب

دم تحریر وصف گیسوے یار
لکھتے لکھتے اولجھ گیا مطلب

دیکھو تاثیر ہجر خط جو لکھا
حرفون سے ہو گیا جدا مطلب

خط مین لکھنا تھا ہمکو اے ولی
دل کا قاصد سے کیون کہا مطلب

NIA UNIVERSITY LIBRARY DERABAD

جتنا تھا شوق شہادت مین مرا دل بیتاب
اوتنا ہی قتل کو میرے ہوا قاتل بیتاب

چھوٹکر اک یم خوبی سے ہے یون دل بیتاب
مچھلیان ہوتی ہین جیسے لب ساحل بیتاب

عکس رخ سے ہو نکیونکر دل بسمل بیتاب
چاندنی پڑتے ہی ہو جاتا ہے گھائل بیتاب

عشق نے دونون پہ تاثیر برابر کی ہے
مضطرب مین ہون تو وہ حور شمائل بیتاب

جب بگولا کوئی دیکھا تو سمجھکر محمل
قیس پیچھے گیا اوسکے کئی منزل بیتاب

خاک پر چاندنی کیطرح لگا لوٹنے خود
دیکھکر اونکو ہوا یہ مہ کامل بیتاب

نالۂ قیس نے دکھلائی یہ اپنی تاثیر
ناقہ بیخود ہوا اور صاحب محمل بیتاب

ہلتے دیکھی ہے ترے کان کی مچھلی جب سے
رات دن رہتا ہے سینے مین مرا دل بیتاب

کروٹین وہ بھی بدلتے ہین نہین آتی ہے نیند
بستر غم پہ جو ہے عاشق بیدل بیتاب

کیا صبا آج ہے اوس غیرت گل کی آمد
کیون نظر آتی ہین گلشن مین عنادل بیتاب

وحشت سے کوچۂ جانان کی جو لی مین نے راہ
قیس ساتھ آیا مرے سیکڑون منزل بیتاب

شمع رو نے رخ انور سے اوٹھائی جو نقاب
ہو گیا رنگ دگرگون ہوئی محفل بیتاب

یاد قاتل نے کیا مجھکو مقرر وہبی
خود بخود آج ہے سینے مین مرا دل بیتاب

ردیف الباء فارسی

عشقِ صادق نے دکھایا یہ اثر آپ سے آپ
ہوگئی اونکو مرے دل کی خبر آپ سے آپ

چشمِ جانان کی اگر یاد نہین آئی ہے
آ گئے جوش پہ کیون دیدۂ تر آپ سے آپ

کچھ مزہ پڑ گیا ہے اونکو کہ بیوجہ و سبب
وصل کی شب وہ کیا کرتے ہین شر آپ سے آپ

خفتہ بختی مری دکھلاتی ہے تاثیر اپنی
بجنے لگتا ہے شبِ وصل گجر آپ سے آپ

نہ مؤذن نے اذان دی نہ ابھی توپ چلی
دفعتاً بول اوٹھا مرغِ سحر آپ سے آپ

بخدا اونکی طرف سے نہین کچھ خواہش تھی
جان کا اپنی کیا ہمنے ضرر آپ سے آپ

تیر کو تمنے بٹھایا تو نہین پہلو مین
آج اوٹھتا ہے یہ کیون دردِ جگر آپ سے آپ

تن بدن ایسا تپِ عشق نے پھونکا ہے مرا
ہر بنِ مو سے نکلتے ہین شرر آپ سے آپ

جذبِ الفت ترے تاثیر کا سب قائل ہون
دین تو وہ بوسۂ لب مجھکو مگر آپ سے آپ

للہ الحمد کیا آہ نے اتنا تو اثر
بے طلب وہ چلے آئے مرے گھر آپ سے آپ

ہوگی تاثیر جو نالون مین تمھارے وہبی
تو چلا آئیگا وہ رشکِ قمر آپ سے آپ

سب کی نظرون سے نہان رہتے ہین آپ
میرے دل مین مثلِ جان رہتے ہین آپ

رحم کیجے خاکساری پر مری
مجھ سے کیون دامن کشان رہتے ہین آپ

وصل ہوجاتا ہے ہر اک ماہ مین
اب تو ہم پر مہربان رہتے ہین آپ

ایسے چپکا قسم درگاہ مین
مجھ سے ناحق بدگمان رہتے ہین آپ

دل مین ہردم ہے تصور آپ کا
اب کہان اے جانِ جان رہتے ہین آپ

روز دروازہ رہا کرتا ہے بند
کچھ نہین کھلتا کہان رہتے ہین آپ

سرخروئی کی ہے اسے **وہبی** یہ وجہ
وصفِ لب مین تر زبان رہتے ہین آپ

ردیف التاء فوقانیہ

غیرتِ برجِ قمر ہو یہ مکان آجکی رات
آپ رہجائین جو اے جانِ جہان آجکی رات

صبح تک عاشق و معشوق لپٹکر سوئین
بھول جائے جو موذن کو اذان آجکی رات

شام سے آتے ہین پیغام پہ پیغام تمھین
سچ بتاؤ کہ بسر ہوگی کہان آجکی رات

ہاتھ کو ہاتھ کسیکا نہ نظر آئیگا
میری آہون کا جو پھیلیگا دھوان آجکی رات

آگ لگجائیگی گردون مین مرے نالون سے
چھپ نہین سکنے کا یہ سوزِ نہان آجکی رات

تھا سرِ شام کا وعدہ نہین آیا اب تک
جان لیگا مری وہ آفتِ جان آجکی رات

وصل ہونے سے کمر اونکی مرے ہاتھ آئی
مجھ پہ ظاہر ہوا یہ رازِ نہان آجکی رات

دلمین اوس ماہ لقا کا ہے تصور **وہبی**
سامنا ماہ کا کرتا ہے کتان آجکی رات

آہ مین کچھ نظر آئی نہ اثر کی صورت
یہ وہ ہے نخل کہ دیکھی نہ ثمر کی صورت

اپنی آغوش مین وہ ماہ لقا شام سے ہے
یا الٰہی نظر آئے نہ سحر کی صورت

جوش آیا نہ مرے دل کی طرح سے اسکو
ابر برسا نہ کبھی دیدۂ تر کی صورت

کر دیا ہے غم فرقت نے مجھے زار ایسا
گم ہون نظرون سے نگہ اونکے کمر کی صورت

سرخرو ہین جو ہوا نفت شہادت پا کر
روسیہ ہو گئے اغیار سپر کی صورت

پھر فرشتے نہ کبھی حور کی صورت دیکھین
دیکھ پائین جو ترے رشک قمر کی صورت

پھوٹنے پھلنے کی امید تھی وحی اکدن
کر دیا عشق نے اب خشک شجر کی صورت

ہے خوفناک منزل عشق بتان بہت
اس راستے مین لوٹے گئے کاروان بہت

ہمسایہ کوئی طالب بیداد پائیگا
پچھتائیگا مٹا کے ہمین آسمان بہت

صدمہ فراق یار کا اوٹھنا ہے اب محال
اس غم نے کر دیا ہے مجھے ناتوان بہت

قاصد سے راز عشق کرون کسطرح بیان
مجبور ہون کہ دل سے ہے مرا بدگمان بہت

پچھتائے توبہ کرکے جوانی مین واعظو
یاد آتی ہے عنایت پیر مغان بہت

پایا یہان نہ ہمنے خدا ترس ایک بھی
اس شہر مین ہے رسم جفائے بتان بہت

ابنائے روزگار کا کیا پوچھتے ہو حال
راحت رسان تو کم ہین پر ایذا رسان بہت

لائی ہے دیکھنا مری قسمت کہان مجھے
جنس وفا و مہر گران ہے جہان بہت

بجلی تمھارے کان کی آتی ہے جب سے یاد
مانند برق سینے مین دل ہے تپان بہت

کیا پوچھتے ہو طول اسیری کی مجھ سے وجہ
صیاد میرے حال پہ ہے مہربان بہت

قاصد یہ کوے یار کا ادنی سا ہے پتا
ہمسے شکستہ حال پڑے ہین وہان بہت

سمجھاتے ہین ترک ایک نہ اک دن اوٹھاوگے
عشاق کا کیا نکرو امتحان بہت

کیا لینگے امتحان کرن ہے ذی حوصلہ حسین
جنس دل حزین ہے ہماری گران بہت

قسمت سے ہاتھ آتا ہے معشوق قدردان
یون تو برائے نام ہین یان دلستان بہت

تھوڑا سا قصہ وہبی کا سُن لو عجیب ہے
اَوروں کی تو سُنا کیے ہو داستان بہت

ردیف الثاء مثلثہ

درد دل ہوتا ہے رہ رہ کے سوا کیا باعث
آج کرتی نہین تاثیر دوا کیا باعث

گھٹ کے مر جائینگے کیا یون ہی اسیرانِ قفس
اودھر آتی نہین گلشن کی ہوا کیا باعث

دام مین لائی ہے دل کیا یہ کسی عاشق کا
بل کی بھر لیتی ہے وہ زلفِ رسا کیا باعث

شرم سے چار نکرتے تھے وہ آنکھین کل تک
آج اونکو نہین کچھ شرم وحیا کیا باعث

غیرون نے تو نہین ایجان لگائی ہے کہین
رنگ مہندی کا نہ ہاتھون مین رچا کیا باعث

حال کھلتا نہین کس زلف کا سودائی ہون
عرش تک جانے لگی آہِ رسا کیا باعث

نکہتِ گل نہین لاتی ہے قفس تک بھی نسیم
پھر گئی ایسی زمانے کی ہوا کیا باعث

کسی مہ پارہ کے عاشق تو نہین ہو وہبی
رات بھر کرتے ہو تم آہ وبکا کیا باعث

ردیف الجیم

یا خدا مجھکو ملا دے مرے دلدار سے آج
نکلی جاتی ہے مری جان تنِ زار سے آج

منفعل مہر ہی کیا ہے رخِ دلدار سے آج
چرخ بھی چرخ مین ہے شوخیِ رفتار سے آج

کل نہین آنے کی مجکو دلِ مضطر کے سبب
دیکھ پایا ہے تجھے روزنِ دیوار سے آج

اوٹھ خوشی ہو کے گلے لگ مری اے راحتِ جان
مونھ چھپا بیٹھا ہے کیون طالبِ دیدار سے آج

آنکھ لگتی تو ذرا دیکھتا صورت اوسکی
بخت خفتہ ہین مرے دیدۂ بیدار سے آج

تا قیامت نہین امید رہائی اوس سے
کیون اولجھتی ہے صبا طرۂ طرار سے آج

یاد مین اوس در دندان کے اگر مین رووں
ابر نیسان ہو خجل چشم گہر بار سے آج

جستجو لاکھ کی لیکن کوئی یوسف نہ ملا
نقد جان لیکے پھری مصر کی بازار سے آج

کل پہ رکھنا نہ کبھی بات کو اپنی وہبی
کر شفاعت کی طلب احمد مختار سے آج

ردیف الحاء المہملہ

جو آیا رات کو وہ مہ لقا قمر کیطرح
تو میرے گھر مین ہوئی روشنی سحر کیطرح

یقین ہے ٹھہر سکیگا اس آگ پر نہ وہ اکدم
عذاب ہجر سہہ نہ سکے گا مرے جگر کیطرح

کرے گا جذب محبت اگر اثر اپنا
ہمارے گھر مین رہینگے وہ اپنے گھر کیطرح

سوا عدم کے ملیگا پتا نہ ہستی کا
دہن بھی یار کا معدوم ہے کمر کیطرح

یقین ہے حشر تلک پھر فلک نہ گردش کھائے
جو ایک دور ہو اوسکو ہمارے سر کیطرح

پھونکا ہے آتش فرقت نے اسقدر تن زار
نکلتے ہین نفس سرد بھی شرر کیطرح

کیا ہے زار یہ اک بیخبر کی الفت نے
مین اوڑتا پھرتا ہون ہر اک طرف خبر کیطرح

خدا کے واسطے اے بت نہ تو اوٹھا مجھکو
جدا نہونگا ترے در سے سنگ در کیطرح

ہمارے کلبۂ احزان مین رات کو آؤ
اندھیرے گھر کا تم اوجیالا ہو قمر کیطرح

گرہ جو کھولیگا دل کی وہ غیرت شیرین
لبون کو اوسکے مین چوسونگا نیشکر کیطرح

کبھی یہ باب اجابت تلک نہین پہونچین
مری دعائین بھی ہین آہ بے اثر کیطرح

ہزار ابر برستا رہا مگر اک دن + / جھڑی لگی نہ کبھی میری چشمِ تر کیطرح

الٰہی خیر سے قاصد وہان سے پھر آئے / کرے نہ ذبح او سے مرغِ نامہ بر کیطرح

نہین ہے خوف خدنگِ نگہ کا کچھ وہبی
دل اپنے سینے مین رکھتے ہین ہم سپر کیطرح

ہو نہ رسوا سے زمانہ مہِ کامل کی طرح / میرے سینے مین رہو آکے مرے دل کی طرح

تیرے دروازے پہ اے غیرتِ لیلی دن رات / سر ٹپکتے رہتے ہین ہم پردۂ محمل کی طرح

اسقدر شوقِ شہادت نے مجھے دوڑایا / تھک گئے پاؤن مرے بازوے قاتل کی طرح

سیر نیرنگیٔ عالم کی نظر آجائے / میری آنکھون مین اگر آکے رہو تِل کی طرح

اک نظر دیکھ لے مونھ پھیر کے او صید افگن / دل تڑپتا ہے مرا طائرِ بسمل کی طرح

دُر ترے ای یمِ خوبی جو نکے منہ سے شراب / چھالے پڑ جائین حبابِ لبِ ساحل کی طرح

بدگمانی کا برا ہو کہ مرا حالِ تباہ + / کان رکھکر نہ سُنا قصۂ باطل کی طرح

وحشتِ دل سے ہو کیا عاشقِ گیسو کو نجات / جادۂ دشت لپٹتے ہین سلاسل کی طرح

قدر جانو گے محبت کی تب اے جانِ جہان / تم بھی جب رنج اوٹھاؤ گے مرے دل کی طرح

آپ کھل کھیلے اگر مجھ سے شبِ وصل تو کیا / نہ کھلی دل کی گرہ عقدۂ مشکل کی طرح

رنگ لائے جو مرا خونِ تمنا وہبی
دامنِ حشر بنے دامنِ قاتل کی طرح

ردیف الدال مہملہ

عالم ہی کو نہین ہے کچھ اے ماہرو پسند / خود صورت آفرین جہان کو ہے تو پسند

تجکو جو ربط غیر سے ہے اے ماہرو پسند
کر لینگے ہم بھی اور کوئی فتنہ جو پسند

سچ ہے یہ اپنی اپنی ہے اے ماہرو پسند
رغبت تجھے رقیب سے ہمکو ہے تو پسند

جس روز سے ہوا ہے مرے دل کو تو پسند
مجھکو جہان بھر کے نہین خوبرو پسند

تیری پسند کیا کہ تجھے ہے عدو پسند
میری پسند دیکھ کہ مجھکو ہے تو پسند

لاکھون جوان کھا گئی چھن چھن کے اے زمین
کس کس کو دیکھیے ابھی کرتی ہے تو پسند

وقت اخیر وقت سے ہے اپنی نماز کا
ہے آب تیغ یار سے ہمکو وضو پسند

حیران ہین تنگ کہ دین کس پہ اپنی جان
مانند شمع تو بھی ہے اے شعلہ رو پسند

عاشق کا ساتھ گور تلک چھوڑتا نہین
اے داغ دل بہت ہے ہمین اس سے تو پسند

آفت کی شوخیان ہین غضب کی حرارتین
تجھ سے بھی ہے زیادہ ہمین تیری خو پسند

پہنی ہین جب سے یار نے منت کی ہنسلیان
مجکو بہت جنون مین ہے طوق گلو پسند

آمادہ تیز یون پہ ہے دست جنون ہنوز
کیونکر ہو چاک جیب کو میرے رفو پسند

وہ سرو قد ہو پاس تو ساقی بہار مین
صحبت شراب کی ہے لب آبجو پسند

یان بد کو کہتے ہین وان راندان ہے عیش
اپنے نصیب سے تو ہے بخت عدو پسند

دامن سے جان تک نہین ہمکو عزیز ہے
گر تیغ یار کو ہے ہمارا لہو پسند

تیغ نگاہ کج سے جگر چاک چاک ہے
سوزن ترے مژہ کی ہے بہر رفو پسند

آتی ہے سنکے زمزمہ اپنے بدن مین روح
ہمکو ازل کے روز سے ہین خوش گلو پسند

پتھر جگہ پہ اسکے جو ہوتا تو زیب تھا
ملتا نہ آدمی کو دل آرزو پسند

جنت کہانکی کیسی جنان خلد کیا ہے چیز
اے کوے یار دلکو تو میرے ہے تو پسند

استادہ سرنگون سر مقتل ہین جان نثار
دیکھین برائے قتل کرے کسکو تو پسند

ایذا کی مین نے پائی ہین کیا کیا حلاوتین
کیونکر نہ ہو ونکو ہو مرے اسے درد تو پسند

جو ہم سے پوچھتے ہو یہ ہم تم سے پوچھتے
آتا تمھین بھی کوئی اگر خوبرو پسند

یون تو حسین جہان مین بہت ہین مگر ہمین
جو خود لڑاے آنکھ وہ ہے جنگجو پسند

کیون پیار کرکے اے دلِ مشتاق خوش ہوا
ابتو کریگا تو نہ کوئی خوبرو پسند

کیا قابل اسکے تھا نہ زمانے مین کوئی اور
قسمت مین تمھاری ہی دلِ آرزو پسند

آخر کو رخنہ پردۂ ظاہر مین پڑ گیا
کسطرح کرتا دامنِ یوسف رفو پسند

پوچھون گا روزِ حشر یہ رضوان سے مین ضرور
جنت تجھے پسند ہے یا لکھنو پسند

حسنِ قبول شعر کو گر وہ عطا کرے
مذکور دوستون کا تو کیا ہو عدو پسند

کاہے کو مہربان بچے گی تمھاری جان
یون ہی اگر کروگے ہر اک جنگجو پسند

مونھ پھیر کر کیا نکرو ہر گھڑی کلام
مجھکو یہ بیرخی کی نہین گفتگو پسند

یہ وضع یہ لباس یہ حسنِ بیان کہان
کیونکہ ہمارے دل کو نہو لکھنو پسند

ہے چھیڑ چھاڑ ہمکو تو **وہبی** نہین قرار
معشوق اسلیے ہے ہمین تندخو پسند

کیا تھر ہے وہ جائینگے گھر دو گھڑی کے بعد
سہنا پڑیگا دردِ جگر دو گھڑی کے بعد

فارغ نہونے پائیے کا قتلِ عام سے
ہوتا ہون مین بھی سینہ سپر دو گھڑی کے بعد

دم تک مرے تری قدر انداز یان ہین سب
بیکار ہوگا تیرِ نظر دو گھڑی کے بعد

حالِ شبِ فراق جو پوچھا تو بولے وہ
آئیگی زلف تا کمر دو گھڑی کے بعد

چار آنکھ کرکے گر وہ چھپائینگے اپنا مونھ
رونا پڑیگا آٹھ پہر دو گھڑی کے بعد

بوسہ لیا ہے آپکی افعی زلف کا
دکھلائیگا یہ زہر اثر دو گھڑی کے بعد

اے عندلیب سیرِ چمن مغتنم سمجھ
دنیا سے ایک آن مین کرجاؤنگا سفر

صبا داغ کے فوج کا یہ دو گھڑی کے بعد
جاوینگے اپنے گھر وہ اگر دو گھڑی کے بعد

یہ چلتے چلتے کہہ گئے تسکین کو مری
آوینگے ہم ضرور مگر دو گھڑی کے بعد

آنے کے وعدے پر اونھین وہبی نجانے دو
قابو مین کب رہیگا مگر دو گھڑی کے بعد

ردیف الراء مہملہ

عزیزو جان دی ہے ہمنے چشمِ مستِ دلبر پر
ہمارا فاتحہ دنیا مئے گلگون کے ساغر پر

مجھے جو لوگ آکر دیکھتے ہین میرے بستر پر
گمان تارِ نگہہ کا کرتے ہین اس جسمِ لاغر پر

ہمارے قتل کی نالش نہوگی اوس ستمگر پر
اوٹھا رکھا ہے ہمنے دعوئ خون روزِ محشر پر

نہین ملتا کسیکا پیچ اوس زلفِ معنبر پر
اثر کرتے نہ کیا سحر کو چشمِ فسونگر پر

ادائے تیز رفتاری بلائے جانِ عالم ہے
گلے کٹتے ہین لاکھون کے رہی قاتل کی خنجر پر

رعایت کی ہے بیتابی فرقت مین بھی وحشت کی
اوٹھایا ہے جو سر بالین سے دے ٹپکا ہی پتھر پر

نگاہون سے غضب کی اس دلِ بیتاب کو گھورا
برابر اوسنے دو شاہین چھوڑے اک کبوتر پر

وہ مہکش ہین پکارینگے ملک محشر مین ہٹجاؤ
شرابِ الفتِ حیدر کی مست آتے ہین کوثر پر

خطابِ جانِ عالم تجھہ پہ زیبندہ نہو کیونکر
بہارِ حسن جوگن ہوکے بیٹھی ہی ترے در پر

جو نامہ لا کے دے اوس غیرتِ بلقیس کا مجھکو
بٹھادون تاج ہدہد کا ابھی فرق کبوتر پر

سہت ملتی ہے راحت یادِ مژگان مین بھی ستارو
نہ رو کو لوٹنے وہ مجھکو تم کانٹون کے بستر پر

وفاؤن سے سوا لذت اوٹھاتے ہین جفاؤن مین
ہمارا دم نکلتا ہے حسینانِ ستمگر پر

قدم پڑتے ہین کس کس ناز سے رفتار تو دیکھو
فدا ہین لاکھ جانین میری اوسکی ایک ٹھوکر پر

تمنائے شہادت لکھ کے لا دعوی بھی جب لکھا
لہو سے مُہر کی سرنامۂ مکتوب دلبر پر

رہا مدنظر سودے مین بھی پاس اونکی مژگان کا
نکالا پاؤن سے کانٹا اگر تو رکھ لیا سر پر

چمن مین قمریون نے جب ترا بوٹا سا قد دیکھا
کہین ہنس ہنس کے کیا کیا پھبتیان سرو صنوبر پر

وہ مجرم ہین ہماری روبکاری کا جو وقت آیا
تو زردی چھا گئی ہیبت سے روئے اہل محشر پر

کہا تھا دیکھے خط لینا بلا مین بھی یقین یہ ہے
کہ اونکے سر کا چھینٹا پڑ گیا کوئی کبوتر پر

دماغ آنا کہان جو اوٹھ سکے در درِ سر دولت
کیا بالفرض گر سایہ ہما نے بھی مرے سر پر

خدا کے فضل سے محشر مین اس عاصی کو دیکھو گے
کھڑی ہونگی مرے لینے کو حورین خلد کے در پر

وہ ہین ذی آبرو اے زاہدو ہم میکدے والے
نماز اکثر پڑھین قدسی ہمارے دامن تر پر

طبیب آگاہ ہون تاگرمی تپہائے ہجران سے
کوئی اسپند تھی پھر چھڑک دے میرے بستر پر

شب مہتاب مین ہو میکشی کی اور کیفیت
اگر مینا گلابی ساقیا ہو ساغر زر پر

یہ خود ہی کودکان سنگ زن سی چھیڑ کرتا ہے
پڑے ہین پتھر الٰہی اس جنون فتنہ پہ در پر

خوشامد کیون کرون گر جذب ہی ہے کچھ اثر وحی
تو بس لینا کہ وہ خود دوڑتے آئے مرے گھر پر

رخ ترا یاد آگیا گل دیکھکر
زلف کا دھیان آیا سنبل دیکھکر

چشم میگون یاد آتی ہے مدام
کیون نہ روئین ساغر مُل دیکھکر

گریہ ہی اپنے جنون کا جوش ہے
بیڑیان پہنینگے کاکل دیکھکر

یاد آتا ہے زوال حسن یار
ماہ کامل کا تنزل دیکھکر

جب نہ آئے وصل کی شب صبح تک
جان دی اونکا تغافل دیکھکر

اور بھڑکائی جنون نے دل مین آگ
جوش دود آتش گل دیکھکر

مجھکو تیغ یاس نے کشتہ کیا
قتل مین اونکا تامل دیکھکر

مجھہ پہ ہوتا ہے فرشتون کو بھی رشک
بار الفت کا تحمل دیکھکر

ہم نگھہ کو اونکی سمجھے شاہباز
خون فشان مژگان کا چنگل دیکھکر

ہم ہوئے مایوس وہبی قتل سے
جوہر تیغ تغافل دیکھکر

نہین ہے اے دل ناشاد مستی لعل جانان پر
پڑا ہے بخت اسکندر کا سایہ آب حیوان پر

ہوا جس روز سے در پردہ اونکو شوق نظارہ
لگی رہتی ہین آنکھین رخنہ دیوار جانان پر

ارادہ قتل کا گر فصل گل مین ہے تو اے قاتل
چمن نباری سے کے جوہر چاہیئے شمشیر بُران پر

یہانتک ہی ترا پاس ادب او طفل نصرانی
نہین ہے آجتک ٹوپی سر مہر درخشان پر

سر شام آکے مہتابی پہ وہ جلوہ دکھاتے ہین
چھٹیگی ایکدن مہتاب روئے ماہ تابان پر

مرے نالون پہ گر ہے صور اسرافیل کا دعوا
گمان صبح محشر ہے مرے چاک گریبان پر

رہا پاس ادب اس درجہ ہنگام شہادت بھی
پڑی اوڑکر نہ خونکی چھینٹ تک قاتل کے دامان پر

اگر گھونگھٹ ہٹائینگے وہ اپنے رخ روشن سے
گمان کرمک شب تاب ہوگا ماہ تابان پر

جبینی افشان جو پیشانی پہ اونسے ہین یہ حیران ہون
ستارونکی چڑھائی کیون ہوئی مہر درخشان پر

نظر آئے جو خال لب تو مین نے یہ کہی پھبتی
چڑھائی زنگیون کی ہو گئی شہر بدخشان پر

یہ طفل اشک کیا نٹ کا تماشا سیکھہ آیا ہے
کبھی دامن پہ جاتا ہی کبھی ہے نوک مژگان پر

سبق جبسے پڑھا غنچون نے اوراق بہاری کا
یہ لڑکے معترض ہوتے ہین سعدی کی گلستان پر

رسائی ہو گئی اپنی کمند آہ سے وہبی

برنگ ورزدہم جا پہونچے قصر شاہ خوبان پر

چشم تر کے سامنے گر آئے ابر
سبکی نظرون سے ابھی گر جائے ابر

سامنا برسات مین ہو جائے گر
دیدۂ تر سے مرے شرمائے ابر

اوسکی رحمت سے ہے جو تربت پر مری
شامیانے کیطرح سے چھائے ابر

مردم آبی مین ہو ذی آبرو
میرے اشکون مین جو غوطے کھائے ابر

سایہ تربت پہ ہماری گر نہو
دود آہ آتشین بنجائے ابر

چشم گریان سے مری شرما گیا
اب یقین ہے پھر نہ منہ دکھلائے ابر

سینۂ سوزان سے گر اوٹھے بخار
آگ پانی کے عوض برسائے ابر

برق چمکے گر نکالون دل سے آہ
مین جو رؤون تو ابھی گھر آئے ابر

میری چشم تر کا ہے **وہبی** یہ قول
موںھ چڑھے میرے تو منہ کی کھائے ابر

ردیف الزاء معجمہ

آیا نہ میرے گھر مین وہ رشک قمر ہنوز
ای جذب دل دکھایا نہ تونے اثر ہنوز

کوچے مین اوسکے کشتے ہین لاکھون ہی پر ہنوز
آیا نہ رحم پر بت بیداد گر ہنوز

اونکو نہین ہے حال پہ میرے نظر ہنوز
میری طرف سے رہتے ہین وہ بیخبر ہنوز

ای بحر حسن آپکے دانتون کی یاد مین
موتی لٹا رہی ہے مری چشم تر ہنوز

یہ سر غیب کچھ نہ کھلا ہم پہ آجتک
وہم وگمان مین بھی نہین اونکی کمر ہنوز

وصلت مین بخت خفتہ کی تاثیر ہے وہی
بیوقت بول اوٹھتا ہے مرغ سحر ہنوز

وہبی نجائیگی لبِ لعلین کی دل سے یاد
بہتے ہین میری آنکھون سے لختِ جگر ہنوز

دکھلائی تھی جب آہ نے تاثیر چند روز
تب مہربان رہا ہے وہ بے پیر چند روز

کیون بتلائے عشق ہین یہ کچھ نہ پوچھیے
دیکھی ہے ہمنے آپکی تقصیر چند روز

پابندِ عشق میری طرح قیس کب رہا
پہنی تھی اوسنے پاؤن مین زنجیر چند روز

تدبیر اونکے وصل کی تو کر چکے بہت
اب آزمائین جی مین ہے تقدیر چند روز

پھر تو وہی ہے پھول وہی چہچہے وہی
گھبرا نہ اور بلبلِ دلگیر چند روز

گھٹ گھٹ کے جانِ زار نکل جائیگی مری
برہم رہی جو زلفِ گرہگیر چند روز

اوس مہ جبین کا عشق رہے کچھ دن اور بھی
چمکا دے یا خدا مری تقدیر چند روز

ابرو کے عاشقون کو وہ دیتے ہین یہ سزا
گردن جھکی رہے تہِ شمشیر چند روز

وحشت پہ اپنے پھر نہ رہے قیس کو گھمنڈ
پہنے جو میرے پاؤن کی زنجیر چند روز

برسون وہ خواب مین بھی نہ آئے کبھی نظر
برگشتہ کیا رہی مری تقدیر چند روز

کس منہ سے حسنِ یار سے کرتا ہے سامنا
ہے ماہِ چاردہ تری تنویر چند روز

رنگین بیان وہ ہو کہ جھڑین اوسکے منہ سے پھول
بلبل سنے جو آپکی تقریر چند روز

یہ کہکے وہ فراق سے ہوتے ہین عذرخواہ
وہبی یہی تھی خواہشِ تقدیر چند روز

ردیف السین مہملہ

اونکی فرقت کا جو ہے رنج و محن ابکی برس
کیا عجب گر ہو فراقِ جان و تن ابکی برس

گر نہ آیا بر میں وہ رشکِ چمن ابکی برس
گُل کھلائیگا نیا داغِ کہن ابکی برس

باؤلی ہے عقل میری اب جو اوسکی چاہ میں
کیا کنوئیں میں جھکو لائیگا چاہِ ذقن ابکی برس

دیکھیے لاتی ہے اپنے پیچ میں کس کس کا دل
بل کی لیتی ہے وہ زلفِ پُرشکن ابکی برس

اک لبِ رنگیں کا کشتہ ہوں عجب اسکا نہیں
سُرخ ہو جائے اگر میرا کفن ابکی برس

پھول سے رخ کا تمھارے اینہ گر پڑجائے عکس
کیا ہی پھولیں میرے داغوں کے چمن ابکی برس

عاشقوں کو قتل کرتا ہے اشاروں سے وہ تُرک
یہ نئے انداز کا ہے بانکپن ابکی برس

کوہ و صحرا سُرخ ہو جائینگے میرے خون سے
رنگ لائیگا مرا دیوانہ پن ابکی برس

فصلِ گُل کا جوش اے وہبی اگر یوں ہی رہا
دھجیاں ہوگا ہمارا پیرہن ابکی برس

ردیف الطاء مہملہ

پہونچے کسطرح سے ہمارا خط
نہیں لیتا وہ ماہ پارا خط

اونکے گھر کا پتا نہیں ملتا
میرا پھرتا ہے مارا مارا خط

اپنی تقدیر کا لکھا دیکھا
جب پڑھا ہمنے اونکا سارا خط

دوسرا خون لینگے گردن پر
بھیجتے ہیں اونھیں دوبارا خط

تھا اشارہ کہ رو دو قسمت کو
سر پہ قاصد کے کھینچ مارا خط

دوستی ایک خط پہ الفقط کی
نہ لکھا پھر مجھے دوبارا خط

آبِ حیوان کی راہ بھولیں خضر
دیکھ پائیں اگر تمھارا خط

اپنی آنکھوں میں نور آتا ہے
کسقدر آپکا ہے پیارا خط

کہا قاصد سے سر قلم ہوگا | لائیگا تو اگر دوبارا خط
قاصد آیا بدن مین جان آئی | ہوگیا زیست کا سہارا خط

رات بھر کیون تڑپتے ہو وہبی
نہ لکھیگا وہ ماہ پارا خط ✣

ردیف العین مہملہ

روشن کرے جو ہاتھ سے وہ گلعذار شمع | پروانہ سان ہو کہ بت پہ اپنے نثار شمع
دیکھا ہے بیحجاب جو اونکو تو شرم سے | گل ہوگئی ہے وصل کی شب بار بار شمع
آیا نہ اونکو رحم کبھی میرے حال پر | پروانے کے تو حال پہ ہے اشکبار شمع
اللہ رے اشتیاق سوے در نگاہ ہے | محفل مین کر رہی ہے ترا انتظار شمع
آیا نہ فاتحہ کو بھی وہ قبر پر مگر | روتی ہے بیکسی پہ مرے زار زار شمع
ہو دفن عاشق رخ انور جو دشت مین | قندیلین چشم غول ہون ہر ایک خار شمع

وہبی بجھائیگی کبھی عصیان کی تیرگی
روشن مزار پر جو ہمارے ہزار شمع

اونکے رخ سے ہوگئی بے نور شمع | کیا عجب محفل سے ہو کافور شمع
پڑ گیا جو اوس رخ انور کا عکس | بن گئی شاخ نہال طور شمع
پھنک رہا ہون سوز غم سے مین تو آپ | پاس سے لیجاؤ میرے دور شمع
گر ہوس جلنے کی اوسکے دل مین ہے | دیکھ لے میرا تن محرور شمع
میرے داغ دل کی سوزش دیکھکے | اب بنیگی صورت ناسور شمع

ہے یہ پروانون کی باعث سے فروغ
حسن پر اپنے نہو مغرور شمع

ساقی یاسکے عشق مین دیتا ہون جان
لائیگی تربت پہ میری حور شمع

اونکے استقبال کو جاتی ضرور
کیا کرے ہے پاؤن سے معذور شمع

مجھ سے سیکھا ہر تن جلنے کا طرز
تب ہوئی ہے خلق مین مشہور شمع

مجھکو یہ کہکر رولاتا ہے وہ شوخ
صبح ہوتی ہے ہوئی بے نور شمع

وادی ایمن سنے سار اجہان
گر جلائے وہ سراپا نور شمع

ایک دم وہی نہین تھمتے ہین اشک
کسکے غم مین ہوگئی رنجور شمع

ردیف الغین معجمہ

گلشن مین جاکے ہمنے حباب و سکو دکھا تو داغ
لالے نے اپنے دل پہ خجالت سے کھائے داغ

پہلے پھپھولا دل کا تھا ناسور اب ہوا
وہ ابتدائے داغ تھی یہ انتہائے داغ

چھڑیان نہو ہین پھولون کی اے گل ہماری ہاتھ
ہمنے تمہارے چھلون کے اسطرح کھائے داغ

دامن نہ میرے خون کا محضر ہو حشر مین
قاتل رہے خیال کہین رہ نجائے داغ

ہو کسطرح نہ زیر نگین وادی جنون
سایہ فگن ہے سر پہ ہمارے ہمائے داغ

کیا پوچھتے ہو عشق مین وہی جو حال ہے
غم کے لیے جو دل ہے تو سینہ برائے داغ

میرا ہی دل ہے یہ کہ ہین جسپر ہزار داغ
کیا فخر ہے جو لالے کے دل پر ہین چار داغ

ساقی نہین چمن مین اگر اپنا ہمنشین
دیتی ہے میرے دل پہ یہ فصل بہار داغ

گر بادشاہ چتر کے سائے میں ہیں تو کیا
رکھتے ہیں اپنے سر پہ ترے دلفگار داغ

اس چرخ پیر کو بھی ہے اک نوجوان کا عشق
تاروں سے اوسکے دل پہ ہوئے بیشمار داغ

محفل کا اپنے سر پہ چراغاں بنایئے
مثل چراغ تن پہ ہیں میرے ہزار داغ

اوس شعلہ رو کے ہجر میں وہبی یہ حال ہے
پھکتا ہے غم سے جسم مرا درکنار داغ

ردیف الفاء

دیکھتے ہیں جب سے ہم رخسار جانان کی طرف
رخ نہیں بھولے سے کرتے ماہ تابان کی طرف

پہلے تھا اونکا اشارہ میرے ایمان کی طرف
لیکے ایمان اب توجہ ہوگئی جان کی طرف

کوے جانان ہمسے وحشت میں بھی چھٹنے کی نہیں
مثل مجنون ہم نہ جائینگے بیابان کی طرف

دونی وحشت ہوگئی ہے آتے ہی فصل بہار
خود بخود ہاتھ اپنے جاتے ہیں گریبان کی طرف

روے آتشناک دکھلائے اگر وہ رشک گل
پاؤں جلجائیں جو پھر جاؤں گلستان کی طرف

کہدو مانی سے کہ میری اسطرح کھینچے شبیہ
سر ہو سوئے پاے قاتل ہاتھ دامان کی طرف

جسنے دیکھیں میری چشم تر کی گوہر باریان
آنکھ اوٹھا کر پھر نہ دیکھا ابر نیسان کی طرف

حشر برپا ہوگیا پازیب کی جھنکار سے
جب گذر اونکا ہوا شہر خموشان کی طرف

مثل آئینہ اوسے حیرت سے سکتا ہوگیا
جسنے دیکھا اک نظر بھی جسم جانان کی طرف

بات ہنسکر کیجیے یلجاے سب کا خونبہا
اکدن تو جایئے گنج شہیدان کی طرف

گر قسم لینا ہے لیجے مصحف رخسار کی
کیون بڑھائیں ہاتھ اب ہم اپنا قرآن کی طرف

پشت لب پر اذن ہے سبزۂ خط کی نمود
ہے گذرا تو خضر کا آب حیوان کی طرف

غیر ممکن ہے کہ جھپکے آنکھ دم بھر بھی مری … بندھ گئی ہے ٹکٹکی اوس سلکِ دندان کی طرف

جان لیگی ایکدن وہبی تمھاری چشمِ یار
نشترِ مژگان کا رُخ ہے اب رگِ جان کی طرف

ردیف الکاف

کچھ دور نہیں ہے جو وہ آئین مرے گھر تک … جانے لگی پھر آہِ رسا بابِ اثر تک

کیا ذکرِ رسائی نہوئی اوسکو خبر تک … مر مرکے اگر آئے بھی ہم یار کے در تک

ہین شام ہی سے موت کے آثار ہویدا … بیمارِ محبت نہین بچنے کا سحر تک

محروم رہے وصل سے کھوئے گئے ایسے … کیا ذکرِ دہن کا نملی اونکی کمر تک

سودائے سرِ زلف سے اسے حضرتِ ناصح … مین باز نہ آؤنگا اگر جائیگا سر تک

بالین پہ رہا میرے اک انبوہِ احبا … اے جان مگر تمنے نہ لی میری خبر تک

کیا شوقِ اسیری ہے کہ بے بال و پری مین … پاؤن سے چلا جاتا ہون صیاد کے گھر تک

زلف و رُخِ جانان کا تصور ہے جو دل مین … اے شام سے ہم منجھہ کے روتے ہین سحر تک

عضو ایک سزاوارِ ہدف اب نہین باقی … مژگان نے تری چھید دیا لختِ جگر تک

کب یادِ دہن مین نہین روتا ہون مین وہبی
آتا نہین کب سیلِ سرشک اپنی کمر تک

تیرے عاشق کی کجی کرتی ہے تقدیر اتبک … وصل کی رات نہ آئی کوئی تدبیر اتبک

میرے دل سے نہین معلوم ہوئی کیا الفت … نہین سینے سے نکلتا ہے ترا تیر اتبک

اپنی شہرت کی ہنوز اونکو ہوس باقی ہے … لاش میری وہ کیا کرتے ہین تشہیر اتبک

برسرِ رحم نہ وہ قاتلِ خونخوار آیا
نہ گیا حلق مین آب دمِ شمشیر اتبک

چاند کو روز رہا کرتا ہے گھٹ بڑھ لیکن
تو وہ ہے ماہ کہ یکسان رہی تنویر اتبک

چشمِ بد دور تغافل کے وہی ہین انداز
قتل مین میرے کیا کرتے ہین تاخیر اتبک

عمر گذری نہوا اونکا صحیفہ نازل
میرے پڑھنے مین نہ آیا خطِ تقدیر اتبک

بیگناہی کا مرے ایک یہ ادنی ہے اثر
خون روتے ہین ترے جوہرِ شمشیر اتبک

قیس کے بعد تو کب کا ہوا ہوتا ویران
مجھ سے آباد رہا خانۂ زنجیر اتبک

دام مین لائگی پھر کیا کسی جانباز کا دل
بل کی لیتی ہے جو وہ زلفِ گرہگیر اتبک

اک زمانے کی تو کین مشکلین آسان مگر
کچھ نہ لی میری خبر حضرتِ شبیر اتبک

ہوگیا دردِ جدائی سے تو وہبی کا وصال
سوچتے ہی رہے وہ وصل کی تدبیر اتبک

ردیف اللام

وہ دل اب ہو کب دل لگانے کے قابل
نہین ہے جو صدمے اوٹھانے کے قابل

اوٹھایا جو آدم نے بارِ امانت
ملک کب تھے وہ بوجھ اوٹھانے کے قابل

مجھے قتل کرکے پشیمان ہے قاتل
رہا کون اب ناز اوٹھانے کے قابل

عجب کیا ہے گر ہجر مین جان دیدون
یہ صدمے نہین ہین اوٹھانے کے قابل

مین تھا طالبِ دید ہو قبر مین بھی
کوئی روزن آنکھین لڑانے کے قابل

گرا اونکی نظرون سے بیزار ہوکر
کہ لاشہ نہین ہے اوٹھانے کے قابل

بھلا ہائے کیون اونکی فرقت مین جیتا
نہین اب ہون مین منہ دکھانے کے قابل

بہت شعلہ رو ہین زمانے مین لیکن
وہی شمع ہے لَو لگانے کے قابل

چھپایا کیے مُنہ شب وصل مجھ سے
نہ سمجھے مجھے مُنہ دکھانے کے قابل

امانت یہ ہے ایک پردہ نشین کی
نہین زخم دل ہے دکھانے کے قابل

اشارہ ہے مجھ سے یہ دستِ جنون کا
گریبان ہے پُرزے اوڑانے کے قابل

یقین ہے کہ اب تو جوابِ خط آئے
ہوئے وہ کبوتر اوڑانے کے قابل

سہو رنج جو کچھ ہون الفت مین وہبی
یہ شکوہ نہین مُنہ پہ لانے کے قابل

رہتی ہے رات دن یہی اب تو دعاے دل
دشمن کا بھی خدا نہ کسی سے لگاے دل

سوچے ہوئے ہین آپ نئی یہ سزاے دل
ہوکر مسیح کچھ نہین کرتے دواے دل

مہمان رہا ہے روز خیال اک حسین کا
خالی نہین رہی کبھی مہمانسراے دل

پہلو سے اونکے اوٹھتے ہی کیا جانے کیا ہوا
اک درد ہو رہا ہے ہمارے بجاے دل

جاتا تو ہون مین آپ سے لیکن یہ خوف ہے
کوچے مین اوسکے جاکے کہین رہ نجاے دل

سوئے وہ پیٹھ پھیر کے قسمت کے پھیر سے
حاصل ہوا نہ وصل مین بھی مدعاے دل

اشکون کے ساتھ بہتا ہے خون ہوکے ہجر مین
کیون مبتلا ہوا تھا یہی ہے سزاے دل

نازل بلا ہو سر پہ تو اچھا ہے وہ مگر
زلفون کے ایک پیچ سے خالق بچاے دل

اعضا فراقِ یار مین سب دے گئے جواب
کوئی نہین ہے پاس ہمارے سواے دل

ہمدرد کے سوا نہین دیتا ہے کوئی ساتھ
جز شمع کون میری لحد پر جلاے دل

وہبی نہ باز آتے تھے عشقِ بتان سے تم
اب جان پر بنی ہے تو کہتے ہو ہاے دل

پیش نظر ہے جلوۂ جانانہ آج کل
گھر اپنا بنگیا ہے پریخانہ آج کل

رہتا ہے کس پری کا مجھے دھیان ہر گھڑی
قابو مین کیون نہین دلِ دیوانہ آج کل

کیونکر نہ کھائے یہ دلِ صدچاک پیچ و تاب
ہمدوش اونکی زلف سے ہے شانہ آج کل

شوقِ شراب رہتا ہے اونکو بھی اب مدام
آنکھین نشیلی چال ہے مستانہ آج کل

وہ رند بادہ خوار ہون پھرتی ہی ہر گھڑی
آنکھون مین اپنے گردشِ پیمانہ آج کل

غیرت سے جلکے خاک نہ کیونکر رقیب ہو
مین اپنی شمع رو کا ہون پروانہ آج کل

کیونکر نہ میرے عشق کا شہرہ ہو قاف تک
رہتا ہون اک پری کا مین دیوانہ آج کل

اتنا اثر تو اون پہ کیا جذبِ شوق نے
سنتے ہین میرے عشق کا افسانہ آج کل

ہے فصلِ گل نہ خون ہو کسی بادہ خوار کا
ساقی نہ رکھیو ہاتھ سے پیمانہ آج کل

وہبی رہین ہجر کو ہوجاتی ہے شفاء
دار الشفا ہے یار کا کاشانہ آج کل

ردیف المیم

بیتاب ہو رہے تھے جو دردِ جگر سے ہم
افسوس کچھ بھی کہہ نہ سکے نامہ بر سے ہم

اوس نونہالِ گلشنِ خوبی کی یاد مین
مل مل کے روتے پھرتے ہین اک اک شجر سے ہم

فرقت مین اونکی کے پہونچے لبِ گور تو کہا
پوچھین بتا عدم کا تمھاری کمر سے ہم

اس بوستانِ عشق مین گر نخلِ جسم کا
سرکشتا ہے ثمر سے تو گذرے ثمر سے ہم

کس درجہ تھا طویل فسانہ فراق کا
کچھ کہتے کہتے بھول گئے نامہ بر سے ہم

اے چرخ تو نے کشتہ ہی آخر کو کردیا
تھوڑے لپٹ کے پا سکے نہ اوس سیمبر سے ہم

وہبی نہین ہے روزِ جزا خوف کچھ ہمین
رکھتے ہین اعتقاد شہِ بحر و بر سے ہم

تنگ سے رکھتے ہین مطلب نہ کچھ اب نام سے ہم
عاشقِ زار ہین ہم رہتے ہین ناکام سے ہم

بسکہ تھی اپنے اسیرون سے محبت اوسکو
غم ہین صیاد پھنسا چھٹ گئے جب دام سے ہم

ایک کانٹا سا کھٹکتا ہے دلِ بلبل مین
رکھتے ہین جب سے تعشق کسی گلفام سے ہم

ایکدم بھی نہین ہم یادِ خدا کرتے ہین
کام رکھتے ہین تو کچھ اوس بتِ خودکام سے ہم

ساقیا دور مین تیرے نہین کچھ اور طلب
ہوگئے مستِ مےِ عشق بس اک جام سے ہم

شمع کیطرح سے رو رو کے سحر کردی ہے
جبکہ بیٹھے ہین تصور مین ترے شام سے ہم

کام رکھتے ہین نہ دنیا سے نہ مطلب دین سے
عشق مین تیرے صنم اب تو گئے کام سے ہم

شامِ امید سحر بھی ہوئی پر آیا نہ وہ
کب ملین دیکھیے اوس شوخِ دلآرام سے ہم

دور مین چشمِ سیہ مست کے اوسکی وہبی
خوف رکھتے نہین کچھ گردشِ ایام سے ہم

ردیف النون

جامِ حسرت جو مئے وصل سے بھر لیتے ہین
ہرے فرقت مین یہ دو دیدۂ تر لیتے ہین

نامِ قاتل وہ سرے آگے جو نشتر لیتے ہین
ہاتھ پہلے سے کلیجے پہ وہ دھر لیتے ہین

صبح ہوتے ہی چلا وہ گلِ تر پہلو سے
ٹھنڈی سانسین صفتِ بادِ سحر لیتے ہین

جام خالی نظر آتا ہے ہمین جب ساقی
خونِ دل آنکھون کے پیمانون مین بھر لیتے ہین

نشۂ حسن نے مدہوش کیا ہے اونکو
کب کسی مستِ محبت کی خبر لیتے ہین

ہمسے کیا بعدِ فنا بھی ہے اون آنکھون کو خلش
سبزۂ قبر ہرن آ کے جو چر لیتے ہین

عزم کرتے ہین اگر ملکِ عدم کا جانباز
زادِ رہ تیرے غمِ عشق کو کر لیتے ہین

اے شہِ حُسن سواری کو تری دیکھ کے گل
مرکبِ شاخ سے گلشن مین اوتر لیتے ہین

کیا نزاکت ہے کہ آجاتا ہے چہرے پہ عرق
ہاتھہ مین اپنے کوئی گل وہ اگر لیتے ہین

کیا تغافل ہے وہ آتے ہین عیادت کے لئے
جبکہ جانباز زمانے سے گذر لیتے ہین

گل پہ گل کھاتے ہین ہر روز نئے داغ پہ داغ
ہم یہ گلزارِ محبت سے ثمر لیتے ہین

نیل پر ہوتا ہے ہمکو گلِ مہتاب کا شک
بوسۂ زلف جو ہم اسکے رشکِ قمر لیتے ہین

کبھی زلفون کا ہے سودا کبھی عارض کا جنون
اک بلا سر پہ نئی شام و سحر لیتے ہین

نامہ کسطرح سے پہونچا ہے کبوتر میرا
وہ اوڑانے کو بھی کوئی نہین پر لیتے ہین

جسمِ زار اوسکی گلی تک کہین بہکر پہونچے
اتنا احسان ترا ہم دیدۂ تر لیتے ہین

شبِ غم کٹتی نہین ہے تو لحد مین سو کر
ہم بھی اب صبحِ قیامت کی خبر لیتے ہین

ہچکیان آج چلی آتی ہین وسی شاید
اپنے بھولے ہوون کی پھر وہ خبر لیتے ہین

سمایا جب سے ہے وہ گلعذار آنکھون مین
ہر ایک گل نظر آتا ہے خار آنکھون مین

بتاؤ کسکا ہوا جامِ آرزو لبریز
کہ نشہ کا ہے ابھی تک خمار آنکھون مین

یہ کسکے دید کی مشتاق ہے دمِ آخر
کہ میری روح کو ہے انتظار آنکھون مین

جو چاہتے ہو عصا ٹیک کر اوٹھے بیمار
لگاؤ سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین

وہ رشکِ گل جو نہین ہے ہمارے پہلو مین
برنگِ خار ہے فصلِ بہار آنکھون مین

تمھاری دید کے سودے مین آگیا سو بار
تڑپ تڑپ کے دلِ بیقرار آنکھون مین

اسی سبب سے تو کھلتی نہین ہے آنکھ مری
بھرا ہی کرتی ہے تصویر یار آنکھوں مین

مین دیکھتا نہین ہون جو سبزۂ نوخیز
کبھی ہے سبزۂ خط کی بہار آنکھوں مین

مثالِ مردمکِ چشم ہے یہ مدِ نظر
رہین حضور ہی لین وہ بہار آنکھوں مین

دعا یہ رہتی ہے وہبی کہ اونکے تلوے کا
لگاؤن سرمے کی صورت غبار آنکھوں مین

اونکے وعدون کا اعتبار نہین
ہان کبھی ہے تو بار بار نہین

اپنے بر مین وہ گلعذار نہین
کچھ بھی کیفیتِ بہار نہین

دفن ہونگے تمہارے کوچے مین
کچھ ہمین حاجتِ مزار نہین

نہ چھپو مجھ سے مثلِ نکہتِ گل
مین تمہارے گلے کا ہار نہین

جلد آؤ کہ جان جاتی ہے
دلِ بیتاب کو قرار نہین

چھوڑ دیجئے آپ شاہبازِ نظر
مرغِ دل میرا کیا شکار نہین

شبِ وصلت مین کرتی ہے بے چین
آپکی ایک ہان ہزار نہین

دستِ وحشت کی شوخیان دیکھو
کہ گریبان مین ایک تار نہین

میرے پہلو سے اوٹھکے وہ بولے
تمسے صحبت مری برار نہین

وہی ہم تم ہین پھر سبب کیا ہے
اب وہ باتین نہین وہ پیار نہین

وصل ہو یا وصال ہو وہبی
اب مجھے تابِ انتظار نہین

گلِ عارض نہ کبھی سیبِ ذقن دیتے ہین
خار دل کو مرے یہ غنچہ دہن دیتے ہین

کشتۂ ناز کو وہ اپنی گلی مین ہرگز
نہ زمین دیتے ہین دو گز نہ کفن دیتے ہین

سستے مولون نہین مل سکتا ہے بوسہ لب کا
نقد جان لیتے ہین تب لعل یمن دیتے ہین

کشتۂ چشم ترا جان سکے مجھکو احباب
پردہ چشم غزالان سے کفن دیتے ہین

گلشن حسن لٹاتے ہین وہ اپنا ایسا
پھول مانگے جو کوئی اوسکو چمن دیتے ہین

غیر ممکن ہے کہ ناقہون کو ہو قدر سخن
جو سخندان ہین وہی داد سخن دیتے ہین

چشم بد دور یہ شہرہ ہے ترے حسن کا اب
نذر آنکھین تجھے آہوے ختن دیتے ہین

نہین ہوتی ہے اگر حب شفا سے صحت
بوسۂ خال بھی اے مشفق من دیتے ہین

بیڑیان توڑ کے کرتا ہون جو عزم صحرا
باندھنے کے لیے زلفون کی رسن دیتے ہین

خاک مین ملگیا وصی نہ تجھے رحم آیا
رنج اسطرح بھی اے چرخ کہن دیتے ہین

جان جاتی ہے مری اونکو خبر کچھ بھی نہین
تجھ مین او نالۂ جانسوز اثر کچھ بھی نہین

تیغ ابرو وہ دکھا کر یہی فرماتے ہین
اسکے آگے جو نہو سینہ سپر کچھ بھی نہین

حالت نزع مین تم آئے ہو کیونکر دیکھون
نور آنکھون مین اب اے نور نظر کچھ بھی نہین

گو خطا مین نہین ہین کچھ مری پر سب کچھ ہین
ظلم و جور آپکے سب کچھ ہین مگر کچھ بھی نہین

تپ فرقت نے یہان اپنا کیا کام تمام
بیخبر آج تلک تجھکو خبر کچھ بھی نہین

رات دن اوس رخ و گیسو کا تصور ہے مجھے
مشغلہ اسکے سوا شام و سحر کچھ بھی نہین

عارض حسن پہ نازان ہین عبث یہ مہوش
رات بھر نور کا عالم ہے سحر کچھ بھی نہین

منزل گور مین کیا دیکھیے ہم پر گذرے
غم عصیان کے سوا زاد سفر کچھ بھی نہین

کیون یم اشک مین تو نے نہ ڈبویا مجھکو
آبرو اب تری او دیدۂ تر کچھ بھی نہین

سب بجا ہیچ جو سمجھے ہین اسے سب شاعر
غور سے دیکھتے ہین تو وہ کمر کچھ بھی نہین

عالم خواب مین کسطرح جہان کو سمجھون — کیون یہ سب کچھ نظر آتا ہے اگر کچھ بھی نہین

عاشقی کرکے نہ پھل پاؤگے ہرگز **وہی**
نخل الفت مین بجز داغ ثمر کچھ بھی نہین

مائل شمع رخ جانانہ ہون — مین چراغ طور کا پروانہ ہون
کیون نہ اب سمجھون سلیمان آپکو — تو پری ہے مین ترا دیوانہ ہون
نرگس بیمار کا بیمار ہون — آئین عیسی بھی تو مین اچھا نہ ہون
جسم مین ہے سوز و گداز شمع طور — روس چراغ حسن کا پروانہ ہون
مدتون دیر و حرم کی سیر کی — کچھ دنون سے وارد میخانہ ہون
کر لیا دور ہے مین ساقی نے شریک — مین نثار گردش پیمانہ ہون
شمع و گل ہین عارض و بینی یار — مین کبھی بلبل کبھی پروانہ ہون
چشم تر کو ہے صدف سے ہمسری — اشک کہتا ہے کہ مین دردانہ ہون
آرزو ہے یہ دل صد چاک کی — زلف وہ کھولین تو مین بھی شانہ ہون
مجھکو سمجھے ہین وہ اپنا آشنا — اسلیے مین آپ سے بیگانہ ہون
ہے عبث دہقان کو امید نمو — جسپہ بجلی گرتی ہے وہ دانہ ہون
آسیائے چرخ گردان نے جسے — مدتون پیسا ہے مین وہ دانہ ہون
خاک بھی ہو کر نہ نکلی آرزو — تا نہ لب پہونچا مین وہ پیمانہ ہون

دیکھے دل **وہی** مصیبت مین پڑون
مین کوئی نادان نہین فرزانہ ہون

یہی تھی عشق کی دولت مری زور لڑکپن مین — پڑی ہے پاؤن مین زنجیر اپنے طوق گردن مین

صحبت مایوس تو بیٹھا ہے مجنون ایک مدت سے
نظر کر جلوہ لیلی سے ہر سو نجد کے بن مین

جو کرنا ہے تو کر لے چھپ کے ایکدم تو اسے بلبل
خزان آئیگی گل باقی رہینگے پھر نہ گلشن مین

مقابل ہو سکین خورشید و مہ کیسے مرے پر کے
تجلی ہے مقدر بھی ہو جو حق سے دور روشن مین

مری تقصیر اور اسکی نہ ... اسقدر ہے نادانی
جو سر ہو پاؤن پر اوسکے تو ہو ہاتھ اوسکی گردن مین

محبت کب کرینگے وہبی ترے من مین ہے ... ان دونون
ہزارون ناز انداز ہین اور شوخی ہے چتون مین

تمام فدا وہ ناز سے اترائے جاتے ہین
چوٹی کا تو جسٹ ... سے بل کھائے جاتے ہین

دل کو ہمارے لے کے یہ سمجھائے جاتے ہین
کرمے ہر ... دیکھ کے دوا اسے جاتے ہین

کیا جانیے کہ وصل مین کیا بات ہو گئی
آنکھین نہین ملاتے ہین شرمائے جاتے ہین

صد شکر آج کرتے ہین ایفائے وعدہ وہ
محشر مین ہم بھی سامنے بلوائے جاتے ہین

کیسا ہے خوف اونکو رقیبون کا دیکھنا
بیٹھے بھی ہین وہ پاس تو گھبرائے جاتے ہین

پابند وضع وہ ہین کہ باوصف ظلم و جور
جی چاہتا نہین ہے مگر آئے جاتے ہین

کاٹے ڈسے ہین جو زلف تمھاری کبھی مجھے مین
لو اب تمھارے سر کی قسم کھائے جاتے ہین

زلف سیہ کے پیچ مین کرتے ہین وہ اسیر
ہم کالے جیلخانے کو بھجوائے جاتے ہین

پہلے ہی پہل جو وصل کی شب ہے تو دیکھنا
ڈرتے ہین مارے خوف کے تھرائے جاتے ہین

دل میرا لیکے کیا کہین بھول آئے ہین حضور
کھوئے ہوئے سے آپ تو کچھ پائے جاتے ہین

وہ عاشقون کو سمجھے ہین فرد ورسے سوا
صدمے غم فراق کے اوٹھوائے جاتے ہین

کوئی تو یاد اونکے وصل سے ہوگا شگفتہ دل
پھولون کے ہار چوک سے منگوائے جاتے ہین

بستر گلی سے اونکے اوٹھانے کو حکم ہے
ہم گلشن جہان سے نکلوائے جاتے ہین

وہبی کلیجا آتا ہے منہ کو فراق مین
اپنے کیے کی روز سزا پائے جاتے ہین

مصروف رہا کرتے ہین وہ جور و جفا مین
رکھتے نہین بھولے سے قدم راہ وفا مین

جاتا کوئی ہونگا نہین خلق خدا مین
انداز نکالے ہین سنئے ناز و ادا مین

نے عشق بتان مین نہ کٹی یاد خدا مین
برباد ہوئی عمر عبث حرص و ہوا مین

کس طرح کہون مین ید بیضا سے مقابل
ہے نور کی تنویر تمھاری کف پا مین

کھلتے ہین اون لوگون کے سب عقدۂ مشکل
دیتے ہین گرہ جو کہ ترے بند قبا مین

بجلی نہ گری اپنے قریبون پہ کسی دن
دیکھی نہ یہ تاثیر کبھی آہ رسا مین

نازک ہو تم ایسے جو چلو فرش پہ گل کے
چبھ جائے رگ گل بھی تمھاری کف پا مین

وہبی عبث اغماض ہو مفلس سے غنی کو
کچھ فرق نہین زیر زمین شاہ و گدا مین

بیخود وہ یون ہین نشۂ حسن شباب مین
جسطرح مست ہوتے ہین کیف شراب مین

نقش قدم سے لگی نظر آ ہلال عید
اوس ماہ وش نے پاؤن جو رکھا رکاب مین

برسون خیال مین نہین آتے نہین سہی
صورت کبھی کبھی تو دکھا جاؤ خواب مین

تشنہ ہون آب تیغ سے سیراب کیجیے
داخل جناب کیون نہین ہوتے ثواب مین

پیری مین مثل شیخ نہین ہم سیاہ کار
کرتے بھی ہین گناہ تو عہد شباب مین

زیبندہ ہے یہ اے فلک حسن آپ کو
ہون مہر و مہ کے عاشق و معشوق خواب مین

یہ جانتے کہ پھر مجھے جیتا نہ پائیگا
قاصد جو تو نے دیر لگائی جواب مین

غل پڑ گیا زمین پہ اوتر آیا آفتاب
چہرہ جو لال ہو گیا اونکا عتاب مین

ثابت ہوا کہ قطع محبت اب اوسنے کی
قاصد کا سر جو بھیجدیا بے جواب مین

بعد فنا بھی دل سے نہ یاد بتان ہو دور
یہ التجا مری ہے خدا کی جناب مین

میکش یہ کون اوترا ہے دریا مین بہر غسل
ہے ساغر شراب کا عالم حباب مین

وحشت جو اپنی وحشت مجنون سے ہے سوا
دو چار لفظ بڑھ گئے اپنے خطاب مین

گر شیخ جی نجات کے ہین آپ خواستگار
آکر شریک ہو جیے بزم شراب مین

تشبیہ کسطرح گل عارض سے دے کوئی
یہ رنگ اور یہ بو نہین پاتے گلاب مین

کیون لن ترانی اونکا نہ تکیہ کلام ہو
بے پردگی سے لطف سوا ہے حجاب مین

آتا نہین ہے یار نہ آتی ہے مجھکو موت
یارب یہ دل پڑا ہے مرا کس عذاب مین

اب زیست سے ہین تنگ رئیسان لکھنؤ
یہ حال کب ہوا تھا کسی انقلاب مین

آئینگے میری قبر مین جب منکر و نکیر
ہونگا کبھی نہ بند سوال و جواب مین

وہبی اگر ہے گلشن جنت کی آرزو
ہو فرش خاک جا کے رہ بوتراب مین

رہی اک غیرت لیلی کی دل مین جستجو برسون
برنگ قیس ہمنے خاک چھانی کو بکو برسون

نہ لائے کچھہ زبان پر ہم خموشی نام ہے اسکا
کیا سینے مین ہمنے اپنے خون آرزو برسون

تساہل اسکو کہتے ہین تغافل نام ہے اسکا
گئی اکدم مین میری جان اور آیا نہ تو برسون

کہین اکدن جو مین نے ہاتھ دوڑایا سوئے دامن
نہ آیا اوس پریرو کا تصور روبرو برسون

جو گھڑون دانت پیسے ہین تو برسون ہونٹھ چابے ہین
لب رنگین کے غم مین ہمنے تھوکا ہی لہو برسون

پریشانی پہ میری کچھہ نہ رحم آیا اوسے ہرگز
کہا زلف دوتا سے حال اپنا مو بمو برسون

مہینون داستان میری سنی ہے عندلیبون نے
اوڑایا ہے گل تر نے تمہارا رنگ و بو برسون

کیا گر شغل سخواری کا تمنے غیر سے دم بھر
بھرا خون جگر سے ہمنے جام آرزو برسون

گرہ کا حل ہوا ہرگز نہ عقدہ موشگافون سے
رہی ہے مجھ سے اثبات دہن مین گفتگو برسون

در مینا نہ محراب عبادت سمجھے ہم میکش
شراب پرتگالی سے کیا ہمنے وضو برسون

کہین ابرو دو ہفتہ کی نظر مجھکو نہ لگجائے
نہ آیا بام پر اس خوف سے وہ ماہرو برسون

ادا ہو سجدہ محراب خم شمشیر قاتل مین
کیا اپنے لہو سے اسلیے ہمنے وضو برسون

تصور مین جو بوسہ لے لیا تھا ہمنے ہونٹھون کا
رہا آزردہ اتنی بات پر وہ تندخو برسون

نہین کچھ ایک دو دن کا ہون مین شاگرد اے وہبی
تعلق سے شاعری مین نے کی ہے گفتگو برسون

غیرون سے قدر گھٹنے مین کب ہم بڑھے نہین
کس روز مجھ پہ آپکے تیور چڑھے نہین

اپنی زبان ہی مین اثر کچھ نہین رہا
وہ کون اسم ہین کہ جو ہمنے پڑھے نہین

لگتی ضرور آگ مگر خیر ہو گئی
نالے ہمارے بام فلک پر چڑھے نہین

ہے شکر کا مقام کہ اس زندگی مین ہم
مردون کیطرح چار کے کاندھے چڑھے نہین

قالب ہمارا بڑا لگتا ہے یون ہی یار
کشتی پہ نوح کے بھی ہم اکدم چڑھے نہین

کنج لحد مین داغ جنون کی رہی بہار
دو پھول بھی تو قبر پہ اپنی چڑھے نہین

جھنڈے پہ ہم چڑھینگے یہی اونکو خوف ہے
قد سے تمھارے سرو چمن مین بڑھے نہین

دو گام اور نسے وادی وحشت نہ طے ہوا
فرہاد و قیس ہمسے کسیدن بڑھے نہین

صحرائے ہولناک محبت مین سرفروش
پیچھے ہٹے جو پاون تو آگے بڑھے نہین

آمد پسند اپنی طبیعت سدا رہی
مضمون شعر ہمنے کسیدن گڑھے نہین

ان نوخطون سے رکھتے ہو وہبی عبث امید

اوستاد سے جو حرف وفا کا پڑھے نہین

غمزے ناز و دلفریبی جو صنم رکھتے نہین
کیسے ہی خوش رو ہون رغبت اوس سے ہم رکھتے نہین

اے پری رو تیرے دیوانے ہین وہ پابند وضع
خانۂ زنجیر سے باہر قدم رکھتے نہین

شیشۂ دل کی طرح سے ہم بھی ہین نازک مزاج
بے بلائے بزم ساقی مین قدم رکھتے نہین

میرے ہی دم تک تھا سارا شوق خونریزی اونھین
نیمچہ اپنا وہ اب دم بھر علم رکھتے نہین

اک نگاہ مہر تو کرتی ہے تیری [illegible] نہال
کون ہین وہ تجھ سے جو چشم کرم رکھتے نہین

نفع ہو الفت کے سودے مین کہ نقصان صریح
ایسے موقع پر خیال بیش و کم رکھتے نہین

بات کرتے غیر سے دیکھین تمھین اور دین طرح
خوش ہو یا ناراض اپنا ضبط ہم رکھتے نہین

ساقیا ایسے ہین مستغنی گدائے میکدہ
خواہش جام جم و پرواے جم رکھتے نہین

دل بی غم [illegible] کا ہر دم فلک پہ ہے دماغ
مہربان اب تو زمین پر تم قدم رکھتے نہین

اونکے کاٹے کا تو منتر بھی [illegible] بد بلا
گیسوے پیچان سے بڑھکر سانپ ہم رکھتے نہین

پوچھتے کیا ہو [illegible] ہون اک ایسی ہی مین غمدیدہ ہون
ایسے بھی ہین لوگ دنیا مین جو غم رکھتے نہین

ایک حسرت ہے تو دیدار جانان کی ہے
دل مین اب ارمان کوئی اور ہم رکھتے نہین

ایسے جھگڑے مین پڑے کیون کوئی دل توڑ دے
[illegible] صنم رکھتے نہین

خوبرویان جہان مین آج وہ بے مثل ہین
کوئی عیب حسن از سر تا قدم رکھتے نہین

[illegible]
تجھ سے [illegible] تم رکھتے نہین

وصل کی شب بھی یہ ڈر ہے اونکو لگ جائے نہ آنکھ
میرے [illegible] کوئی دم رکھتے نہین

واہ رے نازک مزاجی خوب دی [illegible]
تجھ سے بہتر کوئی معشوق اور ہم رکھتے نہین

عیش کرتے پھرتے ہین عہد جنون عشق مین
شادمان سب طرح سے ہین کوئی غم رکھتے نہین

جس غنی کو دیکھتے ہین ہم وہ مالا مال ہے
مقدرت لیکن کچھ ارباب کرم رکھتے نہین

سرفرازی پائی ہے کیا کبر ہے کس بات پر
پائمال ناز دلبر سر جو خم رکھتے نہین

وہ نگاہ لطف ہی تھی اور اب تیور ہین اور
اتنی بھی کیا آنکھ اوسے دید ہم رکھتے نہین

قتل کرکے مجھکو وہ سفاک عالم ہو گئے
ہاتھ سے دم بھر بھی اب تیغ دودم رکھتے نہین

دقت وہ ہے کہ دشمن کا تو کیا مذکور ہے
دوستون سے بھی توقع کوئی ہم رکھتے نہین

جس جگہ شہرہ جنان ہو یا کہ کوے یار ہو
بھولکر بھی ایسے کوچے مین قدم رکھتے نہین

کوچہ قاتل کو چلتے سر کے بل پر کیا کرین
ضعف سے چلنے کی طاقت وہ قدم رکھتے نہین

حوصلہ ہمکو خریداری یوسف کا ہے آج
گو کمر مین اپنی کچھ دام و درم رکھتے نہین

ایک خوش چشمی پہ نازان ہین اگر آہو تو کیا
وہ کمر وہ لوچ وہ ناف و شکم رکھتے نہین

قرض سے ہوتی ہے کسدن مفلسونکی نجات
پھرے کب ہین رخت جسم ہم رکھتے نہین

یا شفیع المذنبین کونین مین تیرے سوا
دوسرا کوئی وسیلہ اور ہم رکھتے نہین

لکھتے ہین جب خط شوق اونکو نہین ہوتا تمام
ہاتھ سے اپنے کبھی دم بھر قلم رکھتے نہین

ہمتو دیوانے ہین اوسکے جو ہمارے دلمین ہے
شوق دیر و میل محراب حرم رکھتے نہین

کرتے ہین دعوی خدائی کا یہ پھر کس بات پر
فضلت بندہ نوازی تو صنم رکھتے نہین

کھو کرین کھانا جو ہے تقدیر مین لکھا ہوا
سرکشان دہر سر کو اس پہ خم رکھتے نہین

دولت ایمان سے وہبی وہ رہینگے بے نصیب
دل سے جو لوگ الفت شاہ امم رکھتے نہین

۷

منہ سے منہ پیار مین اگر جو ملا دیتے ہین
کشتۂ حسرت وصلت کو جلا دیتے ہین

دو قدم چلکے وہ اک حشر مچا دیتے ہین
فتنۂ خفتۂ محشر کو جگا دیتے ہین

راست بازان وفا صادق الاقرار ہین سب | منہ سے جو کہتے ہین وہ کر کے دکھا دیتے ہین
ہمتو جیونٹی کو بھی تکلیف نہ دین تا مقدور | کون وہ لوگ ہین جو دل کو دکھا دیتے ہین
جو ہنر مند ہین وہ قدر ہنر کرتے ہین | بے ہنر عیب زمانے کو لگا دیتے ہین
دیکھہ رکھو یہ پریزاد ہین وہ شعبدہ باز | جو کہ انسان کو دیوانہ بنا دیتے ہین
حال عاشق ابھی کیا جانین نئے لڑکے ہین وہ | چاہنے والے کو معشوق بنا دیتے ہین
کیا کہون لذت سیب ذقن و پستہ لب | یہ نئے پھل ہین کہ بے کھائے مزا دیتے ہین
اضطراب شب غم دیکھہ کے میرا احباب | نوبت صبح سر شام بجا دیتے ہین
دود آہ دل سوزان ہے زبس زینت بخش | کاجل آنکھون مین شب غم کی لگا دیتے ہین
ایسی ایذائے شب غم ہے کہ ہو کر ممنون | جو ہمین کوستے ہین اونکو دعا دیتے ہین
گر میان کرتے ہین غیرون سے جو دکھلا کے مجھے | تن بدن مین مرے اک آگ لگا دیتے ہین
روشنی دل کی بری عیب سے کر دیتی ہے | شمع کے چور کو کب لوگ سزا دیتے ہین
غلبۂ شوق سے گستاخ جو ہو جاتا ہون | تو جھٹک کر وہ مرا ہاتھہ ہٹا دیتے ہین
خالق ان قاتلون کو اجر دے اسکا کہ یہ لوگ | آب خنجر سے لگی دل کی بجھا دیتے ہین
شجر برق رسیدہ کی طرح عاشق کو | سرد مہری سے وہ بے آگ جلا دیتے ہین
دیکھکر کہتے ہین معشوق ہمین ہین یہ وہ لوگ | آدمی کو جو پریزاد بنا دیتے ہین
موسم گل بھی عجب طرح کا ہے ولولہ خیز | بادہ کش بدلیون پر دھوم مچا دیتے ہین
آزماتے ہو محبت مین ہمین کیا صاحب | جان نثاران وفا جان لڑا دیتے ہین
سبزہ رنگان جہان قبا لیے ہین آفت کے | حضرت خضر کو بھی راہ بتا دیتے ہین
ناز حسن یہ کرتے ہین وہ ہنگام زوال | ہم اوٹھا کر اونھین آئینہ دکھا دیتے ہین

گرم ہے بزمِ خرابات سے فصلِ گل مین
خم کے خم بادۂ گلگون کے لنڈھا دیتے ہین

خود فروشی سرِ بازار جو لاتی ہے اونھین
روز اک ڈھیر خریدار لگا دیتے ہین

مائلِ قتل جو پاتے ہین کبھی ہم **وہبی**
پیشِ قاتل سرِ تسلیم جھکا دیتے ہین

واہ واہ کا شور آج اس انجمن مین کیون نہین
جو کہ آگے تھی وہ لذت اب سخن مین کیون نہین

سیرِ گلگشتِ چمن آیا ہے کیا وہ رشکِ باغ
وہ گلون کا رنگ وہ رونق چمن مین کیون نہین

ایک ہی جلوہ میانِ دیر و کعبہ ہے مگر
اتفاقِ رائے شیخ و برہمن مین کیون نہین

خضرِ خط تو اوس لبِ جان بخش پر موجود ہے
آبِ حیوان یار کے چاہِ ذقن مین کیون نہین

وہ ہی اعضا سب ہین پیری مین بھی پر حیران ہون
جو جوانی مین تھی قوت وہ بدن مین کیون نہین

سھیون پر تو ہے غمخوارون کا مجمع رات دن
شورِ بلبل جوشِ گل صحنِ چمن مین کیون نہین

چاک کرنیکا ابھی ہے شوق اے دستِ جنون
جیب و دامن رخصتِ عریانیِ تن مین کیون نہین

نالہ اپنا نالۂ بلبل سے پر تاثیر ہے
گل مین خوشبو ہے وفا اوس گلبدن مین کیون نہین

جس سے **وہبی** رہتا تھا دامانِ صحرا چاک چاک
ابکی وہ شورش مرے دیوانہ پن مین کیون نہین

دیدۂ نمناک جس شب خونفشان ہوتا نہین
موج انگیز آبِ جوئے کہکشان ہوتا نہین

ذکر تیری بیوفائی کا کہان ہوتا نہین
اشکِ خون چشمِ وفا سے کب روان ہوتا نہین

پھیر لی آنکھ اپنی غیرون سے بھی وہ میری طرح
اس طرح کا انقلابِ آسمان ہوتا نہین

حاجتِ امدادِ غیر اصلا نہین خونریز کو
تیغہ ابرو کا محتاجِ فسان ہوتا نہین

یادِ چشمِ سرمگین مین رات دن نالان ہون مین
مجھکو حیرت ہے کہ کیون ضبطِ فغان ہوتا نہین

تیرہ بختی پردۂ روئے ہنر کیونکر نہو ❊ زنگ سے تلوار کا جوہر عیان ہوتا نہین
فتنہ زا ایسا وہ قامت ہی کہ ہنگام خرام / سایۂ تک ہمراہ اوسکے مہربان ہوتا نہین
گھر کے ہون پابند کیونکر عاشقِ رنگین مزاج / طائرِ رنگِ حنا کا آشیان ہوتا نہین
اونکے جانے سے پھری ایسی گلستان کی ہوا / خندہ لب غنچہ شگفتہ ارغوان ہوتا نہین
کون ہی آفاق مین ایسا وہ اے رزّاقِ خلق / جو ترے خوانِ کرم پر میہمان ہوتا نہین
جتنے روشندل ہین وہ سب رہتے ہین محوِ سکوت / کچھ زبانِ شعلہ سے کارِ بیان ہوتا نہین
غیر ممکن ہے کہ رونے سے گلِ مقصد ملے / اشکِ خون سے صحنِ چمن مین ارغوان ہوتا نہین
تو بڑھا کر ہاتھ اگر دیدے تو یہ مجھ تک بھی آئے / جام اپنے پاؤن سے ساقی روان ہوتا نہین
ساحلِ مقصد تلک پہونچینگے کیونکر بادہ کش / کشتیِ مے کا تو ساقی بادبان ہوتا نہین
دلمین وہ گو ہین مگر جلوہ سے اونکا جا بجا / پردۂ فانوس مین شعلہ نہان ہوتا نہین
ذکر اورون کا تو کیا مجھ ناتوان کے بعد مرگ / شمعِ تربت کا بھی اک آنسو روان ہوتا نہین
جو زمین پر چلتے ہین تن تن کے از راہِ غرور / اونسے برگشتہ کسیدن آسمان ہوتا نہین

دہر مین پاتا نہین کوئی کمال اصلا فروغ
جبتک اے وہبیؔ کوئی قدردان ہوتا نہین

ردیف الواو

دلمین اوس بانئ بیداد کے گھر ہونے دو / رفتہ رفتہ مری آہون کا اثر ہونے دو
اب تو وہ فرطِ محبت سے یہ فرماتے ہین / گھر نجائینگے جب ہوتی ہے سحر ہونے دو
شوق سے ہاتھون مین مہندی ملو تمتو اپنے / خون ہوتا ہے اگر میرا جگر ہونے دو

بنا

زلف سرکاؤ ذرا عارضِ تاباں سے کبھی
چاندنی رات کو اے رشکِ قمر ہونے دو

سرد مہری سے نہ اک آن بھی باز آؤ تم
روح میری ہے اگر گرمِ سفر ہونے دو

مہر و الفت ہی میں اسطرح کے ہوتے ہیں کلام
روز ہوتا ہے اگر وصل میں شر ہونے دو

تیغِ ابرو کے ابھی وار عبث کرتے ہو
تم مجھے بھی تو ذرا سینہ سپر ہونے دو

مدتوں سے وہ یوں ہی ٹالتے ہیں وعدۂ وصل
شام ہوتی ہے تو کہتے ہیں سحر ہونے دو

نہ کوئی فکر کسیطرح کرو تم **وہبی**
عمر جسطرح سے ہوتی ہے بسر ہونے دو

اگر دیکھا نہیں اونسے کبھی رخسارِ دلبر کو
تو کیوں ہے داغ دل پر رشک سے ماہِ منور کو

خدا کے واسطے یارو ملا دو میرے دلبر کو
نہیں اک دم قرار اپنے دلِ بیتاب و مضطر کو

تپش ہے اوس رخِ پرنور سے خورشیدِ انور کو
خجالت ہے بناگوشِ صنم سے صبحِ محشر کو

حباب آسا نظر آنے لگے یہ گنبدِ گردوں
اگر آ جائے رونے کا خیال اس دیدۂ تر کو

زبس مخمورِ دورِ چشمِ مستِ یار رہتا ہوں
عوض مے کے جو دے ساقی نہ لوں میں جامِ کوثر کو

گذر اپنا کسی دن گر ہوا بزمِ حسیناں میں
کوئی بولا یہاں بیٹھو کوئی بولا ادھر سرکو

سدا آمادۂ قتلِ جہاں ہے تیغِ ابرو سے
نہیں مطلق نگاہِ رحم اوس شوخِ ستمگر کو

خیال آیا اگر اونکے مسی مالیدہ دنداں کا
تو میں گنتا رہا ہوں رات بھر اک ایک اختر کو

کشاکش ہے جنوں و صبر کے ہاتھوں سے ہمراہی
وہ صحرا کو لیے جاتا ہے وہ کہتا ہے چل گھر کو

محبت ہے کمالِ حسن و سوزِ عشق میں باہم
جلے یہ ہائے پروانہ کٹایا شمع نے سر کو

دلِ سنگیں کو اوسکے ہی نہیں یہ موم کر سکتی
اثر ہے آہ میں اپنی کہ توڑے سخت پتھر کو

نہ تیرے دل میں رحم آیا کبھی رندوں پہ اے ساقی
رہے ہم دور میں تیرے ترستے ایک ساغر کو

تجھے وصفِ لبِ شیرین ہوا مُہرِ دہن وحشی
خدا نے یہ حلاوت دی ہے اس قندِ مکرر کو

یارب مری تقدیر مین وہ دن بھی لکھا ہو / ساقی ہو مئے ناب ہو بدلی ہو ہوا ہو
جو کچھ کہ نہونا تھا وہ سب ہو چکا ہمسر / کیا جانیے اس عشق کے اب ہاتھون سے کیا ہو
یہ ظاہری الفت نہ نبھے گی نہ نبھے گی / ہم صاف کہے دیتے ہین خوش ہو کہ خفا ہو
اغیار رہا کرتے ہین اب آپ کے ہمراہ / ہو مجھ سے جو مُٹ بھیڑ تو فرمایئے کیا ہو
جو زلف کے قیدی ہین اونھین اونکا یہ ہے حکم / زنجیر کا غُل ہو نہ توڑنے کی صدا ہو
یہ قبر ہے عاشق کی نہ ٹھکرا کے اسے چل / اس چال سے ظالم نہ کہین حشر بپا ہو
کچھ اپنی طبیعت سے بھی انصاف ہے لازم / اچھا نہین ہم جان دین تم اور کو چاہو
ہم داغِ محبت کا ثبت رکھتے ہین دل پر / ممکن نہین ان ماہ جبینون سے وفا ہو
سفاک تری برقِ تبسم کی قسم ہے / جُھوٹے سے بھی گر اک دہنِ زخم ہنسا ہو
آجائے اگر یار کی ابرو کا تصور / محرابِ حرم مین بھی نماز اپنی قضا ہو
وہ دل نہین جس دلمین نہو دردِ محبت / آنکھین وہ نہین تو نہ جن آنکھون مین رہا ہو
کیا دل پہ گذرتی ہے کوئی اوس سے تو پوچھے / جو میری طرح کشتۂ شمشیرِ ادا ہو
بدلا نظر آتا ہے زمانے کا مجھے رنگ / وہ خون بہائین مرا بدنام حنا ہو

تم وضع کے پابند بہت رہتے ہو وحشی
گو جان بھی جائے مگر الفت کو نباہو

تو تیر بڑھے سجدۂ شکرانہ ادا ہو / سر میرا اگر آپکے قدمون پہ فدا ہو
چپ چاپ اسی سے ہے روان قافلۂ عمر / ہُشیار مسافر ہو اگر بانگِ درا ہو

حیران ہون کہ کس چیز سے تشبیہ اوسے دون
زلفون کو کہون مشک ختن تو بھی خطا ہو

دن رات یہی رہتی ہے اب دل مین تمنا
رستی ہو ترے زلف کی اور میرا گلا ہو

کر مجھسے دم قتل بھی اک بات وہ کہین
آب دم شمشیر مجھے آب بقا ہو

تکرار جو ہو وصل مین ای غیرت شیرین
یا تون مین تری قند مکرر کا مزا ہو

خود پوچھ لین آپ اوس سے جو کچھ گذری ہی مجھپر
گردشتِ محبت مین کوئی آبلہ پا ہو

عزت سے شہنشاہ بٹھائین اوسے سر پر
چھوٹا ہوا جو آپکے صدقے مین ہما ہو

ہو ایسی خوشی جان نہ پیکر مین سمائے
پیغام تمھارا مجھے پیغام قضا ہو

محشر مین بلایا نہ مجھے سامنے اوسنے
آپ دیکھیے کب وعدۂ دیدار وفا ہو

کچھ دیر و حرم پر نہین موقوف ہے وہبی
ہم ڈھونڈھ نکالین جو کہین اونکا پتا ہو

حسرت ہے کہ اسطرح سے جان اپنی فدا ہو
آنکھین سوی قاتل ہون تہ تیغ گلا ہو

ممکن نہین جو داغ مرے دل سے جدا ہو
پاس اتنا ندامت کا ہو اتنی تو وفا ہو

سینے سے اب آواز نہین آتی ہے دلکی
آنکھون سے لہو ہو کے کہین بہہ نگیا ہو

اوس شوخ پہ جان اپنی نکلتی ہی کہ جسکا
انداز نوکیلا ہو ذرا بانکی ادا ہو

کیا جانے وہ جو ہو نہ سر زلف سے واقف
اوس سے کوئی پوچھے جو گرفتار بلا ہو

جاتے ہین ذرا دیکھنا وہ حضرت واعظ
بوتل تو بغل مین نہ کوئی زیر عبا ہو

اور اتنا نہین کوئی جو لے نقد دل اپنا
یہ ہو نہو اے شوخ ترا دزد حنا ہو

تجھسے ہی بڑی دل لگی اے درد محبت
پہلو سے مرے تو تو نہ فرقت مین جدا ہو

دیوانہ رخ و زلف کی الفت مین ہی وہبی

بتخانے سے ہوکر کہین کعبے نہ گیا ہو

اک طرح کا غم ہو تو کہون پوچھتے کیا ہو
شکوہ ہو حیا کا کہ تغافل کا گلا ہو

اوس دل پہ فدا جان ہے جس دل مین وفا ہو
اون آنکھون کے قربان جن آنکھون مین حیا ہو

خم یان سرِ تسلیم ہے تم تیغ بکف ہو
مختار ہو جو چاہو کرو پوچھتے کیسا ہو

جسطرح رقیبون سے بدل تمکو ہے الفت
مین بھی جو کسی اَور کو یون چاہون تو کیا ہو

پہچانا یا دکھا کر تمھین تصویر تمھاری
مین جانتا ہون تم مری صورت سے خفا ہو

کچھ خیر ہے باز آیا ملاقات سے ایسی
کیا خوب مین چاہون تمھین تم اَور کو چاہو

دامن سے غبار اپنے نہ جھاڑو مرا اے جان
پاس اوسکا کرو کچھ تو جو دامن سے لگا ہو

آزاد اسیران ستم ہونگے سنا ہے
معلوم نہین کون رہے کون رہا ہو

یون تو ہین سب انسان پہ انسان ہے وہ جسکی
ہر بات مین لذت ہو طبیعت مین مزا ہو

آرائشین اوس شوخ کی سب ہین مری قاتل
کاجل ہو کہ لاکھا ہو مسی ہو کہ حنا ہو

تم صحبتِ زہاد مین وحشی کو نہ ڈھونڈھو
خاکِ درِ میخانہ پہ دیکھو نہ پڑا ہو

گویا لب نازک سے جو وہ غنچہ دہن ہو
پھول ایسے جھڑین منہ سے کہ گھر رشک چمن ہو

گر یادِ قدِ یار دمِ فکرِ سخن ہو
ہر مصرعۂ تر دلکشِ شمشادِ چمن ہو

کیونکر یہ ترے دَور مین اے چرخ کہن ہو
ساقی ہو مئے ناب ہو مطرب ہو چمن ہو

دیوانہ ترا بیڑیان کسواسطے پہنے
جب زلف گرہگیر کی گردن مین رسن ہو

جھانکے جو کسی روز مرا غیرتِ خورشید
جو تیلی ہے چلمن کی وہ سورج کی کرن ہو

گو پاؤن زمین پر نہین رکھتے ہین چکارے
دیکھین جو تری آنکھ ابھی نشہ ہرن ہو

گر آج بھی ہو گل کی طرح وعدۂ فردا | تسکین دل بیتاب کو اے عہد شکن ہو
دانتون مین ہے وہ تاب کہ بے آب ہو گوہر | زلفون مین وہ خوشبو کہ خجل مشک ختن ہو
جب دوست ہون دشمن کیطرح درپئے ایذا | کیون شام غریبی نہ مجھے صبح وطن ہو
گھر گور سے بدتر ہو نہو پاس جو وہ ماہ | فرقت مین مجھے چادر مہتاب کفن ہو
سینے کی ہے داغ دل سوزان سے نمایش | گر شمع نہ روشن ہو تو کیا حسن لگن ہو

بے عیب جو ہو فیض سے اوستاد کے وجہی
تو نقد سخن کا مرے عالم مین چلن ہو

دم اعجاز کب تم ناز سے تیوری چڑھاتے ہو | نئی صورت سے تیغ ابرو پر خم کساتے ہو
یقین ہوتا ہے جب آنکھون مین تم سرمہ لگاتے ہو | کہ شمشیر نگاہ ناز کو پتھر چٹاتے ہو
کہین تم روز راتو نکو نہین چھپ چھپ کے جاتے ہو | چلو بس چپ رہو کیون جھوٹی جھوٹی قسمین کھاتے ہو
کیا گر قتل عاشق کو تو پھر اسکی ندامت کیا | اوٹھاؤ سر کو زانو سے عبث شرمائے جاتے ہو
ہماری خاک کی اوس وقت تو ہے دیدنی حسرت | دم رفتار جب تم ناز سے دامن اوٹھاتے ہو
تمھاری بھی سمجھ کچھ ناصحو سب سے نرالی ہے | سمجھتا مین نہین پر تم مجھے سمجھائے جاتے ہو
غضب کے وقت روئے آتشین پر جب عرق آیا | مین سمجھا زہر مین تم خنجر ابرو بجھاتے ہو
ہمارے سامنے چشمک نہین کی تمنے غیرون سے | ادھر دیکھو ادھر منہ پھیر کر کیا مسکراتے ہو
ارادہ آج ہے کس بیگنہ کے ذبح کرنے کا | جو دامن باندھتے ہو آستینو نکو چڑھاتے ہو
صریحا بزم مین غیرونکی تمنے چشم پوشی کی | پھر آنکھون مین تم آنکھین ڈالکر کیا اینٹھے جاتے ہو
شکر رنجی نہین کیا عاشق و معشوق مین ہوتی | لبین آتی ہین اونکو دم لو کیون گھبرائے جاتے ہو

ہنسی سے ذکر فرقت کا کیا تھا چھیڑتے تھے وہ

عبث رو رو کے وہبی اپنی تم آنکھیں سجاتی ہو

گو اونکے دلمین وصل سی انکار کیون نہو ۔ جا ئینگے ہم ضرور شب تار کیون نہو
کافر ہوا ہون اک بت ترسا کی عشق مین ۔ مجھکو عزیز رشتۂ زنار کیون نہو
چلمن سے وہ دکھلنے لگے روے آتشین ۔ اب گرم اونکے حسن کا بازار کیون نہو
پیش نظر ہے اپنے بہار جمال یار ۔ ہر گل ہماری نظرون مین خار کیون نہو
ہر سال فصل گل مین پہنتا ہون بیڑیان ۔ منت کا رسم ہے یہ سزاوار کیون نہو
ہر دل عزیز آپ کو اللہ نے کیا ۔ یوسف ہزار جان سے خریدار کیون نہو
آتی ہی سانس لینے مین بھی اتبو لب پہ جان ۔ جینا فراق یار مین دشوار کیون نہو
اے بت خدا کی شان یہ حسن جمال ہے ۔ عاشق ہر ایک کافر دیندار کیون نہو
نظرون سے اپنی تمنے گرا کر سبک کیا ۔ کاندھون پہ میری لاش گرانبار کیون نہو
عناب لب کی یاد مین بیمار ہو گیا ۔ مجھکو مفید شربت دیدار کیون نہو
کم سن ہین بہ مزاج ہین کچھ جانتے نہین ۔ سو بار ایک بوسے پہ تکرار کیون نہو
مجھکو سسکتا چھوڑ کے قاتل چلا گیا ۔ شاباش آفرین ہے ستمگار کیون نہو
بجلی مین جو چمک ہی وہی درد دلمین ہے ۔ آہون کی یہ گھٹا ہے دھوان دھار کیون نہو

وہبی ہوا ہے میرا خمیر آب تیغ سے
مجھکو خیال ابروے خمدار کیون نہو

آئے جب روے کتابی کے برابر گیسو ۔ لوگ سمجھے کہ ہوے آج پیمبر گیسو
اونکے گیسو کی بھلا کسکے ہون ہمسر گیسو ۔ سنبل باغ جنان سی بھی ہین بہتر گیسو
اتبو دونو کی محبت مین ہی یکسان حالت ۔ مین پریشان ہون تو ہین اونکی بھی ابتر گیسو

اونکے مونھ کو جو چھپایا ہین ہوا پاس سے قتل
وصل ہین میرے لیے ننگے خنجر گیسو

صاف آتا ہے نظر سانپ کا جوڑا مجھکو
کبھی آتے ہین جو گیسو کے برابر گیسو

کوئی حلقہ نہین خالی جو گرفتارون سے
پھیر دین ہمکو ہمارا دل مضطر گیسو

دیکھین کتنون کے ہون مجموعۂ خاطر ابتر
بکھرے جاتے ہین سر بزم معنبر گیسو

زلف کا وصف ہو خط مین نہین کچھ اسکا عجب
بڑے چوٹی کے بنانے جو کبوتر گیسو

قصد صحرا کا جو ہوتا ہے کبھی وحشت مین
ڈال دیتے ہین مرے پاؤن مین لنگر گیسو

ایک دن چشمۂ حیوان بھی نظر آئیگا
ہین اگر کوچۂ ظلمات کے رہبر گیسو

غل یہ ہوتا ہے سر شام ہوا چاند گہن
جب کہ ہوتے ہین نقاب رخ انور گیسو

سچ یہ ہے سانپ خزانہ سے نہین ہٹتا ہے
گنج اونکا رخ سیمین ہے تو اژدر گیسو

کبھی بالون پہ چھڑکتا ہے جو افشان وہ ماہ
آسمان بنکے دکھا دیتے ہین اختر گیسو

ڈر یہ ہے کاتب اعمال نہ پھنسجائین کہین
اونکے شانون تلک آئے ہین لٹک کر گیسو

وعدۂ وصل ہے للّٰہ نہ ترسائین مجھے
کیون نہین آکے بناتے ہین مرے گھر گیسو

جان دی زلف کے سودے مین وصیت ہو مری
اژدھا بنکے ڈسین قبر کے اندر گیسو

مختلط مار سیہ سے نہین ہوتے ذی فہم
خوف ڈسنے کا ہے لون ہاتھ مین کیونکر گیسو

موجزن ہوتا ہے جب حسن کا اونکے دریا
سانپ کیطرح سے رہتے ہین شناور گیسو

مردے چونک اوٹھتے ہین جب ہوتی ہے جنبش انکو
کیون بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر گیسو

اندنون اونکی نئے طور کی صیادی ہے
دام مین لاتے ہین عاشق کو دکھا کر گیسو

قہر ہے پہلے سانپ کی بابنی مجھکو
تا کہ چھو لین نہ تہ خاک بھی دم بھر گیسو

بوجھ بڑھنے سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے
خود پریشان ہین وہ اپنے بڑھا کر گیسو

اوڑ کے ڈسنے کا مجھے خوف ہے ہر دم وہبی
سانپ کیطرح نکالیں نہ کہیں پر گیسو

ردیف الہاء ہوز

سنگِ در یار کا ہو گا مرے سر کا تکیہ
چاندنی مین جو پلنگ آپ نے بچھوایا ہے
مسکرا کر وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
ہو نہ کسطرح ترے گال کی قاش مجھے یاد
اسی حسرت مین شب و روز مین رہتا ہون
آہی جاتا ہے خیال ایک نہ اک دلبر کا

نازنینون کے لیے چاہیے پر کا تکیہ
چاند سے گالون کو لازم ہے قمر کا تکیہ
کیون ہٹا دیتے ہو ہر وقت ادھر کا تکیہ
جو سپاہی ہین وہ رکھتے ہین سپر کا تکیہ
میرا زانو ہو کہین آپکے سر کا تکیہ
کیا مرا دل ہے کسی راہ گذر کا تکیہ

شعر گوئی مین ترا نام ہو کیونکر وہبی
علم کا پاس ہے بستر نہ ہنر کا تکیہ

ردیف الیاء تحتانیہ

زخمی نگہ یار کا یہ دل تو نہین ہے
جب دیکھیے اشکون کا چڑھا رہتا ہے دریا
سچ سمجھون نہ کسطرح ترے وصل کا وعدہ
جاتا ہے یہ دل کیون طرف کوچۂ گیسو
مے پینے مین کیون رند کرین شیخ کی حرمت

کیون لوٹ رہا ہے کہین بسمل تو نہین ہے
آنکھ اپنی حباب لبِ ساحل تو نہین ہے
تقدیر کا لکھا خطِ باطل تو نہین ہے
پوچھو تو کہ مشتاقِ سلاسل تو نہین ہے
میخانہ ہے کچھ واعظ کی محفل تو نہین ہے

بیمار مجھے دیکھ کے کہتے ہین اطبا
ہے عشق بتون کا مرض سل تو نہین ہے

حیران ہون کیون آج ہے یکتائی کا دعویٰ
آئینہ کہین اونکے مقابل تو نہین ہے

چھٹکی ہے اگر چاندنی کوٹھے پہ بلا سے
پہلو مین مرے وہ مہ کامل تو نہین ہے

کیون کان لگا کر نہین سنتا وہ گل اندام
عاشق کی فغان شور عنادل تو نہین ہے

کیون خون ٹپکتا ہے مری آنکھون سے ہردم
سینے مین مرا دل کہین بسمل تو نہین ہے

کسطرح سے وہ آئین کہ نالون مین ہمارے
تاثیر ہے لیکن کشش دل تو نہین ہے

بالین پہ وہ آئین تو دم آسانی سے نکلے
جو حل نہو ایسی مری مشکل تو نہین ہے

کیون غم سے نہ سر اپنا دھنون شمع کی صورت
محفل ہے مگر رونق محفل تو نہین ہے

کسطرح سے ہو بوسۂ رخ ہمکو عنایت
دولت اونھین اللہ نے دی دل تو نہین ہے

رکھا تو قدم تمنے رہ عشق مین وہبی
منزل یہ کہین گور کی منزل تو نہین ہے

ہمتو حلال ہوگئے تیغ نگاہ سے
پلٹے ہوئے جب آتے تھے وہ عیدگاہ سے

کسطرح منفعل نہون ایسے گناہ سے
دی ہمنے روے یار کو تشبیہ ماہ سے

ٹھکرا رہے ہو کاسۂ سر گام گام پر
اٹھکھیلیون کی چال چلو راہ راہ سے

برگشتگی بخت نے چھوڑا نہ وان بھی ساتھ
قاتل نے مجھکو پھیر دیا قتلگاہ سے

رکھ لی سپہِ فنا تری ہمت نے آبرو
روشن ہوئی لحد مری روے سیاہ سے

خم آگیا جو قبر مین اسکا عجب نہین
قاتل نے مجھکو مارا ہے ترچھی نگاہ سے

آمادۂ سزا وہ ہوئے تھے بہت مگر
مجبور ہوگئے مرے عذر گناہ سے

روز جزا رہے یہ خیال آپکو ضرور
ہو جاے سامنا نہ کسی دادخواہ سے

ہم خاک چھانین گلیونکی پہلو مین ہو رقیب | ظلم آپکے سہینگے مگر راہ راہ سے
قصرِ جنان مین حور جب آئی مجھے نظر | رو یا لپٹ لپٹ کے ترے اشتباہ سے
ہنگامِ قتل حسرتِ دیدار رہ نجائے | قاتل حلال کر مجھے نیچی نگاہ سے
نالے سے میرے پیرِ فلک کانپ اٹھا | ہل ہل گئی زمین مرے شورِ آہ سے
بجلی گرے بشر پہ تو اچھا ہے وہ مگر | خالق بچائے گردشِ تیغ نگاہ سے
افسوس اک نظر بھی نکی میرے حال پر | چشمِ امید تھی مجھے جنکی نگاہ سے
برباد یان سب آپ یہ ہو جائین آنہ | پوچھو ہمارا حال اگر گردِ راہ سے
ہر اک کے پاس توشۂ اعمالِ نیک ہے | محروم ایک ہم ہین مگر زادِ راہ سے
تختِ شہی سمجھتا ہے وہ بوریاے فقر | تیرے گدا نے آنکھ ملائی نہ شاہ سے
ہوتی ہے میرے آگے رقیبون سے چھیڑ چھاڑ | باز آیا اے حضور مین اس رسم و راہ سے
جا ہی جہان مددشہِ مردان سے دشت مین | پیدا ہوا سوار وہین گردِ راہ سے

سوتے نہین ہو رہا تک وہبی تم ایک پل
کیا آنکھ لگ گئی ہے کسی رشکِ ماہ سے

پھرجائیگی اک آن مین مجھ بیگناہ سے | یہ چشم داشت تھی نہ تمھاری نگاہ سے
اونکی کشش تو لا ہی چلی تھی اوٹھین مگر | قسمت کیطرح پھر گئے وہ آکے راہ سے
دامن تلک ترے جو نہ پہونچا مرا غبار | رو یا لپٹ لپٹ کے تری گردِ راہ سے
اتنا تو دیکھیے ہوا پامال کون کون | رفتارِ ناز سے چلیے مگر راہ راہ سے
اوسکی گلی مین کہتے ہین افتادگانِ خاک | یارب کوئی گرے نہ کسی کی نگاہ سے
ای جان ہم پہ اب وہ تمھاری نظر نہین | تم گئے دیکھتے تھے مجھے جس نگاہ سے

اسطرح دل ستاتے کیسکا نہ وہ کبھی
واقف جو ہوتے درد رسیدہ کی آہ سے

اونکو چمک دمک کا جو منظور ہے نکھار
کنگھی تو لیتین ہلال سے آئینہ ماہ سے

حسرت سے دیکھیو پھر اوسیطرح اک نظر
کشتہ کیا تھا پہلے مجھے جس نگاہ سے

عالم کیسطرح زیر زمین بھی ہے عزم قتل
ثابت ہوا یہ آپکی نیچی نگاہ سے

وہ بدگمان ہون لکھ کر تو دیتا ہون خط مگر
قاصد کو پھیر لاتا ہون ہر بار راہ سے

ہرگز نہ کجی مزاج سے اونکے نہین گئی
اب بھی وہ دیکھتے ہین تو ترچھی نگاہ سے

جو جو کروگے ہم پہ ستم سب اوٹھائینگے
مطلب ہے مہربان ہمین تو نباہ سے

ٹوٹی ہے صورت دل بیکس جو بار بار
توبہ شکستہ دل ہے مرے ہر گناہ سے

سفاکیان ذرا مرے قاتل کی دیکھنا
آتی ہے الاماں کی صدا قتلگاہ سے

وہبی ذقن سے خط کی سبب ہٹ گیا ہے دل
یوسف کو کاروان نے نکالا ہے چاہ سے

ایک کے دو دو کے ہونگے چار اوٹھتے بیٹھتے
تیغ ابرو کے جو ہونگے وار اوٹھتے بیٹھتے

اسطرح سے گر نہ اوٹھا پردۂ شرم و حیا
ہم تمھارے پاس یون کب یار اوٹھتے بیٹھتے

عشق مژگان مین اگر جوش جنون انی ضعف ہے
طے کرینگے وادی پر خار اوٹھتے بیٹھتے

حاجت طاعت ہمین محراب کعبہ مین نہین
دیکھتے ہین ابروے خمدار اوٹھتے بیٹھتے

قتل عاشق ہونگے ان بانکی اداؤن پر تری
چلتے پھرتے ایک دو دو چار اوٹھتے بیٹھتے

بدمزاج آگے تھے اتنے بدزبان بھی ہوگئے
گالیان دیتے ہین وہ ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

کر لیا وعدہ عبث تیغ نگاہ ناز سے +
کب چھپیگا زخم دامندار اوٹھتے بیٹھتے

ضعف سے گو حال اب اپنا ہے مانند غبار
دیکھ ہی لینگے در دلدار اوٹھتے بیٹھتے

خفتگانِ خاک چونک اوٹھتے ہین آ جوشِ جنون
ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے

یارِ کامل اوس سے کیا سنبھلے گا مین حیران ہون
جب لچکتی ہے کمر ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

قتل کرنا ہے تو ابرو کا اشارا کیجیے
کھینچتے ہین آپ کیون تلوار اوٹھتے بیٹھتے

گر نہ آتا دل مین اوس محرابِ ابرو کا خیال
بھولتے وہبی نہ یون ہر بار اوٹھتے بیٹھتے

قید اسکی کچھ نہین کعبہ ہے یا بتخانہ ہے
ہر جگہ ہمکو خیالِ جلوۂ جانانہ ہے

لختِ دل ہے لعل آنسو گوہرِ یکدانہ ہے
چشمِ تر اپنی بھی گویا اک جواہر خانہ ہے

مدتون کے بعد ہم پر آج یہ ثابت ہوا
جسکو ہم اپنا سمجھتے تھے وہی بیگانہ ہے

صاف ظاہر ہے نہین رونق مکان کی بے مکین
تو نہو جس دل مین وہ دل بدتر از ویرانہ ہے

ہجرِ ساقی مین نہین بھاتا مجھے دورِ شراب
گردشِ ایام مجھکو گردشِ پیمانہ ہے

دشمنی بھی دوستی سے یار کی خالی نہین
ظلم وہ کرتا نہین یہ نازِ معشوقانہ ہے

اونکی گردن کا کبھی ہو دھیان آنکھون کا کبھی
پیشِ چشم اپنے کبھی شیشہ کبھی پیمانہ ہے

قاف سے تا قاف ہو کیونکر نہ شہرہ حسن کا
شمعِ عارض پر تمھارے ہر پری پروانہ ہے

دل مین یادِ حق کے بدلے ان بتون کی یاد ہے
آگے جو مشہور کعبہ تھا وہ اب بتخانہ ہے

عین وحشت مین ہو اوس روئے منور کا خیال
داغِ سودا اندنون اپنا چراغِ خانہ ہے

چشمِ میگون جب سے دیکھی ہو تری او مستِ ناز
زاہدِ گوشہ نشین بھی ساکنِ میخانہ ہے

عاشقون کا طائرِ دل کیون نہو وہبی اسیر
دام ہے وہ زلفِ مشکین خالِ عارض دانہ ہے

جب سے وہ خورشید طلعت رونقِ کاشانہ ہے
چرخِ چارم سے بھی بالا اپنا بالاخانہ ہے

قیس و وامق عاشقی کی رسم سے واقف نہین
آجتک اونکو مری تعلیم اوستادانہ ہے

بے سبب ہرگز نہین ہے یہ مرا سوز و گداز
اندنون اک شمع رو پر دل مرا پروانہ ہے

کیون نہ نکلین شعلہ ہائے آتشین جائے نفس
سوز غم سے سینۂ پرداغ آتشخانہ ہے

میکشی مین وہ تو ہین مشغول وان غیرونکے ساتھ
اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے

ہمصفیرو میری فرقت کا نہ اتنا غم کرو
بس یہین ہون صیاد کی جبتک کہ آب و دانہ ہے

حال کی میری کہانی سنکے بولے ناز سے
ہے تو جھوٹا پر بہت دلچسپ یہ افسانہ ہے

زاہدا لازم ہے یہ دلمین رہے اوس بت کی یاد
فائدہ کیا ہاتھ مین گر سبحۂ صد دانہ ہے

ایک آتا ہے تو فوراً دوسرا لیتا ہے راہ
کیا سرائے دار فانی بھی مسافرخانہ ہے

ہم تو کوئے یار سے باہر نہین رکھتے قدم
قیس جو صحرا مین رہتا ہے عجب دیوانہ ہے

وصف لکھتا ہون جو مین اونکی نشیلی آنکھ کے
آج رفتار قلم مین لغزش مستانہ ہے

اسمین ہو جاتا ہے وہبی جان کا پہلے ضرر
عشقبازی مہربان کیا بازی طفلانہ ہے

عشق ابرو کا ہوا زلف رسا سے پہلے
کیا تماشا ہے کہ مرتے ہین قضا سے پہلے

دست رنگین کا لیا بوسہ اگر چوری سے
ہاتھ بندھوائے مرے دزد حنا سے پہلے

اوسنے پوشاک پنہانے کا یہ انعام دیا
ڈال لی دل مین گرہ بند قبا سے پہلے

یون نہ ہاتھ آئیگا ہرگز کسی جانباز کا دل
کیجیے کچھ تو وفا مشق جفا سے پہلے

کر دیا درد جدائی نے یہان کام تمام
ہم بلاتے ہی رہے اونکو قضا سے پہلے

سگ جانان کا یہ احسان نہ بھولون کا کبھی
ہڈیان کھائین مری آکے ہما سے پہلے

مشکلین نزع کی ہو جائین سب آسان ابھی
لطف فرمائین اگر آپ قضا سے پہلے

جذب الفت کی ہے تاثیر کہ ہاتھون مین ترے
رچ گیا خون مرا رنگ حنا سے پہلے

پیچھے رخسار منور سے اولٹیے کا نقاب
پوچھ تو لیجیے آپ اپنی حیا سے پہلے

غیر کوئی نہین تکلیف نہ دو حیلے کو
ہاتھ کاندھے پہ رکھو لغزش پا سے پہلے

جب چلا قافلہ یارون کا سوئے ملک عدم
ہمین تیار ہوئے بانگ درا سے پہلے

عمر تو اوسکی بہت طول ہے مجھ سے لیکن
جھک گئی میری کمر زلف دوتا سے پہلے

خضر کو وادی وحشت مین نہ رکھنا تھا قدم
پوچھ لینا تھا کسی آبلہ پا سے پہلے

اس بھروسے پہ گنہ کرتے ہین وہبی ہم رند
رحم کرتی ہے عطا اوسکی خطا سے پہلے

نہ بھولا یاد کبھی دل سے باغبان میری
تلاش مین رہا ظالم کہان کہان میری

جو اپنے پھول سے رخ کا سمجھتے ہین بلبل
ہزار کانون سے سنتے ہین داستان میری

وری طرح سے نہ ہو جاے تو بھی دیوانہ
نہ کھائے یہ سگ دلدار ہڈیان میری

نکالے مونھ سے نہ اک بات بھی کوئی عاشق
سوال وصل پہ کھینچی گئی زبان میری

وفائے وعدۂ وصلت پہ وہ یہ کہتے ہین
چہ خوش بگڑنے لگے آپ بھی زبان میری

کٹے ہی جاتے ہین سن سن کے شعر سب حاسد
زبان تیغ مگر ہو گئی زبان میری

حجاب آئیگا گر مونھ سے میرے کچھ نکلا
بس اب زیادہ نہ کھلوائی زبان میری

خیال موئے کمر مین ہوا ہون زار ایسا
کہ موے سر سے بنتے ہین ہڈیان میری

تمیز کچھ بھی نہ آیا اگرچہ بلبل کو
ہزار بار سکھائی گئی زبان میری

گناہ کیا جو شب وصل کا سوال کیا
مثال شمع نہ کٹوائیے زبان میری

تبون کا عشق نہ یاد خدا ہوئی دم بھر
تمام عمر ہوئی مفت رائگان میری

لکھا ہی کرتا ہون تعریف اونکے جوبن کی
مین ہون ضعیف طبیعت تو ہے جوان میری

قدِ خمیدہ نشانہ بناؤ مژگان کا
تمھارے تیر کے لائق ہے یہ کمان میری

قلق کے فیض کی تاثیر ہے یہ اے وہبی
پسند کرتے ہین اہلِ سخن زبان میری

کہتے ہین وہ قد اپنا دکھایا نکرینگے
ہم سرو کو جھنڈے پہ چڑھایا نکرینگے

جاتا ہون جو دم بھر کہین فرماتے ہین مجھسے
اوٹھوگے جو تم یون ہی تو آیا نکرینگے

فرماتے ہین تنگ آکے نزاکت سے وہ ہر بار
اب ہم تری آغوش مین آیا نکرینگے

لاتے ہین مجھے دام محبت مین یہ کہکر
لو آج سے ہم اپنا پرایا نکرینگے

عاشق ہوے وہ بھی تو ہوئی ہمکو یہ امید
اب دل کسی عاشق کا دکھایا نکرینگے

مستی کا تو کیا ذکر ترے سوگ مین وہبی
بھولے سے کبھی پان وہ کھایا نکرینگے

وہ خلوت ترک کرکے بزم عالم مین اگر آئے
تو ہم بھی شمع کی صورت سراپا بنکے سر آئے

معطر ہو کے زلفِ عنبرآگین سے اگر آئے
تو متوالے کی صورت جھومتی بادِ سحر آئے

وہ ان روزون بہت قطعِ محبت پر ہین آمادہ
عجب کیا گر جواب نامہ مین قاصد کا سر آئے

بتون کے عشق سے قائل ہوا عشقِ خدا ہمکو
تماشا دیکھو ہم گمراہ ہو کر راہ پر آئے

وہ ہون مہتاب گر دکھلاؤن اپنے دلکی بیتابی
فلک تو زیر پا ہو اور زمین بالای سر آئے

گنے ہین شام سے تا صبح مین نے تارے فرقت مین
مرے گھر ایک شب بھی تم نہ ای رشکِ قمر آئے

مین یہ سمجھون کہ میرے دام مین عنقا پھنسا آکر
دمِ فکرِ سخن گر ہاتھ مضمون کمر آئے

گنہگارونکو جب مقتل مین اوس قاتل نے بلوایا
وہ مجرم ہین کہ ہم پہلے جھکائے اپنا سر آئے

ارادہ تھا صنمخانے کا ہم کعبے مین آ نکلے
کہان جانا تھا ہمکو بھولکر رستا کدھر آئے

گلوئے خشک ہمنے رکھدیا شمشیر قاتل پر
لگی دلکی بجھائی جوکہ کرنا تھا وہ کر آئے

کسی صورت دل بیتاب کی تسکین نہین ہوتی
وہ گر آتے نہین تو پھر کے یارب نامہ بر آئے

ابھی تو پانی پانی ہو کے بہجائے ندامت سے
ہماری چشم تر کے گر مقابل ابر تر آئے

کھلے گر چشم وحدت بین دوئی کا دور ہو پردہ
نہ کوئی دوسرا ہمکو سوا تیرے نظر آئے

بتو اتنا تو سمجھو آدمی پتھر نہین ہوتا
کہان سے پھر کے صدمے اوٹھانے کو جگر آئے

ترے زخمی کو آخر جانبازی نے مار ہی رکھا
ہماری موت آئی تم نہ اے رشک قمر آئے

جو راحت گور مین ہو وہ کہان تھی دار فانی مین
بڑی **وہبی** مسافت کرکے ہم اپنے گھر آئے

پھانسی کے گلے سے مرے حرص و آز کی
کیا شان سے بعید ہے اوس بے نیاز کی

ہم سند سجدے کرتے ہین میخانے کی طرف
حاجت وضو کی ہے نہ ضرورت نماز کی

پاس اپنے اس فریب سے اونکو بٹھا لیا
کچھ کان مین کہونگا یہ ہے بات راز کی

جب عشق مین کسیکے تھا ابھی دل سے چلے
تب قدر ہو تمھین مرے سوز و گداز کی

عشق صنم سے عشق خدا ہوگیا مجھے
ہوتی ہے زاہدو یہ حقیقت مجاز کی

جنکے سبب سے آپ ہوئے مجھ سے بدگمان
باتین گڑھی ہوئی ہین کسی فتنہ ساز کی

للہ رحم کیجیے **وہبی** کے حال پر
تمکو قسم ہے غمزے کی عشوے کی ناز کی

جل بجھتی ہے کیون شمع یہ کیا دل سے لگی ہے
بیشک اسے تو یار کی محفل سے لگی ہے

کیون دست بقبضہ نہین پھر ہوتا ہے قاتل
ہیہات ابھی گردن تن بسمل سے لگی ہے

جب اوٹھا کوئی بگولا تو یہ مجنون نے کہا
خاک برباد کسی عاشق ناشاد کی ہے

سخت جانی نے مجھے قتل سے، کھا محروم
کچھ نہ خنجر کی خطا اسمین نہ جلاد کی ہے

شعر بھی اپنے اوسیطرح سے رکھتا ہون عزیز
جسطرح دل سے محبت مجھے اولاد کی ہے

کوہ غم سینے پہ جسطرح اوٹھایا ہمنے
ایسی ہمت نہ تو وامق کی نہ فرہاد کی ہے

موم دل ہوگئے پتھر کے کلیجے والے
دھوم عالم مین مرے نالہ و فریاد کی ہے

منہ سے بولون تو گلے پر ابھی پھر جائے چھری
اف نکرنا یہ اجازت مرے صیاد کی ہے

قید سے چھوٹے تو مدت ہوئی ہوتی مجھکو
پر ہون مجبور کہ الفت مجھے صیاد کی ہے

آج رکا مرک کے مری حلق پہ کیون چلتا ہے
آب کیا اوتری ہوئی خنجر فولاد کی ہے

اونکی مژگان کا تصور جو رہا کرتا ہے
ہر رگ و پے مین خلش نشتر فصاد کی ہے

نہ کھچی شوخیون کی وجہ سے تیری تصویر
کچھ خطا اسمین نہ مانی کی نہ بہزاد کی ہے

ہوش اوڑتے ہین اگر نام کبھی لیتا ہون
دلمین خواہش جو مرے ایک پریزاد کی ہے

گر رکا حلق پہ مجھ تشنہ گلو کے تو پھر
آبرو کچھ بھی نہین خنجر فولاد کی ہے

شادی وصل کا سامان بھی نظر آئے کبھی
مدتون سے یہ تمنا دل ناشاد کی ہے

بے سبب عشق حسینان سے نہین باز آیا
ظلم کی تاب نہ طاقت مجھے فریاد کی ہے

کیون سخندانون مین وہبی نہون مین نام آور
حال پر میرے عنایت مری اوستاد کی ہے

شام کو گر وہ نقاب رخ انور اوٹھے
جاتے جاتے سوی مشرق شہ خاور اوٹھے

اونکی دیوار کا سایہ ہے ہمین تخت شہی
بیٹھے ہین مسند کمخواب و مشجر اوٹھے

دشت وحشت مین جو اک روز ہوا میرا ساتھ
دو قدم جا کے پھرے خضر پیمبر اوٹھے

طفلِ نوخط کی یہی شوخیان کرتی ہین حلال
خط مین بھیجے ہین کبوتر کے مجھے پر اولٹے

تو اگر آئے تو ہو جامِ تمنا لبریز
محفلِ عیش مین ہین شیشہ و ساغر اولٹے

کب تلک ہوتا ہے خورشیدِ قیامت طالع
دیکھین کس روز نقاب اپنی وہ دلبر اولٹے

سخت جانے کا برا ہو کہ شہادت نہ ملی
بل پڑے سیکڑون ہر دم دمِ خنجر اولٹے

تم پھرے کیا کہ پھری ساری خدائی مجھ سے
اے ہتو مجھسا کسیکا نہ مقدر اولٹے

کششِ دل نے اب اتنی تو دکھائی تاثیر
جاتے جاتے وہ پھر آتے ہین مرے گھر اولٹے

سخت جانی سے یہی سوچ ہے مجھکو دمِ قتل
چلکے گردن پہ نہ قاتل دمِ خنجر اولٹے

رووُن تقدیر کے لکھے کو نہ کیونکر **وہبی**
یار لکھتا ہے مجھے شکوے کے دفتر اولٹے

نہ رکون گا مین کبھی یارون کی تدبیرون سے
عاشقِ زلف ہون جکڑو مجھے زنجیرون سے

مین نہ چھوڑون گا طوافِ درِ مینا نہ کبھی
باز آؤنگا نہ ناصح تری تقریرون سے

طائرِ جان کے لیے شہپرِ پرواز نہین
ہاتھ لگجائین جو پر مجکو ترے تیرون سے

لعل کا دل لبِ لعلین سے نہ خون ہو کیونکر
چھین لیتے ہین ترے دانت چمک ہیرون سے

آجتک دامنِ فتراک سے کھولا نہ اونھین
کیا عداوت ہے مرے ترک کو نخچیرون سے

آ خدا کے لیے جاتی ہے مری جانِ حزین
اب تو تسکین نہین ہوتی تری تحریرون سے

محو رہتا ہون تصور مین رُخ و ابرو کے
کام کعبے سے نہ کچھ دیر کی تصویرون سے

چھید ڈالے دلِ عشاق دکھا کر ابرو
کام تیرون کا لیا ترک نے شمشیرون سے

آپ کیون چار نہین کرتے ہین آنکھین مجھ سے
خود مین نادم ہون شبِ وصل کی تقصیرون سے

آنے دو زورون پہ تم فصلِ بہار آتی ہے
صاف دیوانے نکل جائینگے زنجیرون سے

دھیان کر کر کے تری زلف کا مجھ وحشی نے ۔۔۔ اک نیا سلسلہ پیدا کیا زنجیرون سے
دن جوانی کے ہین ڈرتا ہون نہ سو جائین ۔۔۔ وصل کی رات ملی ہے بڑی تدبیرون سے
تیرے اک جلوے نے بیہوش کیا ہے ورنہ ۔۔۔ آنکھ جھپکی نہ کبھی طور کی تنویرون سے
سونے پایا نہ شب وصل لپٹ کر اوسنے ۔۔۔ چلگئی مجھ پہ چھری شیخ کی تکبیرون سے
حکم ہے بزم مین اوس گل کا عنادل کو یہی ۔۔۔ کترین گل شمع کے منقار کی گلگیرون سے

جنکے جوڑون سے جہان ہے تہ و بالا وہبی
سابقہ مجکو پڑا ہے اونھین ڈبیرون سے

تاب کب وعدۂ فردا کی ہے اے یار مجھے ۔۔۔ آج ہی اپنا دکھا دیجیے دیدار مجھے
اے جنون ہوگی نہ صحت کبھی زنہار مجھے ۔۔۔ جو مرض قیس کو تھا ہے وہی آزار مجھے
مین وہ گریان ہون کہ دنیا سے جو اوٹھ جاؤنگا ۔۔۔ روئیگی بیٹھ کے اوس شوخ کی دیوار مجھے
بندۂ بے درم اوسکا ہون مجھے عار ہے کیا ۔۔۔ بیچ دے گر مرا یوسف سر بازار مجھے
پاؤن چھوتا ہون تو کس ناز سے کہتا ہے وہ بت ۔۔۔ کیون خدا کے لیے کرتے ہو گنہگار مجھے
ہون وہ مشتاق لگا لون مین گلے سے اوسکو ۔۔۔ نظر آئے جو برہنہ تری تلوار مجھے
ناز کرتا ہون محبت پہ تو فرماتے ہین ۔۔۔ اک زمانے مین تمھین کرتے ہو کیا پیار مجھے
کیا قیامت ہے کہ وہ چلتے ہین تلوار کی چال ۔۔۔ قتل کرڈالیگی یہ تیزی رفتار مجھے

اپنی آنکھون پہ بٹھاتے ہین وہ مجکو وہبی
چشم بیمار کا جو سمجھے ہین بیمار مجھے

تیر نگہ کسیکا مقر نظر مین ہے ۔۔۔ کچھ رات سے کھٹک سی زخم جگر مین ہے
گم صورت نظر ہے وہ کسکی نظر مین ہے ۔۔۔ معدوم ہے وہ خود جو خیال کمر مین ہے

صبحِ شبِ وصال قیامت سے کم نہین
انداز صورِ نالۂ مرغِ سحر مین ہے

چھوٹی نہ اوس سے میری جبین کاہ کی طرح
تاثیر کہربا کی ترے سنگِ در مین ہے

وہ اپنے گھر چلے تو اک اندھیر ہوگیا
مانندِ شامِ ہجر سیاہی سحر مین ہے

دل مین جو ہے تصورِ حسنِ رخِ ملیح
لذت کباب کی مرے لختِ جگر مین ہے

مستون سے بچ کے جائیگی بنت العنب کہان
ست تاک مین ہین اوسکی وہ سبکی نظر مین ہے

بادام کو سمجھتا ہون مین چشمِ مستِ یار
کچھ فرق اندنون مرے نورِ نظر مین ہے

پیری مین سچ ہے کچھ بھی نہین لطفِ زندگی
کافورِ حسن نورِ چراغِ سحر مین ہے

وسی خزانِ ہجر مین بھاتی نہین بہار
خوشبو نہ پھول مین ہے نہ لذت ثمر مین ہے

چشم جلوے سے ترے پُر نور ہے
آنکھ کا ڈھیلا بھی سنگِ طور ہے

ان بتون کا حب سے رہتا ہے خیال
سنگِ غم سے شیشۂ دل چور ہے

مجھ سے کچھ نسبت نہین فرہاد کو
مین ہون عاشق اور وہ مغرور ہے

چار آنکھین بھی نہین اے شاہِ حسن
دل کے لینے کا یہی دستور ہے

روز و شب روشن نہین شمس و قمر
جلوۂ رخسارہ پُر نور ہے

عزم کیا شبخون کا ہے عشاق پر
مانگ مین قاتل کے کیون سیندور ہے

آنکھ کی پتلی بنایا یار کو
سات پردون مین وہ اب مستور ہے

یاد مین ساقی کے روتے ہین مدام
اشک کا ہر دانہ اک انگور ہے

عاشقِ رخ کو ترے جنت مین بھی
کب تمنائے جمالِ حور ہے

جان بلب ہون وہ صنم آتا نہین
ہے اجل نزدیک عیسی دور ہے

آفتاب حشر کہتے ہین جسے * وہ مرا داغ تن محرور ہے *
نور شمع حسن روئے یار سے داغ دل رشک چراغ طور ہے

اوسکی زلفون پر کرو وہبی نظر
کسقدر طول شب دیجور ہے *

ہون دفن مرکے کوچۂ جانان کے سامنے بلبل کا آشیان ہو گلستان کے سامنے
شرما کے اشک خون سے گل تر بہار مین رنگ چمن اوڑا مرے دامان کے سامنے
قمری کہے یا گل نظر آتا ہے شرم سے شمشاد میرے سرو خرامان کے سامنے
گر خط سبز لب پہ ترے خضر دیکھ پائے پھر منہ کرے نہ چشمۂ حیوان کے سامنے
نظرون مین جوہری کے خذف ریزے سنگ کے لعل و گہر ترے لب و دندان کے سامنے
دیکھے جو اوس پری سے مجھے گرم اختلاط بلقیس منہ کرے نہ سلیمان کے سامنے
موسیٰ نہین جو آنکھ جھپک جائیگی مری آئین حضور دیدۂ حیران کے سامنے
روتے ہین ہم ادھر وہ ادھر ہنستے ہین کھڑے بجلی چمک رہی ہے یہ باران کے سامنے
صدقے وہ مرکے ہوگا ابھی کیسی ہمسری کھولو تو بال سنبل پیچان کے سامنے
گھنڈی پہ ہو قبا کے نثار اختر فلک * سجدے کرے ہلال گریبان کے سامنے
آگے مرے رقیب کو دیتے ہو گالیان فقرے یہ کیجیے کسی نادان کے سامنے
اے گل چمن مین بات کی بلبل کو کیا مجال غنچے نہ کھولین منہ لب خندان کے سامنے

موسیٰ کیطرح تمکو بھی آئے نہ غش کہین
وہبی نقاب عارض تابان کے سامنے

تو نہ لپٹے جو مرے سینے سے * موت بہتر ہے ایسے جینے سے *

کاہش غم سے بنگیا ہون ہلال — تم نہ آئے کئی مہینے سے

وہ نہ تکلیف اسکو سمجھے گی — چاک دل بڑھ گیا ہے سینے سے

دل سے کسطرح جاے یاد اوسکی — کب جدا نام ہو نگینے سے

تیرہ بختی کا آسمان سے گلا — کیا مخاطب ہون مین کمینے سے

مجھ سے لپٹا وہ رشک گل شب وصل — عطر کی آئی بو پسینے سے

نہیں پہلو مین گر وہ جان جہان — باز آیا مین ایسے جینے سے

ابھی موقوف ہو تڑپ دل کی — تم جو لپٹو ہمارے سینے سے

دوست دشمن نظر پڑین یکسان — دل جو ہو جاے صاف کینے سے

کسطرح سر کے روے یار سے زلف — سانپ اوٹھتا نہین خزینے سے

دور ٹھلایا ہمکو غیرون کو پاس — گر بلایا تو اس قرینے سے

عشق مین سیر ہو گئے وہبی — غم کے کھانے لہو کے پینے سے

جو مر مٹے ترے کوچے سے فرد ہو کے اوٹھے — غبار دل نہ بنے گرچہ گرد ہو کے اوٹھے

رہا نہ عشق مین راحت طلب مزاج اپنا — جو ہم جہان سے اوٹھے اہل درد ہو کے اوٹھے

تمھاری تیغ شرر زا بھی لوہا مان گئی — ہم ایسے تڑپے کہ مقتل سے سرو ہو کے اوٹھے

جو بیٹھے کوچۂ جانان مین ہم تو مثل غبار — اوٹھے تو سینۂ بلبل کا درد ہو کے اوٹھے

جو آپ حسن مین یکتاے روزگار ہوے — تو ہم بھی عشق مین دنیا سے فرد ہو کے اوٹھے

حضور مجھ سے جو کچھ گرم اختلاط ہوے — رقیب محفل عالی سے سرد ہو کے اوٹھے

بنے وہ ناقۂ لیلی کا پردۂ محمل — غبار سینۂ مجنون جو گرد ہو کے اوٹھے

تری گلی مین ہوا اپنا خاتمہ بالخیر
مثال قیس نہ صحرا نورد ہوکے اوٹھے

بنایا ضعف نے وہبی وہین پہ بسترِ خاک
جو ہم کبھی قدِ آدم بھی گرد ہوکے اوٹھے

جو یادِ زلف و رُخِ گلعذار آتی ہے
نظر دو رنگیِ لیل و نہار آتی ہے

برنگِ گُل نہون جامے سے کس روش باہر
چمن مین دھوم ہے فصلِ بہار آتی ہے

مزا فراق مین دیتا ہے وصلِ یار کا ذکر
کہ یادِ لذتِ بوس و کنار آتی ہے

یہ کسکی زلفِ معنبر کھُلی دمِ گلگشت
چمن سے آج صبا مشکبار آتی ہے

تڑپ تڑپ کے جو کاٹا بھی ہمنے روزِ فراق
تو پھر بلاے شبِ انتظار آتی ہے

نہ وصل ہوگا تو ہوگا وصال ہی اپنا
کہ ڈھونڈھنے کو قضا بار بار آتی ہے

امیدِ قتل مین کھتے ہین دیکھیے لے دل
ہمارے کام پہ کب تیغِ یار آتی ہے

نہین ہم اونہین جو ہاتھو نسے زاہدونکے مُنڈین
ہمین بھی شیخ کی پگڑی اوتار آتی ہے

غمِ فراق کبھی لذتِ وصال کبھی
کبھی خزان کبھی فصلِ بہار آتی ہے

اونہین تو وصل کی شب بھی حیا ہے دامنگیر
نہین نہین کی صدا بار بار آتی ہے

جنون بڑھ گیا دل کا شگفتگی کیسی
کہ جان لینے کو میری بہار آتی ہے

اٹکا ہے زلف کی تارون سے زخمِ دل شاید
کہ بوے نافۂ مشکِ تتار آتی ہے

تمھارے آنے سے بالین پہ اے مسیحا دم
تنِ شہید مین پھر جانِ زار آتی ہے

اسے بھی شوق قدمبوس کیا ہے میری طرح
جو بڑھ کے پاؤن تلک زلفِ یار آتی ہے

لحد مین سوئیے کسطرح چین سے وہبی
کہ یادِ پرسشِ روزِ شمار آتی ہے

تلاش آپکی مجھکو کہان نہین باقی
زمین کا ذکر تو کیا آسمان نہین باقی

دروغگوئی کے انداز ہین وہی اب تک
ہنوز ہے وہی اوّل کی بان نہین باقی

کدھر کو جاے یہ دیوانہ خاک اوڑاتا ہوا
نشانِ گردِ پسِ کاروان نہین باقی

حذر ہے کیا انھین آنے سے میری میت پہ
کہ اب تو سانس بھی اے بدگمان نہین باقی

روان ہو کے مرے صحرا سے مرغِ شبخوان تک
سرِ مزار کوئی نوحہ خوان نہین باقی

ہماری آنکھون مین آ بیٹھو گھر تمھارا ہے
اگر حجابِ حیا درمیان نہین باقی

ذلیل کرچکے رسوا کیا ہلاک کیا
ہمارا اب تو کوئی امتحان نہین باقی

حسین کوئی نہین لیتا کوڑیون کے مول
متاعِ دل کا مرے قدردان نہین باقی

ہماری عمر کا پیمانہ پر ہو بے صہبا
جو تو بول اوٹھے کہین پیرِ مغان نہین باقی

چھپاؤن رازِ محبت کہان تک اے وہی
جگر مین طاقتِ ضبطِ فغان نہین باقی

لگا دی آگ او سوزِ نہانی
دکھا دی گرمیِ عشقِ جوانی

ترے دیدار پہ جو بخشش ہین جانی
سمجھتے ہین وہ رمزِ لن ترانی

خضر نے کی جو تنہا زندگانی
ملا کیا لطفِ عمرِ جاودانی

سنا کچھ ایسا کانٹون کی زبانی
بھر آیا آبلون کے منہ مین پانی

کروگے ذبح گر تم بے رخی سے
گلے مین اٹکیگا خنجر کا پانی

عجب کیا ہے جو دنیا ترک کرکے
لحد پہ میری آ بیٹھے جوانی

اسیرِ زلف ہین سب دائم الحبس
انھین جانا پڑیگا کالے پانی

بہت مشکل ہے دل لینا کسی کا
ابھی سیکھو تو طرزِ دلستانی

جیے بے یار ہم دنیا مین تو کیا
نہین درکار ایسی زندگانی

یقین ہے بعد میرے اے ضعیفی
مرا ماتم کرے میری جوانی

جو اونکے حسن کی کرتا ہون تعریف
تو کہتے ہین تمہاری قدردانی

رہے سرسبز باغ دہر مین تو
پھلے پھولے ترا نخل جوانی

اوٹھا کر آنکھ کیا دیکھین کسیکو
کہ ساتھ اپنے ہے اونکی بدگمانی

ادب دان محبت جانتے ہین
سگ جانان کا خاطر میہمانی

ہوے کانٹون سے سارے تلوے غربال
یہ صحرائے جنون کی خاک چھانی

رنگو گر رنگ زرد عاشقان مین
تو زیبا ہو لباس زعفرانی

رہے سولی ہی پر ہم عشق قد مین
اوٹھایا مجھ نہ خط دار فانی

لحد پر میری لاتا کون دو پھول
چراغ قبر نے کی گلفشانی

کرینگی بعد میرے عندلیبین
بجاے نغمہ سنجی نوحہ خوانی

نہ مجنون ہے نہ وامق ہے نہ فرہاد
سنا مین کسکو ہم اپنی کہانی

ہوئی اپنی خزان تب ہم یہ سمجھے
بہار زندگانی تھی جوانی

کیا تا دیر قاتل کا نظارہ
ترا ممنون ہون اے سخت جانی

جو مجھ غمکیش کی صحبت مین آئے
بہت رنجیدہ ہو گی شادمانی

مین اک رنگ طلائی کا ہون کشتہ
کفن بھی مجھکو دینا زعفرانی

غنیمت سمجھو اسکو اے حسینو
بڑی دولت ہے حسن نوجوانی

نہ اوٹھے مرکے بھی کوئے صنم سے
بڑے کام آئی اپنی ناتوانی

تجھے دیکھا جو گلگشت چمن مین
تو باچھین کھل گئین غنچون کی مانی

نہ رکھ امید راحت اوس سے وحی
جسے منظور رہو ایذا رسانی ✤

بعد مردن رحم اے گلچین مقرر چاہیے
برگ گل کی قبر پر بلبل کے چادر چاہیے

شوق کہتا ہے کہ جاکر کوچۂ سفاک مین
آزمانا اندنون اپنا مقدر چاہیے

بہر قتل عاشقان مضطرب او کینہ جو
نوک مژگان کی سنان ابرو کا خنجر چاہیے

باغ جنت کی ہوا ہمکو خوش آنے کی نہین
گلشن کوئے صنم مین اپنا بستر چاہیے

شانہ زلف یار مین ہو اس دل صد چاک کا
گوش دلبر کو مرے اشکون کے گوہر چاہیے

شیشۂ دل چور ہو لیکن نہ نکلے منہ سے آہ
عشق بت مین صبر کا چھاتی پہ پتھر چاہیے

حال بیتابی دل لکھا ہے طفل شوخ کو
قاصدی کے واسطے لوٹن کبوتر چاہیے

ہجر مین مجھکو نہین درکار فرش مخملی
استراحت کو مرے کانٹون کا بستر چاہیے

دیدۂ تر سے ہمارے ہے بپا طوفان اشک
کشتی افلاک کو ان روزون لنگر چاہیے

بادہ نوشی کے لیے آیا ہے وہ گل باغ مین
غنچے مینا کی جگہ پھولون کے ساغر چاہیے

یاد مژگان مین روان آنکھونسے ہے خون جگر
فصد کو میرے کب اے فصاد نشتر چاہیے

لے چکا ایمان و دل عقل و خرد تاب و توان
اور کیا اب تجھکو اے شوخ ستمگر چاہیے

پھوٹنے دو اپنی تم کلیان جو آئی ہے بہار
اضطراب اتنا نہ اے مرغان بے پر چاہیے

دلمین رکھتا ہون تصور چشم میگون کا مدام
شیشۂ مے کی نہ حاجت ہے نہ ساغر چاہیے

جسم لاغر بہ کہ اپنا پہونچے کوئے یار مین
رحم اتنا اے سرشک دیدۂ تر چاہیے

مجھکو ملجائے ابھی سر رشتۂ عمر ابد
ہاتھ مین میرے تری زلف معنبر چاہیے

اے قمر طلعت تمھارے عارض پر نور کو
بدلے آئینے کے خورشید منور چاہیے

ایک خط سے نامہ تسکین مری ہوتی نہین — پاس اونکے بھیجنا شکوؤن کا دفتر چاہیے
ہو شب مہتاب مین کچھہ دیر دور آفتاب — مہربانی اسقدر ساقی کی مجھپر چاہیے

عزم ہے تیرا اگر سوئے بیابان جنون — پا برہنہ چاہیے وہبی کھلا سر چاہیے

شب وصل اونھین ضد اگر ہو گئی — نقاب اوٹھتے اوٹھتے سحر ہو گئی
شب وصل کیا مختصر ہو گئی — پلک مارتے ہی سحر ہو گئی
اگر اونکی ترچھی نظر ہو گئی — مری جان سینہ سپر ہو گئی
نہ کچھہ موشگافون سے عقدہ کھلا — معما تمھاری کمر ہو گئی
لگی ہے جو اشکون کی ہردم جھڑی — گھٹا کیا مری چشم تر ہو گئی
حرم چھوڑ کر مین گیا سوئے دیر — طبیعت کدھر سے کدھر ہو گئی
نہین رحم اوس سنگدل کو ذرا — مری آہ کیا بے اثر ہو گئی
چھپایا بہت عشق ہمنے مگر — اونھین سب سے پہلے خبر ہو گئی
خبر لی نہ اوس غیرت ماہ نے — تڑپتے رہے رات بھر ہو گئی
نہین کاٹے کٹتی ہو فرقت کی شب — گھڑی مجھکو اک اک پہر ہو گئی
چھوے پاؤن مین نے جو اوس شوخ کے — حنا باعث دردسر ہو گئی
جو تمکو سجدے کیے اسقدر — ہماری جبین سنگ در ہو گئی
کیا اوس شکر لب نے اعجاز یہ — بجائی جو نے نیشکر ہو گئی

جمایا جو وہبی نے اپنا قدم — لڑائی محبت کی سر ہو گئی

تمنے گیسوئے پرافشان جو سنوارے ہوتے ... رات کو یون نہ درخشندہ ستارے ہوتے
میری جانب تمھین ایسا نہین لازم ہی خیال ... اور کو پیار کرونگا مین تمھارے ہوتے
چاندنی رات کا کیا لطف اوٹھاتے تا صبح ... ہم تم اے ماہ جو دریا کے کنارے ہوتے
مجھ سے کی ہوتی کسیدن تو کوئی فرمائش ... توڑ لاتا مین اگر عرش کے تارے ہوتے
کوچہ گردی جو تم اے ماہ نکرتے دن رات ... کفش زرین کے نہ گردش مین ستارے ہوتے
جان دینگے یہ گوارا نکرینگے یہ کبھی ... آپکے گھر مین رقیب آئین ہمارے ہوتے
میرے قابو مین جو اے جان مرا دل ہوتا ... یون مرے سامنے غیرونسے اشارے ہوتے
دیکھ لیتے جو کسیدن تمھین سوداگر مصر ... نقد جان دے کے خریدار تمھارے ہوتے

کچھ بھی ہوتی اگر احوال پہ وحی کے نظر
غیر اس طرح سے کب آپکو پیارے ہوتے

دل دکھائے ہین بتون کے آہ کی تاثیر نے ... بے کمان اکثر کیا ہے توڑا اپنے تیر نے
میان سے باہر جو اے قاتل کبھی ہوتی نہین ... کیا یہ ہمسے منہ چھپایا ہے تری شمشیر نے
کھینچے بیٹھا جو نقشہ اوسکا سکتا ہو گیا ... رنگ مانی کا اوڑایا یار کی تصویر نے
حسن یوسف پر زلیخا کو فقط عاشق سنا ... تو وہ ہے کلمہ پڑھا تیرا جوان و پیر نے
تیری پیدایش وجود خلق کا باعث ہوئی ... ڈالدی جان اس مرقع مین تری تصویر نے
بیگناہون کے سوا کرتی نہین قتل اور کو ... یہ سنے جوہر نکالے ہین تری شمشیر نے
رنج دنیا سے ہون کیا واقف تری حسرت زدے ... منہ نہین دیکھا خزان کا گلشن تصویر نے
سینے مین رہتی ہے یاد نوک مژگان کی کھٹک ... دل لگی اچھی نکالی ہے تمھارے تیر نے

روح مجنون دشت کو بھاگی ہے وحی خوف سے

کھڑکھڑایا ہے جو ہم دیوانون کی زنجیر نے

نہ کیا آہ نے اثر کچھ بھی
نہین اونکو مری خبر کچھ بھی

غیر کا پوچھتے ہو کیا احوال
مجھکو اپنی نہین خبر کچھ بھی

دھیان ہے کسکی زلفِ شبگون کا
نہین آتا مجھے نظر کچھ بھی

بے بلائے وہ آپ آئینگے +
ہے محبت مری اگر کچھ بھی

تو نے اپنے مریضِ فرقت کی +
اے مسیحا نہ لی خبر کچھ بھی

وصل کی ہمکو ہے عبث امید
ہوا اون سے رفع شر کچھ بھی

جب برے دن بشر کے ہوتے ہین
کام آتا نہین ہنر کچھ بھی

آنکھین غیرون سے وہ لڑاتے ہین
میری جانب نہین نظر کچھ بھی

کون جیتا ہے کون مرتا ہے +
بیخبر تجھکو ہے خبر کچھ بھی

مجھ سے صیاد بدگمان ہے عبث
نہین نکلے ہین بال و پر کچھ بھی

کب لگی بجھ سکی مرے دل کی +
کام آئی نہ چشمِ تر کچھ بھی

وصل اوس سیمتن کا ہو کیونکر
پاس اپنے نہین ہے زر کچھ بھی

جان و دل سے نثار مین تو رہا
قدر تمنے نہ کی مگر کچھ بھی

کیسے عاشق بنے تھے تم وہبی
نہ ہوا جان کا ضرر کچھ بھی

نہین معلوم کہان جاتے ہین مرنے والے
کس سرا کے یہ مسافر ہین اوترنے والے

دیکھ لینا کہ بجز سر دیئے مرنے والے
قدم اوس کوچے کے باہر نہین دھرنے والے

کبھی دل لینے کا اقرار ہے انکار کبھی
ایسے دیکھے ہین مُقر ہو کے مکرنے والے

آب حیوان ہے تری تیغ کا پانی واللہ / زندگانی کے مزے لوٹینگے مرنے والے
خم کے خم میکدے ہین تا نکہ سینگے خالی / ساقیا دل نہین ہم رندون کے بھرنے والے
نقد دل لیتے ہین یہ مفت برا تنا کھل کر / باندھے جاتے نہین کیا جیب کترنے والے
رکھدیا سر ترے خنجر کے تلے خود آکر / دیکھا یون جان فدا کرتے ہین مرنے والے
ہمنو تیوری بھی چڑھی دیکھین تو پھر رخ نکرین / لوگ وہ اور ہین نظرون سے اوترنے والے
جان دینے کو جو کہتا ہون تو فرماتے ہین / منہ سے کہتے نہین جو لوگ ہین مرنے والے
جوہر او قاتل خلق اسکے ہین بھی دکھلا / تیری تلوار کا دم ہم بھی ہین بھرنے والے
اونکی آنکھون کی نظر کیون رخ انور پہ نہو / یہ ہرن چاندنی کا کھیت ہین چرنے والے
غیر ہنستے ہین مرے دعوی جانبازی پر / ابھی دیکھے نہین ان لوگون نے مرنے والے
دل صدچاک کو عشاق ہی کے ہے یہ کمال / کہین شانے سے وہ گیسو ہین سنورنے والے
گھاٹ پر تیغ کے ہے کشتی عمر اپنی لگی / ہم بھی دم بھر مین ہین اب پار اوترنے والے
کوئی جلاد طرحدار نظر آئے تو / آج بھی سیکڑون موجود ہین مرنے والے
اونکی آنکھین نہ دم غیظ جدا دکھلائے / شیر کیطرح یہ آہو ہین بپھرنے والے
شور ہے عالم بالا پہ زمین ہلتی ہے / آج کوٹھے سے وہ نیچے ہین اوترنے والے
تیرگی دیکھ چکے ہین جو شب فرقت کی / وہ اندھیرے سے لحد کے نہین ڈرنے والے
تیری اس نگری ادا کو بھی نہ پہونچے گا کوئی / لاکھ نکھرا کرین ہر وقت نکھرنے والے
جان دینگے رقیبون سے کروگے جو کلام / جانتے ہو کہ ہین ہم بات پہ مرنے والے
لب جان بخش کے وصف اونکی زبان سے سننا / بار گردون سے مسیحا ہین اوترنے والے
طفل اشک اپنا جوان ہے تو ہو کیا غم ہے / خود سنور جاتے ہین وہ جو ہین سنورنے والے ۲۰

اپنے سایہ سے بھی ہر دم وہ جھجک جاتے ہین
یہ پری رو نہین شیشے مین اوترنے والے

جوشِ گریہ سے دمِ قتل گلے مین ہے گرہ
آب خنجر کے نہین گھونٹ اوترنے والے

کیا عجب آئے اگر تازہ بلا اسے وہبی
سُنتے ہین بال ہین پھر اونکے سنورنے والے

داد کو پہونچین کرے ہمپہ جو بیداد کوئی
جان پائین جو کرے قتل بھی جلاد کوئی

دیکھکر چشم کی گردش قدِ موزون کی روش
کوئی دیوانہ ہوا آپ کا آزاد کوئی

ہم ترے قد کے تصور مین لپٹ کر روئے
نظر آیا جو کسی باغ مین شمشاد کوئی

دشتِ وحشت مین بگولے کیطرح پھرتا ہون
مجھسا ہوگا نہ ہوا خواہون مین برباد کوئی

اسطرح رد نہین کرتے ہین سوالِ سائل
نہین بوسہ تو ہو دشنام ہی ارشاد کوئی

وصل کی شب ہے حیا کیجیے موقوف ای جان
پاس لیٹے ہو تو بوسہ بھی ہو امداد کوئی

ایک صورت پہ نہین سارا زمانہ رہتا
شاد رہتا ہے اگر کوئی تو ناشاد کوئی

ایک مدت سے تمنائے گرفتاری ہے
طائرِ دل کو نہین ملتا ہے صیاد کوئی

سنکے آوازِ عنادل ہی کہتا ہے وہ گل
نالے کرتا نہو یہ عاشقِ ناشاد کوئی

عاشقون کا نہ رہا نام و نشان اے قاتل
اور ایجاد کر اب عالمِ ایجاد کوئی

مدتون سے نہین ہچکی تلک آتی وہبی
ہمکو بھولے سے بھی کرتا نہین اب یاد کوئی

شراب سے ہے اگر زاہدو وضو باقی
رہیگی حشر تلک نکہتِ سبو باقی

بجھاؤن خنجرِ قاتل کی پیاس مین کیونکر
نہین ہے جسم مین ایک بوند بھی لہو باقی

مقابلہ جو ہوا میرے دیدۂ تر سے
رہیگی تیری نہ اسے ابر آبرو باقی

بھر آکر دیگا دم اوس جنگجو کے خنجر کا
رہیگی جب تلک اسے دل رگ گلو باقی

کھلی رہین مری آنکھین نہ بسبب پس مرگ
تمھارے دید کی تھی دل مین آرزو باقی

کریگا مثل کتان ٹکڑے ٹکڑے دل اب کون
جہان مین نہ رہا کوئی ماہرو باقی

خیال زلف مین ذرات ہون مین سرگردان
یہ حال کہتا ہے اب اونسے مو بمو باقی

بگولا بنکے مری خاک اوڑتی پھرتی ہے
کہ بعد مرگ بھی ہے اونکی جستجو باقی

مین مثل بلبل شیدا نثار تم پہ رہون
رہے سدا گل عارض کا رنگ و بو باقی

حجاب جتنے تھے وہ تو سب اوٹھ گئے لیکن
کلام کرنا ہے اب اونکے روبرو باقی

لباس تن تو کیا پاک واعظو لیکن
ابھی ہے جامۂ ہستی کی شست و شو باقی

زوال حسن نے اونکو تو کردیا سیدھا
ترا ہے بل ابھی او زلف مشکبو باقی

حلال کرکے مری لاش بھی کرو تشہیر
تمھاری کوئی نہ رہجائے آرزو باقی

کھلونا جان کے عاشق کا دل مچلتے ہین
ابھی تلک ہے لڑکپن کی اون مین خو باقی

پڑا رہون ترے کوچے مین مثل نقش قدم
ہے بعد مرگ یہی دل مین آرزو باقی

غم حسین مین روتے ہین جو کہ اے وہبی
رہیگی حشر کے دن اونکی آبرو باقی

رسم الفت کی مگر دنیا سے عنقا ہوگئی
دو ہی دن مین اب وہ چاہت آپکی کیا ہوگئی

اک نظر دیکھا جسے کھوئے گئے ہوش و حواس
آنکھ کی پتلی تری جادو کا پتلا ہوگئی

وہم مین آتی نہین گو کر رہا ہون مین تلاش
اب تو تشبیہ دہن بھی مجھکو عنقا ہوگئی

دو قدم چلتے ہی غل شہر خموشان مین ہوا
اک قیامت آپکے قامت سے برپا ہوگئی

جان پائی درد فرقت سے ملی مجھکو نجات
موت کیا آئی مرے حق مین مسیحا ہوگئی

شوق وصلت زیر خنجر بھی رہا تنک تھا مجھے
تیغ قاتل مڑ کے آغوش تمنا ہو گئی

وصف دندان سے تر بھی میرے سخن کی آبرو
جب لکھا وصف دہن اک بات پیدا ہو گئی

اونکی مژگان کا تصور ایک دم جاتا نہین
جان میری تیر آفت کا نشانا ہو گئی

ہے بجا گر ماہ اوج دلبری تکا کہون
چاند سے رخ پر تمھاری زلف ہالا ہو گئی

جب تجلا تھا در تو ہوا تھا نظارہ دور سے
مین گلا کاٹون گا گر کھڑکی بھی تیغا ہو گئی

دل مرا بیچین ہے اوسکا تڑپنا دیکھکر
کانکی مچھلی تو بجلی سے بھی بالا ہو گئی

سات پردون مین چھپایا ہے تجھین اے جان جان
آنکھ میری آپکی خاطر محافا ہو گئی

ہجر مین مرتا ہون اور وہ مجھ تلک آتی نہین
کیا قضا بھی میرے قاتل کا ارادا ہو گئی

زری افشان کر شب گیسو مین چمکے اسقدر
جعد مشکین غیرت عقد ثریا ہو گئی

شور قلقل ہو گیا بندوق کی مجھکو صدا
فرقت ساقی مین بوتل بھی تمنچا ہو گئی

جان جانا کو لکھا تھا عشق مین ولی مگر
اونکی فرقت موت کا میری بہانا ہو گئی

ہرن ہین یا نشے اپنی جام کی آنکھون پر خون ہے
کہ بزم ساقی کے سب کیفیت محفل دگرگون ہے

میان دشت آخضر ہرزہ پیما مہر گردون سے ہے
تو وہ لیلی شمائل ہے کہ ہر اک تیرا مجنون ہے

دل پر داغ کو ہر دم خیال روے گلگون ہے
کہون کیا لالہ رو اسوجہ سے اپنا جگر خون ہے

ہر اک آنسو کا دانہ بنگیا ہے دانہ مرجان
لب لعلین کے غم مین چشم اپنی چشمہ خون ہے

نہ کیونکر زاہدان کعبہ آ آکر کرین سجدے
ترا حسن اے صنم مسجود عالم شان بیچون ہے

نہین دیتا ہمین مین جام سے گر ساقی مہوش
گل خورشید بھی اپنی نظر مین جام وارون ہے

کسی سے کہین جو دو باتین مسخر کر لیا اوسکو
تری تقریر یا جادو کے تیکے حرف افسون ہے

نہین وہ زہرہ وش تو بزم ہے اک وادیٔ محشر
دم صورِ قیامت ہمکو صوتِ چنگ و قانون ہے

مجھے سیرِ چمن حاصل ہے اوسکو فاتِ تنہائی
جگہ میری ہے کوئے یار صحرا جاے مجنون ہے

شناور نسر جائز ہے بط و سرخاب کی صورت
ترقی پر غضب سیلابِ اشکِ چشمِ پرخون ہے

اندھیرا چھا گیا شب بھر کیون نہ وہبی اپنی نظرون مین
کبھی آنکھون مین اپنی شام سے وہ زلفِ شبگون ہے

پڑا ہی محتسب مبہوت ہر اک جام واژون سے
کہ اب میخانۂ عالم مین دورِ چشمِ میگون ہے

بلا کا سرخ مو باف آج زیبِ جعدِ شبگون ہے
ہماری کشورِ دل پر یہ سامانِ شبیخون ہے

یونہین چلا لائی دستِ جنون گر روز افزون ہے
تو اکدن دیکھ لینا دھجیان دامانِ ہامون ہے

دلِ پر داغ کو اپنے خیالِ روے گلگون ہے
عجب ہے گل پہ بلبل کیطرح طاؤس مفتون ہے

نگہ سے قتل کرتے ہین تبسم سے جلاتے ہین
خدائی کرتے ہین بت دیکھیے کیا شانِ بیچون ہے

پڑا دم توڑتا ہے ہچکیان لے لے کے ہر ساعت
ترے بیمارِ ہجران کی بہت حالت دگرگون ہے

جو لا یعقل ہین بہتر ہین کہین وہ اہلِ دانش سے
یہ وہ میخانہ ہے جسجا ہر اک خم مین فلاطون ہے

صداے نالۂ ماتم ہے شورِ قلقلِ مینا
تری فرقت مین ساقی ساغرِ مے چشمِ پرخون ہے

بناتے ہین عبث منعم عمارت دارِ فانی مین
کہان ایوانِ جمشیدی کہان قصرِ فریدون ہے

درم داغِ جگر ہین لعل و یاقوت اپنی لختِ دل
پسِ مُردن بھی اپنا گنج مدفن گنجِ قارون ہے

مرا زخمِ جگر پُر ہو گیا ہے خون کی دولت سے
نہین منت کشِ جراح نے مرہم کا ممنون ہے

بٹھایا دشتِ وحشت خیز مین اس دیوِ فرقت نے
پڑے سایہ پری کا وہ کہان بختِ ہمایون ہے

پہونچ جاینگے ہم اے ماہ بالاخانے تک تیرے
ہماری آہ کا رشتہ کمندِ بامِ گردون ہے

اوٹھائین کاہشین ہمنے نہایت عشقِ ابرو مین
کہ گھٹتے گھٹتے اب یہ جسمِ لاغر حلقۂ نون ہے

جو چہرہ غیرت گلشن ہے عارض غیرت لالہ / نہین خال سیہ یہ لالۂ عارض کی افیون ہے

نہین ہے قافلو نہین شور آواز جرس پیدا / تلاش ناقۂ لیلی مین نالان روح مجنون ہے

قیامت قد ہے ستمگر نگہ آفت بلا گیسو / دگرگون بس تمھین یارون سے حال ربع مسکون ہے

نہ آتا ہے وہ عیسی دم نہ دم اپنا نکلتا ہے / الٰہی کس غضب کی کشمکش مین جان محزون ہے

مرا دیوان بنا ہی کان گوہر وصف دندان سے / لڑی ہی ہر سطر ہے ہر ایک نقطہ دُرّ مکنون ہے

ہمین صف مین منظور خاطر ہی جو لے وسیؔ / اسیر اپنی کمند فکر مین عنقائے مضمون ہے

سبب ہے کیا ہے اونسے فلک نے جدا مجھے / کچھ اپنی زیست کا نہین ملتا مزا اب مجھے

سمجھا رہے ہین کسلیے سب آشنا مجھے / مرجاؤنگا جو اونسے کرینگے جدا اب مجھے

کیون رنج اوٹھاؤن انکی ملاقات سے حصول / ملنے سے کیا بتون کے ملیگا خدا مجھے

ایذا وہ ہجر کی ہے کہ زندہ رہے بشر / حیران ہون کہ بھول گئی کیا قضا مجھے

مرضی تری نہ ہو تو نفس اس سے خوب ہے / صیاد بے دلی سے نکرنا رہا مجھے

بیخود یہ ہجر مین ہون کہ ذکر اور کا تو کیا / اپنی بھی اب خبر نہین رہتی ذرا مجھے

فرقت مین ایک نے بھی دیا انمین سے نہ ساتھ / صبر و شکیب پر تھا بھروسا بڑا مجھے

دیکھون تو پھر رقیب ٹھہرتا بھی ہے کوئی / اوسکی گلی مین لے تو چلو تم ذرا مجھے

کیا پوچھتے ہو اپنی محبت کا مجھ سے حال / کوئی تو بھا گئی ہے تمھاری ادا مجھے

کس شرمگین کے وصل کی حسرت ہے سوچ تو / اے سوز ہجر آف نکرون یون جلا مجھے

کرتا ہے توبہ کوئی بھی فصل بہار مین / بیٹھے بٹھائے نشے مین سوجھی یہ کیا مجھے

فرقت مین اوسکی جان دی ایذا نہ اوٹھ سکی / آخر کو درد ہی ہوا میرا دوا مجھے

رسوا کیا شراب سے کے دشمنون نے بار ہا
سب لوگ جانتے تھے بڑا پارسا مجھے

سب حضرتِ قلق ہی کا وسی یہ فیض ہے
ورنہ شعور شعر کے فن مین ہے کیا مجھے

جیلے کی دمِ وصل یہ عادت نہین اچھی
کچھ کہیے تو کہتے ہین طبیعت نہین اچھی

مل مل کے رقیبون سے جلاتا ہے سرِ بزم
اے شمع رخو اتنی شرارت نہین اچھی

ڈر ہے کہ نہ لگجائے کہین آگ فلک پر
آہِ شرر افشان یہ حرارت نہین اچھی

مرجائے کہین عاشقِ گیسو تو وہ اچھا
الجھن نہین اچھی یہ اذیت نہین اچھی

کیا دیکھکے گلزار مین بہلاؤن دل اپنا
گل کی ترے رخسار سے رنگت نہین اچھی

گستاخ مجھے دیکھکے کہتے ہین دمِ وصل
سچ قول کسی کا ہے مروت نہین اچھی

اے دل نگراون آنکھون کا ہر وقت تصور
بیمار سے بیمار کی صحبت نہین اچھی

حیران ہے پھر کس سے مقابل کرے وسی
صورت سے تری حور کی صورت نہین اچھی

عشقبازی نہ چھوٹے گی دل سے
ایسے بگڑے بنین گے مشکل سے

ہو گیا اتحاد اگر دل سے
دل لگی ہو گی تیرِ قاتل سے

صحبتِ غیر تم سے چھوٹے گی
سچ کہو کہتے ہو یہ کس دل سے

زیرِ خنجر نہ کسطرح تڑپون
خوش وہ ہوتے ہین رقصِ بسمل سے

مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا گذری
پوچھ لو بیقراری دل سے

واقعی شان بے نیازی کی
سیکھے کوئی نازِ قاتل سے

مین وہ ناشاد ہون کہ نزع کے وقت
رو دئین مل مل کے حسرتین دل سے

خونِ ناحق کا میرے بعد مرے
کوئی دعوی کرے نہ قاتل سے

مجھ سے کیونکر نہو اونھین اُلفت
دلکو اک راہ ہوتی ہے دل سے

راہرو اک طرف جنابِ خضر
بچکے چلتے ہین میری منزل سے

کیسے کیسے مزے اوٹھائے ہین
لذتِ درد پوچھیے دل سے

ایسی حسرت سے مرتے دم دیکھا
گر پڑے اشک چشمِ قاتل سے

مژدۂ قتل ہی سے مر گئے ہم +
کیا ندامت ہوئی ہے قاتل سے

جان بچتے نظر نہین آتی +
آج بگڑی ہے بے طرح دل سے

تیرے چاہِ زقن مین ڈوب مرین
ملک آئے کے چاہِ بابل سے

ابتو آ بیٹھے دیکھیے لیجیے گا +
مرکے اوٹھینگے کوے قاتل سے

ایک بوسے کے واسطے صاحب
کوئی مُنہ موڑتا ہے سائل سے

نعش پر نعش آج کشتون کی
چلی آتی ہے کوے قاتل سے

کر دیا شوقِ دل نے پھر برہم +
ڈھب پہ لائے تھے اونکو مشکل سے

تجھ سے ملتا ہے اک فزاے درد
آج پہلو تہی نکر دل سے

ہم اسیرِ زقن نہونگے تو کیا
ملک آئینگے چاہِ بابل سے

یا اِدھر یا اُدھر ہو وہبی آج
فیصلہ کر تو چلکے قاتل سے

اونکی فرقت مین نہ موت آئی ندامت رہگئی
مُنہ دکھانیکی مری اب کون صورت رہگئی

چلتے چلتے رہگئے گنجِ شہیدان کی طرف
آتے آتے اونکے قامت سے قیامت رہگئی

کیا تماشا ہے تمناؤن نے تو لی اپنی راہ
دلکو بہلانے کو میرے ایک حسرت رہگئی

منع کرتے ہو مجھے عشقِ بتان سے بار بار
کیا یہی اے حضرتِ ناصح نصیحت رہگئی

کعبۂ ابرو کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال
دل کے ویرانے مین باقی یہ عمارت رہگئی

گو ہمارا نامۂ اعمال تھا بالکل سیاہ
آبرو اپنی بھی اشکون کی بدولت رہگئی

سخت جانی سے چلا رک رک کے خنجر حلق پر
اپنے قاتل سے مجھے اتنی ندامت رہگئی

کیا کرے اہلِ غرض سے اندنون کوئی سلوک
شکر کے بدلے زمانے مین شکایت رہگئی

ایک عالم طے کیا اونکے سمندِ ناز نے
پائمالی سے مگر عاشق کی تربت رہگئی

گو بسر کی عمر سب دیر و حرم کی سیر مین
کعبۂ دل کی مگر ہمسے زیارت رہگئی

چین آئیگا نہ ہمکو ایک دم بھی زیرِ خاک
دلمین گر اوس آئنہ رو کے کدورت رہگئی

نیمچہ سفاک کا ٹوٹا جب آئی میری بار
قتل گہ مین بھی تمنائے شہادت رہگئی

جو خزانہ موتیون کا تھا لٹایا آنکھون نے
اب تو سینے مین فقط داغون کی دولت رہگئی

خنجرِ قاتل پہ ہمنے رکھدیا اپنا گلا
تیغ جانبازون مین وحید اپنی حرمت رہگئی

چلکے شمشیرِ خرام اے سروقامت رہگئی
پائمالون کو تمنائے شہادت رہگئی

یار سے کرنی تھی جو مجھکو وصیت رہگئی
آرزو دلمین بھری یہ وقتِ رخصت رہگئی

صبح کردی جھیلکر ایذائین ساری مین نے جب
اپنا سا منہ لیکے میری شامِ فرقت رہگئی

کر چکے ہین اوس خرامِ فتنہ زا کا امتحان
جب چلے دو گام وہ پیچھے قیامت رہگئی

لاکھ اطبا نے کیا اوسکا علاج اللہ رے شوق
نبضِ بیمارِ محبت مین حرارت رہگئی

سامنے سے ہٹگیا چاند اوترو کوٹھے سے کہین
لو تمھاری اب تو ضد اے ماہ طلعت رہگئی

نام آور جتنے تھے وہ خاک مین سب ملگئے
بہرِ عبرت ٹوٹی پھوٹی کچھ عمارت رہگئی

تیرہ بختی نے دکھایا بعدِ مُردن بھی اثر
شام سے گل ہو کے میری شمعِ تربت رہ گئی

مال و مکنت پر کرو نہ غرّا تم اسے منعمو
کسکی دولت رہ گئی کسکی حکومت رہ گئی

سیکڑون ہون جسکے خواہان اوسکا سودا کیا ہے
جنس دل کی سے ہاتھو نے پائی قیمت رہ گئی

چاہتا ہون ہر نفس ہر دم انکے لب شیرین ادا
بوسۂ لب کی زبان پر میری لذت رہ گئی

ذبح گر مجھکو کیا قاتل نے تو منہ پھیر کر
زیرِ خنجر بھی تمنائے زیارت رہ گئی

قتل کرنا تھا تو تسمہ تک لگا رکھنا نتھا
تیغِ قاتل سے مجھے اتنی شکایت رہ گئی

نکلئے تو لطف ہے پروا نکلنے کی نہین
اب فقط دنیا مین منہ دیکھے کی الفت رہ گئی

ہوگئی بے پوچھے ہم تر دامنون کی مغفرت
آبروئے جوششِ اشکِ ندامت رہ گئی

بخت نے دکھلائی باغِ نامرادی کی بہار
داغ بنکر سینے مین اک ایک حسرت رہ گئی

کم ملاقات ہمسے کی وہبی بڑھا غیرونسے ربط
دور کی بس اونسے اب صاحب سلامت رہ گئی

حسینون سے تمنا اپنے دلکی کوئی کیا نکلے
انھین جب آزمایا ہمنے حد کے بیوفا نکلے

ملی راہِ حقیقت صحبتِ رندانِ میکش سے
جنھین گمراہ ہم سمجھے تھے وہ ہی رہنما نکلے

نہین معلوم انکے کیا کدورت ہے حسینون کو
ملے گر خاک مین عاشق تو دل کا حوصلہ نکلے

ہوا جب امتحان دونون کا حسن و عشق مین باہم
نہ کچھ ہم اونسے کم نکلے نہ وہ ہمسے سوا نکلے

ہماری قبر پر وہ فاتحہ پڑھنے اگر آئین
عجب کیا گر کفن کو پھاڑ کر دستِ دعا نکلے

پریشان وہ ہون اے وہبی کہ مرقد پر مرے دل سے
نہین ممکن تمنائے حصولِ مدعا نکلے

کھلے کیا پیچ اوس زلفِ دوتا کے
معطر آج ہین جھونکے ہوا کے

ہماری خاک سے پرہیز ہے یہ
جو آئے بھی چلے دامن اوٹھا کے

ہوا اب اونکو دعوی نبوت
مسیحا بنگئے مُردے جلا کے

تو کچھ خوف لازم ہے خدا کا
ملیگا کیا ہمارا دل دکھا کے

لیا جب میان سے قاتل نے تیغا
تو آگے ہم بڑھے گردن جھکا کے

کھڑے ہین دیر سے مشتاقِ دیدار
ذرا تو دیکھیے تو چلمن اوٹھا کے

تمھارا سایۂ دیوار بس ہے
نہین مشتاق ہم ظلِ ہما کے

نہ نکلے وصل مین بھی دل کے ارمان
رہے پابند وہ شرم و حیا کے

تپِ فرقت سے اب دم ہے لبون پر
دکھا دو تم ذری دیدار آ کے

کہین کیونکر نہ تمکو آفتِ دہر
کہ ہو شوخ ابتدا مین انتہا کے

گیا سب قافلہ یارون کا وہبی
رہے ہم منتظر بانگِ درا کے

گلے تمسے کرین کیا ہم جفا کے
کہ یہ سب ہین قصور اپنی وفا کے

قفس تک تو ہے گُل لائیگی اکدن
ہوا خواہون مین ہین بادِ صبا کے

بتو واللہ کتنے سنگدل ہو
بہت پچتایے تمسے دل لگا کے

حقیقت برہنہ پائی کی میری
کوئی خارِ جنون سے پوچھے جا کے

ہوئے جاتے ہین دل پامال انداز
یہ عالم ہین تمھارے نقشِ پا کے

کرون دعوت سگِ کوئے صنم کی
رکھین گر استخوان مجھکو ہما کے

ارے او بانکی ٹوپی والے گبرو
ادھر بھی دیکھتا جا آنکھ اوٹھا کے

دلون پر عرش پر گردون پہ ہین نقش
یہ نقشے ہین تمھارے نقشِ پا کے

اگر یہ جانتے تو دل نہ دیتے ✣ وہ نکلے بے مروت انتہا کے
خرام ناز سے برپا ہے اک حشر نئے انداز ہین تیری ادا کے
جو ہم بے یار روئے مثل شبنم ہنسے سے غنچے چمن مین مسکرا کے
بشر رہتے ہین سرگردان پئے رزق ملے ہین انکو کیا بخت آسیا کے
ہوئے جاتے ہین گل جامے سے باہر کھلے ہین بند شاید اوس قبا کے
کیا زخمون نے میرے پیار کیا کیا گلے سے تیغ قاتل کو لگا کے
تری دزدیدہ نظرین لیگئی ہین ارے سینے سے نقد دل چرا کے
صبا نے کہدیا کیا کان مین کچھ یہ غنچے رہگئے کیون مسکرا کے

بنایا اونکو خود ہین ہمنے وہبی
بہت پچھتائے آئینہ دکھا کے

پہلو مین جو وہ غیرت شمشاد نہین ہے گر باغ ارم بھی ہے تو دل شاد نہین ہے
کس طرح سے صدمے شب فرقت کے اوٹھاؤن دل موم سے بھی نرم ہے فولاد نہین ہے
اے غیرت گلزار ہوا خواہون مین تیرے مجھ سے تو زیادہ کوئی برباد نہین ہے
اس درجہ ہین ہم محو تجسس مین تمھارے رہتے تھے کہان اب ہین کہان یاد نہین ہے

کیون لاش کو ٹھکرا کے نہین چلتا ہے اوسکی
وہبی ترا کیا کشتۂ بیداد نہین ہے

غم فراق کا کھٹکا وصال یار مین ہے خزان کا خوف ہمین موسم بہار مین ہے
نکلکے جسم سے آنکھون مین آکے ٹھہری ہے ہماری روح رواں کسکے انتظار مین ہے
کسیکو نقد شہادت نہ دے سکی اب تک برائے نام یہ کوڑی تری کٹار مین ہے

کدورت اونکو ہے مجھ سے یہ صاف ثابت ہے
جو خط لکھا ہے تو وہ بھی خطِ غبار مین ہے

شب فراق کے صدمے اوٹھاؤنگا کیونکر
سکت ذرا بھی نہین اب تو جانِ زار مین ہے

گناہگار رہون صدقے ہوتی ہے رحمت
وہ دوزخی ہون کہ جنت بھی اختیار مین ہے

نجانیے گا کہ مین دور دور رہتا ہون
تصور آپکا ہر دم مری کنار مین ہے

در آکے آنکھون مین دیکھے تو راہ اونکی مگر
غضب یہ ہے کہ تغافل مزاجِ یار مین ہے

شب فراق کا پوچھو نہ حال مجھ سے وسیمی
زیادہ حشر کے دن سے مرے شمار مین ہے

کبھی نہ ہم کبھی جان دونگا نجاؤ مجھ سے ملال کرکے
ملال کرکے اگر چلے ہو تو جاؤ مجھکو حلال کرکے

ہوئے نہ ہشیار ایکدم بھی عجیب غفلت مین عمر کاٹی
حیات ہے اپنی خواب باطل یہ خوب دیکھا خیال کرکے

دیا جو خط میرا جاکے اونکو قلم کیے ہاتھ نامہ بر کے
گیا کبوتر جو نامہ لیکر تو اوسکو پھینکا حلال کرکے

نہین ہین کسیکے حواس بجا کسیکو غش ہے کوئی ہے سکتے
ہر اک قدم پہ ہزارون ہی دل کہ ادی پامال کرکے

بتاؤ کس سے ہوا ہے وعدہ کہان یہ گذری کی آج کی شب
نجانے دونگا مین غیر کے گھر چلو تو ہو مجھ سے چال کرکے

کسی کے دیکھا ساق دیکھا یا کسی پہ ڈالا بدن کا سایہ
یہ لطف دیکھو چمن سے آئے وہ ہر شجر کو نہال کرکے

لبون کا بوسہ جو اونسے مانگا بلا نہ کچھ بھی جواب وسیمی
کھلا نہ عقدہ دہن کا اونکی خجل ہوا مین سوال کرکے

لکھون جو وصف ابروے خمدارِ یار کے
جوہر دکھاے تیغ زبان ذو الفقار کے

اوصاف جب لکھے دُرِ دندانِ یار کے
حرفون کے نقطے بنگئے دانے انار کے

آتے نہین ہین آپ تو جائیگی میری جان
صدمے سہے گا کون شبِ انتظار کے

ہین لوثِ ظاہری سے بری ساکنِ عدم
جاتی ہے روح جامۂ ہستی اوتار کے

وہ خفتہ بخت ہون کہ شب وصل آئی نیند ۔ ارمان دل مین رہگئے بوس و کنار کے

آتا ہے یاد عاشق بیدل کا شور و شین ۔ سنتا ہے جب وہ گل کبھی نالے ہزار کے

پرسان ہوا نہ کوئی ترے سوگوار کا ۔ آنسو کسی نے پونچھے نہ شمع مزار کے

جانبازیان مری جو اونھین یاد آگئین + روئے بہت وہ قبر مین مجھکو اوتار کے

ہیو جہ مجسے آپنے پھیری نہین ہے آنکھ ۔ بیٹھے ہوئے ہین گردش لیل و نہار کے

ہو روز حشر وعدۂ دیدار ہو وفا + دن گن رہا ہون اسلیے روز شمار کے

وہبی لحد مین بھی نہ ہمین چین آئیگا +
انداز گر یہی ہین دل بیقرار کے

کیون دل سے بیوفا کی جدائی مین روئیے ۔ کھو بیٹھے آپ اسے تو اب آنکھین بھی کھوئیے

کیون جان اکیلے ہجر مین رو رو کے کھوئیے ۔ اورون کو بھی رلائیے اسطرح روئیے

مائل ہوئے ہواوس پہ جو ہے شوخ سفلہ خو ۔ اب آبرو سے حضرت دل ہاتھ دھوئیے

فرماتے ہین لحد مین وہ مجھکو اوتار کر ۔ پھیلاکے پاؤن چین سے اب خوب سوئیے

آیا ہے یہ وہ وقت ہنسی کا تو ذکر کیا ۔ مہلت نہین ہے اتنی کہ جی بھر کے روئیے

خرمن سے میرے برق ہی کو کچھ نہین ہی لاگ ۔ جلجائے خود نصیب سے جو تخم بوئیے

ہین جن سے لطف زیست کا تھا سب وہ مر گئے ۔ کس کس کو یاد کیجیے کس کس کو روئیے

تاثیر خفتہ بختی کی دیکھو شب وصال + کہتے ہین ہنسکے وہ کہ ذرا ہٹ کے سوئیے

آئے زبان تلک نکوئی حرف مدعا ۔ اتنی سی بات کے لیے کیون بات کھوئیے

فرمائش اب یہ شوق خلش کی ہے اسے جنون ۔ ہاتھون سے اپنے پاؤن مین کانٹے چبھوئیے

آئے نہ رحم اوسکو کبھی مثل کوہکن + اے دل اگر پہاڑ کے پتھر بھی ڈھوئیے

اٹھہ اوس پری کے گوہر دندان پہ ڈالیے
سودا نہ مول لیجیے افعیٔ زلف کا
آخر حضور حد بھی ہے کچھہ قتل عام کی
ہر وقت ماتم دل ناشاد کیجیے
گلشن مین چلکے کیجیے نوروز ایکی سال
جو زرِ بتان اوٹھاتے ہین ہم اس لحاظ سے

تا رِ نگاہ شوق مین موتی پرو دیجیے
آپ اپنے حق مین بہر خدا بس نہ بو دیجیے
بس خونِ بیگناہ سے اب ہاتھہ دھوئیے
تا صبح حشر شام سے مُردے کو رو دیجیے
بلبل کو رنگ گل مین سراسر بھگوئیے
کیا نام خاندانِ محبت ڈبو دیجیے

جی چاہتا ہے یاد جب آتی ہے اگلی عیش
وہبی لپٹ لپٹ کے گلے خوب روئیے

اب نہ رغبت ہی رہی اونکو نہ چاہت میری
اونکے دل مین نہ رہی کچھہ بھی محبت میری
جیتے جی آپ نہ آئے تو نہین اسکا گلا
خط مرا آپ رقیبون سے جو پڑھواتے ہین
منہ چھپاونگا مین اب کنج لحد مین جا کر
جب زبان بند ہوئی تو پوچھتے ہو حال مرا
شکر کرتا ہون عنایات کا مین تو لیکن
آپ مختار ہین مردود کرین یا مقبول
منہ چھپاؤ گے اگر مجھہ سے تو نہین دود و روز
آپکا نام ہے دن رات مجھے ورد زبان
خاک ہو جائیگے ابھی گنبد گردون جلکر

مری تقدیر نصیبا مرا قسمت میری
غیر سے ربط بڑھا کم ہوئی صحبت میری
آکے پامال تو کر جائیے تربت میری
ہے یہی آپکی نظرون مین حقیقت میری
دیکھنا ہو جسے وہ دیکھہ لے صورت میری
مرتے دم آپ نے کی خوب عیادت میری
تم کیا کرتے ہو غیرون سے شکایت میری
بندگی کی تو رہیگی یہی عادت میری
چار ہی دن مین نہ پہچانو گے صورت میری
ہے یہی میرا وظیفہ یہی طاعت میری
آہ کہتی ہے اگر دیکھو حرارت میری

تمکو مرنیکا مرے گر نہین آتا ہے یقین ٭
گھر تلک بند کفن دیکھ لو صورت میری

دیکھو تاثیر کہ دل اونکا بھی بھر آتا ہے
دیکھتے ہین جو کبھی بستر پہ رقت میری

غم نہین اب جو عداوت پہ کمر باندھے ہین وہ
آہی جائیگی کبھی دل مین محبت میری

ایکدن سمجھوگے گو آج نہین تمکو ہے قدر
غیر کے پیار سے بہتر ہے عداوت میری

تم چلے گھر تو مری جان بھی ہمراہ چلی
دیکھ لی آپ نے آنکھون سے رفاقت میری

سچ ہی چھپتا نہین بیمار سے بیمار کا حال
آپکی آنکھون سے ظاہر ہے نقاہت میری

غیر سے ہنسکے رلاتے ہو مجھے محفل مین
کسطرح تمکو گوارا ہوئی ذلت میری

آپ جانیکا ابھی نام عبث لیتے ہین
کچھ ٹھہر جاؤ کہ نزدیک ہی رخصت میری

شامیانہ ہے نہ چادر نہ مجاور ہے کوئی
بیکسی آپ بتا دیتی ہے تربت میری

کشتۂ چشم سمجھتے ہین جو مجھکو آہو
اپنی آنکھون سے لگا لیتے ہین تربت میری

کیا کہون عشق نے جو حال کیا ہے میرا
منہ نہ کھلواؤ فقط دیکھ لو صورت میری

مین سمجھتا ہون اسے فیض قلق کا وہبی
کہ ہوئی شہرون مین اسطرح سے شہرت میری

جو ہم متوجہ ہین الفت کے تو کلی ہے جفا تمسے
نہونگے باوفا ہم سے نہونگے بیوفا تم سے

تماشا ہو کہ میرا سا تمھارا حال ہو جائے
منا و منتین کرکے مجھے مین ہون خفا تمسے

ہمارے کعبۂ دل کو کلیسا کردیا تمنے
عوض اسکا ملے تمکو تو سمجھے خدا تمسے

کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے
کرین کیونکر تمنائے حصول مدعا تمسے

زمین و آسمان کا فرق ہے انسان و حیوان مین
چلےگا کب تک بڑھکر کسطرح اے مہ لقا تمسے

خدا نے خلق عالم مین کیا ہے فرد دونون کو
نہ ہم سے باوفا عاشق نہ گلرو بیوفا تمسے

علاجِ دردِ دل موقوف ہے صاحب جمالون پر
نہو گی اس مرض کی حضرتِ عیسیٰ دوا تم سے

کوئی معشوق جو ہو ظلم سے پہلے نہ تھا واقف
ہوئی ہر اس ستم کی اسے پروا ابتدا تم سے

بڑے اونکے جگر ہین جو غمِ فرقت اوٹھاتے ہین
ہماری دم پہ بنجائے جو ہون دم بھر جدا تم سے

گرہ عاشق کے دل کی وصل مین کسطرح کھولو گے
جب اپنے لعل کھل نہین سکتے صنم بندِ قبا تم سے

وہ اکثر ناز سے ارشاد کرتے ہین کہ اے وہبی
رہے ہو فرقت مین جیتے اور کیا ہوگا بھلا تم سے

اندنون گشت مین اوقات بسر ہوتی ہے
رات بھر سیر اب اے رشکِ قمر ہوتی ہے

خط وہ پڑھوا لینگے غیرون سے یہ معلوم نہ تھا
کسکو تقدیر کے لکھے کی خبر ہوتی ہے

عارض و زلف کی لیتا ہون بلائین اب تو
عیش و عشرت مین شب و روز بسر ہوتی ہے

یون کبھی بہرِ عیادت وہ نہین آتے ہین
جان سے جاتا ہے عاشق تو خبر ہوتی ہے

ہے شبِ تار جو مانع مرے گھر آنے کی
چاندنی رات بھی اے رشکِ قمر ہوتی ہے

پیشوائی کے لیے جانِ حزین جاتی ہے
دل کو جب آپکے آنے کی خبر ہوتی ہے

نہ تو بت شاد ہین مجھ سے نہ وہ ناراضی ہے
کیسی غفلت مین مری عمر بسر ہوتی ہے

رنگ کیون چہرے کا کافور ہوا جاتا ہے
کیا شبِ وصل اب اے ماہ سحر ہوتی ہے

موشگافون سے یہ عقدہ نہوا حل اب تک
کس جگہ پر قدِ جانان مین کمر ہوتی ہے

کان ہر وقت لیا کرتے ہین اونکی آہٹ
آنکھ فرقت مین مری جانبِ در ہوتی ہے

تارِ برقی سے زیادہ ہے مری آہِ رسا
اونکی اک دم مین مرے دل کو خبر ہوتی ہے

سانپ چھاتی پہ لٹاتی ہے تری زلف کی یاد
رات بھر میری اذیت مین بسر ہوتی ہے

زلف و عارض کے تصور مین نہین کچھ معلوم
شام ہوتی ہے کدھر صبح کدھر ہوتی ہے

جو کہ عابد ہین اونھین ہوتا ہی طاعت پہ غرور ہم گنہگارون کی رحمت پہ نظر ہوتی ہے

حشر پر وعدۂ دیدار ہوا ہے وہی
دیکھین اوس روز نظر اونکی کدھر ہوتی ہے

تخلیہ مین اوٹھ چلو موقع نہین محفل مین ہے میری دل مین بھی وہی ہی جو تمھاری دل مین ہے

واعظا تیری نصیحت سے نہ باز آؤنگا مین عشق تو روز ازل سے میری آب و گل مین ہے

ہے زمین و آسمان کا فرق کیا تشبیہ دون اونکا چہرہ صاف اور دھبا مہ کامل مین ہے

ایک بوسہ مانگ لیا جسکو اوسے صحت ہوئی خاصیت حب شفا کی کیا تمھاری تل مین ہے

مین یہ حیران ہون کٹیگی کس طرح سے راہ عشق خضر کی حالت دگرگون پہلی ہی منزل مین ہے

قیس جنگل مین نگوڑے کس طرح پھرتا ہے کیون دلمین دیکھا اپنے تو لیلی اسی محمل مین ہے

خود زبان تیغ میرے قتل کی ہوگی گواہ خون کا دھبا نہین گر دامن قاتل مین ہے

اک اشارہ کرتے ہی دل میرا دو ٹکڑے ہوا کاٹ خنجر سے زیادہ ابروے قاتل مین ہے

شام ہی سے پوچھتا ہی منتین کرکے وہ شوخ
سچ بتاؤ آج وہی کیا تمھاری دل مین ہے

سر کے بل جاتا ہون یہ شوق شہادت دل مین ہی قتل مشکل ہو قضا اب قبضۂ قاتل مین ہے

ولولہ گھٹتا نہین بڑھتا ہے ہر دم اشتیاق سچ سے بڑھکر لطف اونکے وعدۂ باطل مین ہے

وصل کی شب آپ پر رو تیرے رعب حسن سے منہ پہ آسکتا نہین جو کچھ ہمارے دل مین ہے

رہی ہم آغوشی کی حسرت اور تقاضا مرگ کا یا الٰہی اب ہماری جان کس مشکل مین ہے

ہو گیا سینے مین خون اسکا بھی شاید دل کے ساتھ آج کچھ انداز بسمل اضطراب دل مین ہے

ہو جہان تک جیتے جی کر لیجیے اونکی تلاش بیٹھنا تو تھک کے آخر گور کی منزل مین ہے

ایکدم وہبی نہین غافل جو اونکی یاد سے
اندنون تخفیف کچھ کچھ اضطراب دل مین ہے

شیشۂ مے کا تصور کب ہمارے دل مین ہے
شمع مینا روشن ای خمار اس محفل مین ہے

قدر کچھ اس فائقے کی اہل دل سے پوچھیے
کس زبان سے ہو بیان لذت جو درد دل مین ہے

گو نہ وہ دن ہین نہ وہ سن ہے مگر کیا کیجیے
عشقبازی کا مزا اب تک ہمارے دل مین ہے

قتل کرنے سے ہمارے سب یہ ثابت ہو گیا
جوہر مردم شناسی خنجر قاتل مین ہے

اوٹھی دشت طلب سے گرد کچھ اللہ رے شوق
قیس کو دھوکا ہوا لیلی اسی محمل مین ہے

دیکھنا قسمت کی گردش شیشۂ ساعت کیطرح
صاف ہین ظاہر مین وہ لیکن کدورت دل مین ہے

شورش آہونکی ہی ہر دم دل ہے کوئے یار مین
راہ مین آواز نالہ ہے جرس منزل مین ہے

پوچھتا ہون مین ہم گریہ یہ اک اک اشک سے
اوس نگہ کا زخم تو اچھی طرح سے دل مین ہے

جستجوئے یار کی عاشق کو کچھ حاجت نہین
دل مین مجنون کے نہین لیلی تو کیا محمل مین ہے

آئینے مین دیکھتا ہون حسن آنکھون کا تری
تل مین تپلی کی جگہ ہے اور تپلی تل مین ہے

اس تڑپ کو اور تشبیہ کس سے دیجیے
طرز بیتابی دل کچھ طائر بسمل مین ہے

قابض ارواح کے بھی کان مین یہ ڈال دو
جان مثل تیغ اپنی قبضۂ قاتل مین ہے

کیون اسیر کہون اوسمین ملک اے زہرہ وش
صورت چاہ ذقن کچھ کچھ چہ بابل مین ہے

ناخن تدبیر سے بھی جسکا کھلنا ہے محال
وہبی یہ کیا کونسا عقدہ مری مشکل مین ہے

گو نہین غافل ہون دم بھر وصل کی تدبیر سے
بس مگر انسان کا چلتا نہین تقدیر سے

عمر بھر زلف مسلسل کا مجھے سودا رہا
پاؤن تک نکلا نہ باہر خانۂ زنجیر سے

جلوہ گر ہے اوس پری کو گیسوی پرخم کے پاس
خال کو تشبیہ دون مین دانۂ زنجیر سے

کونسے حلقہ مین قید اوسکے دل مضطر نہین
کم نہین زلف مسلسل دام ماہیگیر سے

جان دی ہے عشق مژگان مین وصیت ہے یہی
پاٹنا میری لحد کو شاخ چوب تیر سے

میری بیجرمی کا قاتل کو بھی میرے ہے ملال
اشک گر پڑتے ہین چشم جوہر شمشیر سے

یاد مین اوس زلف پرخم کے جو رویا مین کبھی
رہگئے نالے اولجھکر عرش کی زنجیر سے

قد نکالا جسنے پایان اوسکو ملایا خاک مین
نوجوان دیکھے نہین جاتے ہین چرخ پیر سے

حضرت دل جوشش وحشت مین بھی ہین ہوشیار
سلسلہ پیدا کیا ہے زلف کی زنجیر سے

میری آہون سے سدا ہل ہل گئی زنجیر عرش
چونک چونک اوٹھے فرشتے نالۂ شبگیر سے

کچھ نہ پوچھو جان پر پروانے کی گذری جو کچھ
شمع کا جسوقت سر کاٹا گیا گلگیر سے

مجھ پہ چالاکی کا لگایا ہاتھ جب سفاک نے
دھو گیا خط جبین آب دم شمشیر سے

وصل کی شب صبح ہوتے ہی چھری مجھ پہ چلی
نالۂ مرغ سحر بھی کم نہین تکبیر سے

کھینچے مانی بیٹھکر مجھ غمزدہ کی گر شبیہ
خود بخود آنسو روان ہو دیدۂ تصویر سے

باڑھ پر کیا آب تھی قاتل کہ جو ہنگام ذبح
ہو گیا اچھو مجھے آب دم شمشیر سے

سانپ سے کٹواتے ہین میری زبان اس جرم پر
زلف کی تعریف کی اولجھی ہوئی تقریر سے

جان دی ہے وہبی اک ابروے عرق آلودہ پر
غسل میت چاہیے آب دم شمشیر سے

بوسہ لب شیرین کا امداد نہین کرتے
تم وصل مین بھی میرا دل شاد نہین کرتے

پھر فصل بہار آئی پھر زورون پہ سودا ہے
تدبیر مری اتبک فصاد نہین کرتے

صیاد یہ بدخو ہے ڈر ہے نہ چھری پھیرے
ہم کنج قفس مین بھی فریاد نہین کرتے

کیون عاشق بیدل کے آتے ہو نہین دل مین — اوجڑی ہوئی بستی تم آباد نہین کرتے
کیا نشتر مژگان سے لی فصد رگ جان کی — جو کام کیا تمنے فصاد نہین کرتے
آئے ہو تو دکھلاؤ اعجاز مسیحائی — کلمہ کوئی میت پہ ارشاد نہین کرتے
یہ عشق کی کونسل سے قانون ہوا جاری — بت زلف کے قیدی کی میعاد نہین کرتے
کیا حلق پہ عاشق کے رک رک کے چھری پھیری — یہ ظلم تو اے ظالم جلاد نہین کرتے
جب اونسے یہ کہتا ہون آتی ہے مجھے ہچکی — فرماتے ہین تمکو تو ہم یاد نہین کرتے
کیا خوب ہوا باندھی اب فصل بہاری نے — گلشن مین گذر اپنا صیاد نہین کرتے
امید نہین اونسے بس یہ بھی غنیمت ہے — گر شاد نہین کرتے ناشاد نہین کرتے
فرقت کا بیان ہونا اچھا نہین وصلت مین — بھولی ہوئی باتون کو ہم یاد نہین کرتے

وہبی نہ کلام اپنا ٹکسال سے باہر ہو
ہم کوئی نیا مضمون ایجاد نہین کرتے

فقیر خانے مین مانا کہ آ نہین سکتے — تو اپنے پاس بھی ہمکو بلا نہین سکتے
کسی کی یاد مین ایسا ہوا ہون آوارہ — کہ خضر بھی مجھے رستہ بتا نہین سکتے
وہ بدگمان ہین نہ رکھینگے پاؤن بھی ہرگز — اسی نظر سے ہم آنکھین بچھا نہین سکتے
یہی ہے خوف کہین راز عشق فاش نہو — ہم اونکے ہجر مین آنسو بہا نہین سکتے
ہمارے سر پہ بٹھاتے ہین آپ غیرون کو — یہ ناز آپکے بیجا اوٹھا نہین سکتے
خیال ہے کہ نزاکت سے چھل نجائے کہین — وہ لب پہ پان کا لاکھا جما نہین سکتے
وہ ہنسکے کہتے ہین اور آگے تمسے کیا ہوگا — فراق کے تمھی تو صدمے اوٹھا نہین سکتے
تمھاری زلف کے سودے مین یہ ہوئی حالت — کہ نالے ضعف سے لب تک بھی آ نہین سکتے

رقیب محفلِ عالی میں باریاب ہیں اب
حضور ہم درِ دولت پہ آ نہیں سکتے

وہ خوف کھاتے ہیں آزارِ عشق کا سنکر
مسیح بھی مری بالین پہ آ نہیں سکتے

کریں وہ قتل ہمیں جس نے زخم کیے ہیں ہم
گناہگار ہیں گردن بلا نہیں سکتے

بیزار ہوں ملک الموت کا بھی خوف نہیں
وہ ڈھونڈھیں لاکھ مگر مجھکو پا نہیں سکتے

تمھاری تیغ جہازی میں یہ حرارت ہے
کہ زخم بھی مرے پانی چبا نہیں سکتے

ہم اونکے جور و ستم روز سہتے ہیں لیکن
دل اپنا اونکی طرف سے ہٹا نہیں سکتے

وہ شاہِ حسن ہیں کیونکر نہ رعب غالب ہو
ہم اونکو وصل کی شب بھی جگا نہیں سکتے

خدا کے فضل سے انسان وہاں پہونچے ہیں
جہاں ملک کے فرشتے بھی جا نہیں سکتے

کیا جو شکوۂ تقدیر تو بسے ناز سے وہ
لکھے ہوئے کو کسی سے مٹا نہیں سکتے

یہی ہے خوف سرِ دست خون کسیکا نہو
وہ اپنے ہاتھوں میں مہندی لگا نہیں سکتے

وہبی نہیں ہے تدِ نظر قتل عام اسے
ہم اونکی آنکھوں میں سرمہ لگا نہیں سکتے

مرنے پہ بھی ملیگی نہ کوئے بتان سے مجھے
دو گز زمین دیگا نہ یہ آسمان سے مجھے

وصلت کی شب ہے اتو ہم آغوش ہو جیسے
بھاتی نہیں ہے آپکی یہ این و آن سے مجھے

کس منہ سے شکر اونکی عنایت کا ہو ادا
دیتے ہیں اپنے وصل کی اتبو زبان سے مجھے

آغوشِ گل میں ہوں کبھی دوشِ صبا پہ ہوں
نکہت کیطرح کچھ نہیں قیدِ مکان سے مجھے

احباب چل بسے نہ لیا مجھکو اپنے ساتھ
سمجھا سبھوں نے گردِ پسِ کاروان سے مجھے

وہبی بہار میں جو بیابان کا عزم ہو
ہو جائیں موجِ نکہتِ گل بیڑیان سے مجھے

حاصل ہوا تھا اوج یہ پہلے کہان مجھے | اوس مہر نے زمین سے کیا آسمان مجھے
ہستی مین تو ملا نہ کسی جا نشان مجھے | لیجائیگا عدم مین سراغِ دہان مجھے
دشتِ عدم سے کھینچکے لایا یہان مجھے | لیجائیگا یہ جوشِ جنون اب کہان مجھے
فصلِ بہار باغ کا گو رنگ ہے یہی | کرنی پڑیگی بیعتِ پیرِ مغان مجھے
بوسے ہوئے جو خالِ لبِ یار کے نصیب | اہلِ کمان کہنے لگے نکتہ دان مجھے
قیدِ قفس سے اپنی رہائی محال ہے | یکسان ہے اس سبب سے بہار و خزان مجھے
بیجا نہین جو آہِ رسا پہ ہے مجھکو ناز | گویا ہے بامِ عرش کی یہ نردبان مجھے
میرا بھی دل شگفتہ ہو جبتک کھلے ہین پھول | مانع نہ سیرِ باغ سے ہو باغبان مجھے
تیلے کھینچینگے قامتِ موزون کی یاد مین | گوشہ نشین ہی کریگا وہ ابرو کمان مجھے
شکرِ خدا کہ اوس سے یہ پیدا ہوا ہے ربط | اب اپنے جسم کی وہ سمجھتے ہین جان مجھے
فصلِ بہار مین بھی گریبان نہ پھٹ سکا | زورِ جنون نے خوب کیا ناتوان مجھے
چومونگا مین ضرور ترا سنگِ آستان | کھینچے گا دار پر بھی اگر داربان مجھے
کیونکر شنون مین حضرتِ ناصح کی پند کو | اتنی نہین ہے طاقتِ ضبطِ فغان مجھے
اے ضعف دیکھ بھال کے تن کو گھلا ئیو | درکار ہین پئے سگِ یار استخوان مجھے
یان فرطِ ضعف سے نہین اوٹھتے ہین پاؤن تک | صیاد تو پنہاتا ہے کیون بیڑیان مجھے

وہبی غزل کہونگا بدلکر ردیف اور
منظور اپنی طبع کا ہے امتحان مجھے

دیکھا نہ ایک رنگ یہ باغِ جہان کبھی | آئی بہارِ گل کبھی فصلِ خزان کبھی
ابرو دکھائے کبھی نوکِ مژہ کبھی | خنجر لگائے کبھی مجھکو سنان کبھی

۱

اے جان یہ بھی ماتم عاشق کا رسم ہے
تربت پہ بھی نہ آکے ہوئے نوحہ خوان کبھی

تم اپنے گھر چلے ہوئے ہم راہیٔ عدم
دیکھی تھی یون مفارقت جسم و جان کبھی

اس درجہ لٹ گیا ہون تصور مین زلف کے
ڈھونڈھے اگر اجل تو نہ پائے نشان کبھی

جلجائے نان مہر میان تنور چرخ
گر ہو بلند نالۂ آتش فشان کبھی

دکھلائے شوخیان جو مرا توسن جنون
مجنون نہ وحشت عشق مین ہو ہمعنان کبھی

کرتی نہ یاد مصحف رخسار یار اگر +
بلبل نہ بھولتی سبق گلستان کبھی

رخسار یار خط سے رہیگا ہمیشہ صاف
اس شعلہ کا نظر نہین آتا دھوان کبھی

اے دل وصال یار اگر ہے نصیب مین
لپٹینگے اوس سے مثل خط توامان کبھی

وصلت مین بھی نہ غنچۂ خاطر کبھی کھلا
منہ سے نہ منہ ملا نہ زبان سے زبان کبھی

فرہاد کس امید پہ عاشق کو صبر ہو
سنکر سوال وصل کہا تمنے ہان کبھی

ہم کاہشون سے ہجر کے گھٹکر بنے ہلال
لیکن وہ ماہرو نہوا مہربان کبھی

جسنے ہمارا حال سنا ایکبار بھی
فرہاد و قیس کی نہ سنی داستان کبھی

گلچین کے مثل خشک شجر ہاتھ ہون قلم
چھوڑا نہ شاخ گل پہ مرا آشیان کبھی

کرتی حال سوزش پروانہ سب بیان
گویا جو شمع بزم کی ہوتی زبان کبھی

پہونچے سفینۂ عمر کا بھی قضا کے گھاٹ
دو ہاتھ آب تیغ اگر ہو روان کبھی

بہر نثار لائے زر گل ہزار بار
بلبل سنے جو یار کا رنگین بیان کبھی

وہبی مزار مین بھی نہ بھولی بتون کی یاد
سینے سے ہٹ سکا نہ یہ سنگ گران کبھی

بنی بتخانہ مین اوس بت کی جب تصویر تیجہ کی
ہر اک کہنے لگا کیا جاگ اوٹھی تقدیر تیجہ کی

حرم میں سنگ اسود دیر میں بت دونوں پتھر ہیں — جہاں دیکھا نظر آئی ہمیں توقیر پتھر کی

کبھی عاشق کی حالت پر نہ پگھلا موم کی صورت — تمھارے دل میں شاید آگئی تاثیر پتھر کی

سنا گر وصل کا پیغام تو بت بن گئے فوراً — وہ چپ بیٹھے ہیں جیسے ہو کوئی تصویر پتھر کی

ہوا بعد فنا گر سنگ تربت تو غنیمت ہے — نہ کوئی ساتھ اپنے لے گیا تعمیر پتھر کی

اگر باتیں نہیں کرتا وہ بت تو اسکا کیا شکوہ — سوا اعجاز کے کسنے سنی تقریر پتھر کی

اگر وہ طفل وحشی دے اجازت سنگساری کی
ابھی بوچھار کر دوں سر پہ چرخ پیر پتھر کی

الفت آفت ہوئی ہے جی کی — صورت نہیں بھولتی کسی کی

میں کیا ہوں جو تم سے دل لگاتا — اک بات تھی یہ بھی دلگی کی

گریاں ہیں محب تمھارے ہر دم — عادت ہی نہیں انھیں ہنسی کی

زلف شکیں میں دل جو پھنسا — کیا اسمیں خطا ہے آدمی کی

بیمار کی تیرے او مسیحا — صورت نہیں کوئی بہتری کی

کس مرتبہ اوسکو ضد ہے مجھ سے — جو بات کہ منع کی وہی کی

پھر آتا ہے مانگے گور پر کون — ہے رسم یہ ساری جیتے جی کی

کچھ نزع میں کہہ سکے نہ اوس سے — جی میں ہی رہی ہمارے جی کی

سودائی نہیں ہوئے ہیں بے وجہ — ہے دھیان میں زلف اک پری کی

تو بس کر خدارا چھیڑ نا ناصح — الفت اوس بت سے تمنے کی کی

پھر دیکھ لیں اوس صنم کی صورت — دے مہلت اجل جو اک گھڑی کی

تم ہمسے جو بولتے نہیں ہو — عادت ہے ہمیں بھی خامشی کی

آیا نہ وہ شوخ راستی پر ہا
دندانی زلف پہ تھا رسے

مجبور ہون محبت سے نہ کجی کی
کیا کیا زنجیر نے کڑی کی

زاہد سبھی سن کے پند واعظ
وہبی حرکت محبت بڑی کی

شب فراق مین رویا کیا سحر کے لیے
الٰہی خیر سے اوسکی خبر سے لئے مجھکو
بجا ہی بوسے کا گر نیں نگیا رخ پر
مرین ہجر دو جی جان تیری غفلت سے
زیادہ فرط نزاکت سے سرگران وہ ہوئے
پیام اوس نے تہ شیرین ادا کا جب لا یا
جو مہر حشر مرے داغ دل کا چھپا ہا ہو
خیال زلف مین ورزات ہم ہین سرگردان

ترس ترس گئین آہین مری اثر کے لیے
چھری ہی تیز وہان مرغ نامہ بر کے لیے
یہی تو داغ مناسب تھا اس قمر کے لیے
نہ آیا ایکدن اوبے خبر خبر کے لیے
لگا لیا کبھی صندل جو درد سر کے لیے
بڑھا کے ہاتھ قدم ہمنے نامہ بر کے لیے
روا ہو ابر کا روہاں چشم تر کے لیے
ازل سے تھا یہی سودا ہمارے سر کے لیے

دعائین مانگتا ہون جتنی مانگ لے وہبی
کھلا ہے باب اجابت ابھی اثر کے لیے

اے پریرو جو ترے در کا گدا ہوتا ہے
پھنسکے دل کب کسی عاشق کا رہا ہوتا ہے
یہ ہمین تھی کہ ہوئے قتل ترے ہاتھون سے
حالت نزع مری دیکھ کے فرماتے ہین
بادشاہ آنکو سمجھے ہین ترے حلقہ بگوش

مرتبہ اوسکا سلیمان سے سوا ہوتا ہے
پیچ گیسوئے مسلسل کا بلا ہوتا ہے
کون اب کشتۂ شمشیر ادا ہوتا ہے
آج لو خاتمہ مہر و وفا ہوتا ہے
سایۂ زلف اونھین بال ہما ہوتا ہے

دمبدم کاٹنے عشاق گلا رستے ہین
خونِ ناحق تری پاتھون سے خفا ہوتا ہے

پرتوِ ناخنِ پا بنتا ہے گردون پہ ہلال
مہرِ منیر مین عکسِ کفِ پا ہوتا ہے

جان نکلیگی نہ حسرت مین ہم آغوشی کے
ملک الموت اگر آئین تو کیا ہوتا ہے

کیون خفا ہو جو کیا شکوۂ فرقت مین نے
کہ محبت ہی مین ایجانِ گلا ہوتا ہے

بوی گل کو بھی ترستے ہین اسیرانِ قفس
اِسطرف کب گذرِ بادِ صبا ہوتا ہے

آئنہ آج مقابل ہے خدا خیر کرے
مین یہ حیران ہون کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہے

تیری مستانہ روش کی جو صفت لکھتا ہون
ہاتھ مین بھی اثرِ لغزشِ پا ہوتا ہے

آئی بھی سامنے تو ڈالی ہوی منہ پہ نقاب
کیا یہی ہین وعدۂ دیدار وفا ہوتا ہے

چشمِ میگون تری پھر جاتی ہے آنکھون کے تلے
جامِ جب ہم گی گلگون سے بھرا ہوتا ہے

واقعی آنکھو جا ہا تو بڑا جرم کیا
ظلم جو ہوتا ہے مجھپر وہ بجا ہوتا ہے

جیتے جی لی نہ خبر عاشقِ مضطر کی کبھی
اب جو آئے ہو عیادت کو تو کیا ہوتا ہے

گھٹ کے بنتا ہے ترے ناخنِ پا کی صورت
ماہِ نو اسلیے انگشت نما ہوتا ہے

لب پہ ہر وقت رہا کرتی ہے جانِ شیرین
دل کے لگی جانے مین وہبی یہ مزا ہوتا ہے

مرے ارمان نکلنے کی بھلا اب کون صورت ہے
مجھے شوقِ ہم آغوشی ہے اونکو اس سے نفرت ہے

شبِ وصلت مین بھی اونکو ہم آغوشی سے نفرت ہے
کہا گر کچھ تو بولے بے مزہ میری طبیعت ہے

تری عاشق کی جو بجا ای ستم ایجاد تربت ہے
مجاورِ حورِ جنت شامیانہ ابرِ رحمت ہے

بنی تھا رشعاعی آج ہر پسلی جو چلمن کی
مقرر جھانکتا کھڑکی سے کوئی مہر طلعت ہے

چلے جب بقدم وہ غل ہوا شہر خموشان مین
قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے قیامت ہے

نہ دم بھر قبر مین بھی چین پاؤنگا بس مُردن
نہ رونین وہ مری غم مین یہی میری وصیت ہے

تمہارا کچھ نہ جائیگا تمہارا کچھ نہ جائیگا
ہماری جان جائیگی یہی گر درد فرقت ہے

نہ جائے تمنا آخری دیدار کی دل مین
ابھی رخصت نہو صاحب کہ اپنا وقت رخصت ہے

نہ کیونکر چونک اوٹھے گھبرا کے خواب مرگ سے مجنون
مری زنجیر کی غل سے بپا شور قیامت ہے

وبال اونکو نہو کسطرح ہر اک بال چوٹی کا
کمر دوہری ہوئی جاتی ہے کیا فرط نزاکت ہے

اگر کہتا ہون شکوہ گر مجھ سی رقیبان کا
تو فرماتے ہین وہ ہنسکر کہ اپنی اپنی قسمت ہے

غرور حسن سی کیون جا بر آنکھین تم نہین کرتے
ادھر دیکھو کبھی کی ہمسے بھی صاحب سلامت ہے

عجب کیا گر ہماری خاک ہو پہنچے چرخ چارم تک
نہین ذرہ صفت وہبی تلاش مہر طلعت ہے

اسطرح کے جینے سے حیا بھی نہین آتی
وہ جاتے ہین اور ہمکو قضا بھی نہین آتی

احباب تو سب بڑھ گئے ہم رہ گئے پیچھے
افسوس کہ اب بانگ درا بھی نہین آتی

عشاق کا خون جان کے وہ کرتے ہین پرہیز
اب ہاتھون مین ملنے کو حنا بھی نہین آتی

عاشق کی اسیری اوسے منظور نہین ہے
اب پاؤن تلک زلف رسا بھی نہین آتی

ہو جاوے وہی اپنی شفاعت کا وسیلہ
ہمکو تو کوئی ایسی خطا بھی نہین آتی

کسطرح اسیری مین کھلے غنچۂ خاطر
اوس گل کی گلی سے تو صبا بھی نہین آتی

ٹھکراکے نہین چلتے ہین وہ میت عاشق
کیا کہیے اونھین طرز جفا بھی نہین آتی

کسطرح کوئی عشق مین جان اپنی گنوا دے
مرتے ہین حسینون پہ قضا بھی نہین آتی

تاثیر کرے اپنی جو اوس شوخ کے دل پر
ایسی تو کوئی ہمکو دعا بھی نہین آتی

اوس شوخ کے آنے کی اب امید ہو کیونکر
فرقت مین مرے پاس قضا بھی نہین آتی

محفل میں ہمیں روتے ہوئے آتی ہے غیرت
تم ہنستے ہو غیروں سے حیا بھی نہیں آتی

جب کہتا ہوں اک روز حضور آئیں مرے گھر
فرماتے ہیں وہ میری بلا بھی نہیں آتی

صحت ابھی ہو جائے جو دیں خال کا بوسہ
عیسی کو مرے میری دوا بھی نہیں آتی

کسطرح اوتاروگے مرے تن سے مرا سر
تیوری تمھیں اے جان چڑھا بھی نہیں آتی

کسطرح کریں ہم کسی گلرو سے محبت
ان پھولوں سے اب بوے وفا بھی نہیں آتی

تو آج تلک ہجر میں زندہ رہا **وہبی**
بے شرم تجھے شرم ذرا بھی نہیں آتی

خیال اسکا بھی دل میں ذرا جناب رہے
گناہ غیر پہ ہم مورد عتاب رہے

تمھارے مصحف عارض سے کچھ بھی مس ہو اگر
تو زاہدوں کی بغل میں نہ پھر کتاب رہے

نصیب ہو نہ کبھی چاند کی طرح گھٹ بڑھ
ہمیشہ آپکا جوبن ہی پر شباب رہے

نظر لگے نہ کہیں مہر و ماہ کی اونکو
بجا ہے گر رخ پر نور پر نقاب رہے

شراب وصل سے اکدن تو کیجیے مسرور
کہانتک آتش فرقت سے دل کباب رہے

بنائیں آپ نے جس روز شام کو زلفیں
تمام رات مرے دل کو پیچ و تاب رہے

غم فراق سے جینا نہ پائیگا مجھے +
جو آپ اور یونہیں برسر عتاب رہے

شب وصال کا اوسوقت لطف حاصل ہو
نہ مجھکو شرم نہ کچھ آپکو حجاب رہے

ہمارے گھر کبھی بھولے سے بھی نہ آئے تم
تمھارے واسطے ہم دربدر خراب رہے

مقابلہ نہوا ابر سے تو کھلجاتا +
ہمیشہ جوش پہ یہ دیدۂ پر آب رہے

ہٹا جو ابر تو رندوں نے یہ دعا مانگی
ہمارے سر پہ سدا دامن سحاب رہے

نکل ہی آئے مرے سینے سے در مضمون
صدف میں چھپکے نہ یہ گوہر خوش آب رہے

اب وسنے اسلیئے ہاتھ تم مین سر کے کھوے ہین بال
کہ نہ ہین کبھی مرے دل کو پیچ و تاب رہے

گلو سے خشک رگڑتے ہین آج ہم **وہبی**
یقین ہے خنجر سفاک مین نہ آب رہے

۴۵

کسیطرح سے ہوا اونکو مرا خیال تو ہے
بلا سے میل نہین ہے مجھو ملال تو ہے

ہم اپنی جان پہ کھیلے ہین خوف کیا اسکا
اگر نہ وصل میسر ہوا وصال تو ہے

ہمارے واسطے اتنا ہی خونبہا ہے بہت
جو قتل ہمکو کیا اونکو انفعال تو ہے

مین اپنی جان سے کسطرح ہاتھ دھو بیٹھون
وہ آئین یا کہ نہ آئین پہ احتمال تو ہے

جب اوسنے کہتا ہون فرقت مین چھٹ گئی ہی غذا
وہ ہنسکے کہتے ہین چہرہ ترا بحال تو ہے

مین جان دے کے لیا چاہتا ہون بوسۂ لب
وہ دین نہ دین مگر اوسنے مرا سوال تو ہے

رقیب نے تو یہ چاہا تھا دشمنی ہو جاے
ہزار شکر مرے اونکے بول چال تو ہے

اسی سے رکھتا ہون مین جان سے زیادہ عزیز
تمھارا غم مرا ہردم شریک حال تو ہے

نہ دونگا چاند کو اوس رخ سے مین کبھی تشبیہ
اسے زوال اوسے حسن مین کمال تو ہے

لڑا کرین وہ رقیبون سے چھیٹے دریا مین
ہمارے ڈوبنے کو آب انفعال تو ہے

غریب جان کے دیتے ہین مجھکو بوسہ خال
جو روز کا نہین معمول خال خال تو ہے

بھلاے رہتا ہون دل سی اگرچہ اے **وہبی**
خیال زلف مری جان کا وبال تو ہے

وحشت نے اپنے پاؤن جو زندان مین رکھ لیے
دل قیس و کوہکن کے بیابان مین رکھ لیے

اونکو ہمارے داغون کی اوس وقت آئی یاد
جب پھول توڑ توڑ کے دامان مین رکھ لیے

ایذا دہی کو اوسنے مرے چند استخوان
قط گیر کی جگہ پہ قلمدان مین رکھ لیے

گل ہوگئی خزان تو وہین بہر یادگار
کچھ کانٹے توڑ توڑ کے دامان مین رکھ لیے

میعاد جب نہ کی تو اسیران زلف نے
اپنے کفن بھی ساتھ ہی زندان مین رکھ لیے

اتنا اثر تو اونپہ کیا شورِ عشق نے
لخت جگر ہمارے نمکدان مین رکھ لیے

قاتل نے سر فروشون کا جب امتحان کیا
جانباز ہمسے چھانٹ کے میدان مین رکھ لیے

جوشِ جنون کو ہے مرے سینے سے کیا خلش
لخت جگر جو نیزۂ مژگان مین رکھ لیے

مایوس اونکے وصل سے جسوقت ہم ہوئے
سینے پہ ہاتھ ہی شب ہجران مین رکھ لیے

آوارہ ہون نکلکے نہ یہ طفل اسلیے
ٹپکے جو اشک گوشۂ دامان مین رکھ لیے

جن جن کا بیگناہ کیا خون اونکے نام
سُرخی سے لکھ کے اوسنے قلمدان مین رکھ لیے

افشاے رازِ عشق کا تھا جنسے ہمکو خوف
مضمون وہ اپنی طبع سخندان مین رکھ لیے

صیاد پھیرنے لگا بلبل پہ جب چھری
آنکھون پہ ہاتھ ہمنے گلستان مین رکھ لیے

وہبی کلام یون تو ہے نازک بہت مگر
جو شعر صاف صاف تھے دیوان مین رکھ لیے

دیوان تمام شد

مخمس غزل حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی
سلطان عالم و عالمیان واجد علیشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

پائنچے ناز سے یون جان اوٹھاتے نکلو — پنڈلیان نور کی اسطرح دکھاتے نکلو
جان پروانہ پہ بجلی تو گراتے نکلو — جگر عاشق دلسوز جلاتے نکلو
شمع کو محفل عشرت مین رلاتے نکلو

رنگ گلزار دم سیر مٹاتے نکلو — شوخی چشم سے نرگس کو چھپاتے نکلو
مسکراتے ہوئے یون ہونٹھ چباتے نکلو — در دندان سے تو شبنم کو رلاتے نکلو
غنچہ بند کو گلشن مین ہنساتے نکلو

دم مہمیز قیامت اجی ڈھاتے نکلو — بیٹھکر گھوڑے پہ یون باگ اوٹھاتے نکلو
شہسواری مین تو اعجاز دکھاتے نکلو — سم رہوار سے مردون کو جلاتے نکلو
سوتے فتنے کو تم اے یار جگاتے نکلو

زلف اگر چہرے پہ آجاتی ہے تو آنے دو — صورت شانہ تم اے جان نہ اتنا اولجھو
سر مو پیچ نہین اسمین ذرا سمجھو تو — تیرہ بختون کا دل چاک عبث کرتے ہو
بار گیسو رخ نازک پہ اوٹھاتے نکلو

سنگدل صورت شیرین تو نہ تم بنجاؤ — مین تو پرویز نہین ہون کہ جو دل ترساؤ

بیٹھی باتون سے نہ عشاق کا دل للچاؤ | مثلِ فرہاد نہ تم کوہ کنی کرواؤ

جوے الفت لبِ شیرین سے بہاتے نکلو

باغ مین ساتھ مجھے لاکے تم اے ماہ لقا | شوخیان کرتے ہو پر مجھکو ہے کھٹکا اتنا
نو اسیری ہے ابھی خوب نہین رام ہوا | قفسِ تن مین مرا طائرِ دل پھڑکے گا

چٹکیون مین گل و بلبل کو اُڑاتے نکلو

سیکھے سکھلائے ہو سکھلائیے کیا سودا ہے | ساری دنیا کا چلن آپکے زیرِ پا ہے
کج خرامی سے کمر لچکے نہ ڈر اتنا ہے | سیدھی رفتار سے بس لغزش مین بل پڑتا ہے

باغ مین سروِ روان خاک اوڑاتے نکلو

خفتہ بختون کو یونہین رہنی دو تم گور قریب | نہ مسہری ہے میسر نہ پلنگ انکو نصیب
مثلِ رہباوہ کے مکار ہین یہ گرگ عجیب | خواب خرگوش ہی غفلت مین پڑے ہین یہ رقیب

آہوے چشم سے مُردون کو جلاتے نکلو

دیکھکر قامت و رفتار کی یہ جلوہ گری | سرِ خجلت سے گڑے جاتے ہین اے رشکِ پری
مست طاؤس ہین بیہوش ہین سب کبک دری | موج گل سے تہ و بالا ہے نسیم سحری

قد و بالا سے تو یون خاک اوڑاتے نکلو

خوب صیادی پہ ہے چشمِ فسونگر مائل + | تیر اس غمزہ و انداز سے ڈالے قاتل
ہدفِ تیرِ نگہ ہو گئی جانِ بسمل | خلشِ ناوکِ مژگان سے پھنسا طائرِ دل

بیزبان کو قفسِ تن مین ستاتے نکلو

چشمِ بد دور بلا زا ہے یہ انداز یہ آن + | صدقے اس نازکے اس شرم و حیا کے قربان
محو دیدار ہوے جاتے ہین ہر دم ہر آن | سرگی چشم نہ زلفون مین چھپاؤ اے جان

نخیر ہمسے او تو ہین بات بناتے نکلو

خوش خرامی کرو آئے ہو جو فرحت کی جگہہ — چال دکھلاؤ یہ ہے جلوہ قامت کی جگہہ
جمع ضدین کا ہونا ہے قیامت کی جگہہ — مار گیسو سے ہوا عشق خصومت کی جگہہ
رہروی مور کو گلشن مین سکھاتے نکلو

کشور دل مین رواج انکا تھا کثرت سے صنم — پر گھے جاتے تھے یہ حرف محبت سے صنم
بٹہ لگنے لگا اب انمین بھی مدت سے صنم — سکہ داغ کھرے تھے تری طینت سے صنم
یہ چلین کھوٹا ہے بد ذاتی یہ آتے نکلو

بانکا انداز ستم ڈھاتا ہے اے رشک قمر — چلبلے بچون کے بھل اتنا نہ بنو تم خود سر
تیغ رفتار سے کیا ٹکڑے اوڑاؤ گے جگر — ٹھوکرون سے ہمین پامال کروگے تنکر
ہاتھہ ملواؤ گے سینے کو اوٹھاتے نکلو

نغمہ پیرائی کا دعوی تھا بڑا بلبل کو — پر یہ انداز سخن آئیگا کیا بلبل کو
کہہ یہ وحی کہ سنایون تو سدا بلبل کو — باغ مین آئے ہو گلرو تو ندا بلبل کو
غزل اختر خوش لہجہ سناتے نکلو

ایضاً

برنگ روح قیام دل و جگر کیجے — خیال بنکے کبھی آنکھون مین بسر کیجے
فدا ہماری طرف سے اونھین خبر کیجے — ادب سے محفل عشاق مین گذر کیجے
مثال مردمک چشم دل مین گھر کیجے

ریاض حسن ہے اے گل ترا رخ نیکو — دہن کو غنچے سے تشبیہ دون تو زیبا ہو

نسیمِ گل کہون باتون کو تیری اے خوشخو — بناؤن موتیا کا پھول تیرے دانتون کو
یہ جی مین ہے تری مسواک نیشکر کیجے

زوالِ حسن سے شرمندہ ہے وہ حور جمال — شروعِ حسن ہے ایسا بڑھا ہے اوسکا کمال
وہ لاکھ مغرور ہین پر رحم چاہیے ہر حال — ہمارے آنے کا لازم ہے اونکو استقبال
کہسکتے قاصدِ خوشخو ذرا خبر کیجے

ہمارے عشق کو سنتے ہے وہ لوٹے لیتے ہین — شبابِ رشک دہ سے وہ لوٹے لیتے ہین
ہر ایک چیز ہر اک شئے وہ لوٹے لیتے ہین — متاعِ وصل جو کچھ ہے وہ لوٹے لیتے ہین
یہ ڈاکہ زن بھی ہین کتوال کو خبر کیجے

کہسکتے ہیں وہ حسن نہین شاہِ حسن سے غیرو — مقابلہ ہے کہین شاہِ حسن سے غیرو
ہنوز ملول و خفا ہین شاہِ حسن سے غیرو — مقامِ شکوہ نہین شاہِ حسن سے غیرو
یہ دستخط ہوئے اب اونکا رفع شر کیجے

یکہ نہین دوسرے سے شورہ نہین درکار — صلاحِ وقت مناسب جو ہو وہ کیجیے کار
فداسکے نقش صاحب ہین خود طبیعت دار — اطاعت آپ ہین کرنے نکرنے کے مختار
جہان مین دھوم ہی مچوائیے اگر کیجے

رقیب سحر بیانی پہ اپنے ہین مغرور — نظر کرین نہ سخن سازیون پہ اونکے حضور
جتائے دیتے ہین بندہ نواز تا مقدور — اب اونسے صلح نہ کیجے جو جنگ ہے منظور
صلاح ہمتو یہ دیتے کبھی مگر کیجے

یہ بیحیائی تمھین جو زبان سکھاتی ہے — خفیف ہوتے ہو آواز تھرتھراتی ہے
کہو تو آج کہان سے سواری آتی ہے — کسی مہینے کی نوچندی خالی جاتی ہے

کدھر نیاز چڑھائی ادھر نظر کیجے

تمھاری آتش فرقت مجھے جلاتی ہے
زیارت آپکی کسکو میسر آتی ہے
دل و جگر کے ہمارے دھوئین اوڑاتی ہے
کسی مہینے کی نوچندی خالی جاتی ہے
کدھر نیاز چڑھائی ادھر نظر کیجے

سفر کیا ہے تو سامان ہمین کیا صاحب
یہ تمنے مصرعِ موزون بنا کہا صاحب
رفیق درد و الم غم ہے آشنا صاحب
نقارہ کوچ کا چھالا ہے پاؤن کا صاحب
مقامِ منزلِ عشاق سے سفر کیجے

حصولِ دین بھی کرو فعل بد سے ہو تائب
خدا کی یاد کرو یا بتون سے ہو طالب
مقیم کعبہ ہو یا سیرِ دیر پر راغب
دورنگی خوب نہین ایکسو رہین صاحب
اِدھر لگائیے اس دلکو یا اودھر کیجے

تمھاری یاد سے بھر بھر گئی ہر اک رگ و پے
بتو خدا سے ڈرو ظلم و جور یہ تا کے
تمھین مدام ہے غیرون کے ساتھ صحبتِ مے
جفائین آج ہین اک روز باز پرس بھی ہے
وہ دن ہے یاد قیامت کا الحذر کیجے

بتاؤن فکرِ علاج اپنی مین نے جو کی ہے
کسے دماغ ہے طاقت کہان یہ باقی ہے
درِ صنم پہ گھسون چلکے سر یہ سوجھی ہے
بسے گا مجھ سے نہ صندل وہ خاک کافی ہے
مجھے یہ تاب کہان اتنا دردِ سر کیجے

غضب ہے باڑھ پہ امروز اونکی تیغِ شباب
کمانِ ابروے پر خم کا لطف دیکھین جناب
یہ مرغ صدرہ سے کرتا ہے وہ نگار خطاب
ہماری پلکون سے چھوٹے اگرچہ تیرِ شہاب
تو آپ دورۂ مہتاب کو سپر کیجے

اگرچہ حلقۂ گیسو ترا ہے حلقۂ دام — پر آشیانے سے مجھکو سوا بلا آرام
یہی ہے آرزو طائر دل ناکام — بسیرا آج یہین کیجیے ہوئی ہے شام
مثال جغت ہما نام نے یہین بسر کیجے

ہزار شکر خدا نے یہ دن دکھایا ہے — ابھی یہ وصل کا مژدہ مجھے سنایا ہے
جواب خط کا نہین جان تازہ لایا ہے — مسیح بنگیا قاصد مجھے جلایا ہے
مزہ وہ پایا ہے احسان عمر بھر کیجے

زبسکہ شیفتۂ زلف و روے جانان ہون — مثال آئینہ حیران ہون گہ پریشان ہون
پھر آگے کیا کرون مین مبتلاے ہجران ہون — یہ جی مین آتا ہے ہر صبح و شام گریان ہون
جو شب سے بیٹھیے رونے کو تو سحر کیجے

سرشک یاس سے وہبی منہ اپنا دھوتے ہین — برنگ زخم تن آنکھون سے خون روتے ہین
وہ جونک جاتے ہین سب اپنی جان کھوتے ہین — ہزار اختر مہرو فشانہ ہوتے ہین
خدا کے واسطے اب آہ بے اثر کیجے

مخمس غزل جناب دلیر الدولہ بہادر عرف مرزا حیدر صاحب

رنگ لاتی ہے زمانے کی ہوا ایک نہ ایک — سر پہ دیوانون کے رہتی ہے بلا ایک نہ ایک
جب سے نو عاشقون پر پیچ پڑا ایک نہ ایک — ہے سدا شیفتۂ زلف دوتا ایک نہ ایک
عشق کے دام مین رہتا ہی پھنسا ایک نہ ایک

سلسلہ جوشش جنون کا ہے ابھی تک برپا — دم سے دیوانون کے آباد ہے ہر اک صحرا
تشنہ لب ہنے نہین پاتا ہے کوئی کانٹا — دشت پر خار محبت مین فقط قیس پہ کیا

جا نکلتا ہے نیا آبلہ پا ایک نہ ایک

کیا کہوں کوچۂ گیسو کی جو پُر پیچ ہے راہ — فائدہ طولِ بیان سے مجھے قصّہ کوتاہ
میں تو اس فکر میں رہتا ہوں پریشاں واللہ — گو کہ سب جانتے ہیں گیسوؤں کو دامِ سیاہ
اسمیں ہوتا ہے گرفتارِ بلا ایک نہ ایک

عاشقوں کی ہو دعا عشق ہوا اور دُنیا ہو — زندگی کا ہے مزا عشق ہوا اور دُنیا ہو
یہ سچ تو یوں ہے بجا عشق ہوا اور دُنیا ہو — قیس و فرہاد یہ کیا عشق ہوا اور دُنیا ہو
اب بھی کہہ جاتا ہے یہاں نامِ وفا ایک نہ ایک

جستجو کر کے نکالی تو ہیں ہمنے راہیں — اس دورا ہے میں بشرطیکہ نہ رستا بھولیں
دیکھیے منزلِ مقصود کو کب تک پہونچیں — کبھی بتخانے میں جاتے ہیں کبھی کعبے میں
مل ہی جائیگا ترے گھر کا پتا ایک نہ ایک

حال ہر دم تری بیماری کا ہے نوعِ دگر — قطع امید ہوئی اب کہ نہو گا جانبر
سال و ماہ و سحر و شام تو کیا آٹھ پہر — دردِ سر دردِ دل اور دردِ جگر دردِ کمر
مرضِ عشق میں ہر دم ہے سوا ایک نہ ایک

سرفروشوں کی رسد جاری ہے اب تو دن بھر — رکھے دیتے ہیں گلے آپ سے زیرِ خنجر
ایسا مرتے ہوئے دیکھا نہیں جانبازی پہ — لاکھوں بسمل ترے کوچے میں تڑپتے ہیں مگر
سر کٹا اسمیں بھی آتا ہے نیا ایک نہ ایک

قتل عالم کو کیا کرتے تھے وہ گھر ہی میں — کربلا کی کبھی لہر آگئی جو کچھ جی میں
بولے سب دیکھ کے وہ چاند سا منہ ڈولی میں — لکھنؤ بھی ہے عجب شہر کہ نوچندی میں
نظر آتا ہے نیا ماہ لقا ایک نہ ایک

خوبی بخت ہے اسمین نہین تیرے شکوے	ایک دم بھی تجھے فرصت نہوئی غیرون سے
اپنے نزدیک ملاقات کے شائق ہوکے	ڈھونڈھکر تخلیہ کا وقت ترے در پہ گئے
اسپہ بھی عاشق سرشار ملا ایک نہ ایک	
ہاتف فضل وکرم اوسکا یہ دیتا ہے نوید	وہ کرے مہر تو ذرّے کو بنا دے خورشید
لاکھی بندے ہین یہ کہتے ہین ہم بھی جاوید	گو گنہگار ہین اللہ سے پر ہے امید
ہووے مقبول ہماری بھی دعا ایک نہ ایک	
کاوشین روز کیا کرتا ہے عشق مژگان	سینے مین صورت ناسور ہین زخم پنہان
کیا بیان حال جگر کیجیے او آفت جان	دلمین لاکھون ہی لگے تیر نگہ کے پیکان
اب بھی ہر وقت کھٹکتا ہے سنا ایک نہ ایک	
فرقت ساقی بے مہر مین جو غم کھائے	کسی دشمن کو یہ صدمے نہ خدا دکھلائے
شغل گریہ سے کبھی خالی نہ رہنے پائے	ایک سے اشک گرے دوسرے مین بھر آئے
چشم کا جام رہا اپنے بھرا ایک نہ ایک	
چھیڑ سنگے کرتے ہین سدا یون تو زمانے کے حسین	خود غرض کتنا ہے واللہ مگر وہ خودبین
مین طلب کرتا ہون جب بوسۂ روئے نمکین	وہ یہ کہتا ہے کہ ہے پاس تمھارے دل ودین
دو تم ان دو مین سے ہمکو بھی بھلا ایک نہ ایک	
ظلم اوٹھینگے کسی سے ترے پیارے ہرگز	یہ ہمین ہین کہ جو ہمت کو نہ ہارے ہرگز
اُف تلک منہ سے نکلی خوف کے مارے ہرگز	لب پہ شکوہ نہ کبھی آیا ہمارے ہرگز
اور ستم کرتے رہے تازہ جفا ایک نہ ایک	
یہان نہین سیر سے باغ ارم سے بے معشوق	تقویت ہو نہ سینگے کوئی دم بے معشوق

دیدۂ نمین

وہ نہین رکھنے کا از راہ کرم بے معشوق ۔۔۔ رہیے دنیا مین تو اک روز نہ ہم بے معشوق
حور جنت مین بھی دیوے گا خدا ایک نہ ایک

مفت برباد ہوئے تیری بدولت اے ماہ ۔۔۔ رفتہ رفتہ رفقا سارے جدا ہوتے ہین آہ
خرد و ہوش تو ناہی ہوئے کب کے واللہ ۔۔۔ زور روز صبر و تحمل جو سدا تھے ہمراہ
روز اب پاس سے جاتا ہی چلا ایک نہ ایک

روز و شب حسن کا بازار تو نہین گرم رہا ۔۔۔ مہر پوشیدہ ہوا ماہ فلک پر نکلا
چمن دہر سے شمشاد گیا سرو آیا ۔۔۔ ان حسینون سے زمانہ نہین خالی رہتا
گو کہ یوسف نہ رہا اور ہوا ایک نہ ایک

دو قدم چلنا کیا کرتا تھا عالم کو حلال ۔۔۔ سیکھ لی ہی تری رفتار نے کیا تیغ کی چال
خون عاشق سے جدھر دیکھو گلی کوچہ ہے لال ۔۔۔ کوئی مرتا ہے سسکتا ہی کوئی ہے پامال
چال پر تیری ہوا فتنہ بپا ایک نہ ایک

اسقدر آپ سے گستاخ کبھی آ ور نہ تھے ۔۔۔ تیز دستی نکیا کرتے تھے ایسی آگے
منہ لگانے ہی سے ہم آپکے یہ چل نکلے ۔۔۔ گہ طلب بوسہ کیا گاہ گلے سے لپٹے
سچ کہین ہمسے بھی ہوتی ہی خطا ایک نہ ایک

بزم عشرت مین بھی اپنا نہ کبھی بہلا جی ۔۔۔ ہم یہ سمجھے جو کسی گل نے ستاری چھیڑی
گنگنائی کوئی اوس زہرہ منش نے ٹھمری ۔۔۔ باغ مین زمزمے بلبل کے جو سنتے ہین کبھی
تیر سی لگتی ہی کانون کو صدا ایک نہ ایک

قہر ہی پست جو ہمت کو بڑا کر دے خوف ۔۔۔ جستجو شرط ہی انسان عبث کھائے خوف
کرنہ تو منزل مقصد مین بھٹکنے سے خوف ۔۔۔ رو نہ دیدۂ الفت مین قدم رکھ بے خوف

مِل ہی جائیگا تجھے راہ نما ایک نہ ایک

عشقِ مژگان کا سدا کانٹا سا کھٹکا دلمین	لاکھون گشتہ ہوسے ارمان وتمنا دلمین
کبھی محبوب سے خوشی آئے نہ اصلا دلمین	درد وغم رنج وخیالِ رُخِ زیبا دلمین

راتدن انمین سے مہمان رہا ایک نہ ایک

ایسا نظرون مین سمایا ہے وہ خورشید مثال	یاد سے اوسکے نہ غافل رہے دم بھر با حال
کبھی محبوبِ لبِ عارض کبھی عشقِ خط وخال	کبھی اوس رُخ کا تصور کبھی زلفون کا خیال

خانۂ دلمین سدا اپنے رہا ایک نہ ایک

مدح وحیؔ نہین کرتا ہے زراہِ آداب	آغا صاحب سے ہین ابرار جہان مین نایاب
عجز اسے کہتے ہین فرماتا ہے اکثر وہ جناب	عمر بھر تجھسے توحیدر نہوا کارِ ثواب

کیا عجب باعثِ بخشش ہو خطا ایک نہ ایک

مُخمّسِ غزل حاجی الحرمین شریفین نواب محمد کلب علیخانصاحب بہادر والیِ رامپور فرزندِ دلپذیر دولت انگلشیہ دام اقبالہٗ

قابلِ عبرتِ عالم ہے مصیبت میری	نہ سنو تم نہ سنو کوئی حکایت میری
آنکھ سے دیکھ لو جو کچھ کہ ہے حالت میری	تم عبث پوچھتے ہو مجھ سے حقیقت میری

سب مرا حال کہے دیتی ہے صورت میری

دیکھ سکتے نہین دشمن کبھی اذیت میری	چھوڑدی دوستون نے میرے رفاقت میری
تبِ الفت سے یہ اب پہونچی ہے نوبت میری	موت کرتی ہے شبِ ہجر عیادت میری

دور پہونچی ہے ترے عشق مین شہرت میری

خون بہا کرتا ہے آنکھوں سے بکثرت میری — جوش مین رہتی ہے ہر وقت طبیعت میری
مین وہ گریان ہون کہ روزین ہے شہرت میری — اشک کیونکر نہ کرین روز زیارت میری
گر پسند آئی مرے یار کو رقت میری

میری صورت سے تنفر نہ اوسے ہو کیونکر — غیر سے ملنے کا رہتا ہون مین مانع اکثر
نام تک اسلیے میرا نہین لاتے لب پر — تا نہ مغرور رہون مین تذکرہ اپنا سنکر
غیر سے بھی نہین کرتا وہ شکایت میری

کبھی کرنے کے نہین اسکو سخن فہم قبول — گفتگو حد سے جو بڑھ جاے سراسر ہے فضول
مہربان شانے کے مانند او لجھنے سے حصول — مختصر بات کو کیون دیتے ہو تم اتنا طول
نہین کچھ زلف سے بڑھکر شب فرقت میری

ناز اوٹھائیگا نہ جب کوئی بشر میرے بعد — روؤگے پیٹ کے سر آٹھ پہر میرے بعد
سخت پچتاوگے اے رشک قمر میرے بعد — ابھی کچھ قدر نہین اسکی مگر میرے بعد
یاد آئیگی بہت تمکو محبت میری

گو مین دیوانہ ہون تربت پہ مری بعد مرے — دیکھنا غیب سے سامان مہیا ہونگے
پوچھتا ہون مگر ایسا جان مین اتنا تمسے — تم نہ آوگے تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھے
خاک اوڑانے کے لیے آئیگی وحشت میری

حال ہر سارے زمانے کا ہمیشہ سے یونہین — عشقبازون سے کہین ہوتے ہین مانوس حسین
اپنے دلمین تو ذرا سوچو تو تم اے ماہ جبین — مجھ سے نفرت ہے انھین یہ تو بڑی بات نہین
چاہتا ہون نہین تمھین ورا ری ہمت میری

دل لگی ہو رہی تھی محفل مین جو مجھ سے اوس سے — گرمیون سو مری جھنجھلاتا تھا کیا جل جل کے

چھیڑتا ایسا کہ رو دیتا وہ ہنستے ہنستے ۔ تم رہے غیر کے جھگڑے مین عبث تول اوسکے
دیکھ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

ان مسیحا نفسون کے بھی عجب ہین اطوار ۔ نہین پروا انھین اچھا ہو کوئی یا بیمار
جب مین خواہان تھا تو انکو تھا نہایت انکار ۔ بے نیازی کا ہے احسان کہ اب سو سو بار
بے سبب ہوتی ہے ہر روز عیادت میری

طرز بیداد ہے دنیا سے نرالا اونکا ۔ وہ کسیطرح سنبھلنے نہین دیتے ہین ذرا
اور تو دے سکے سب طرح کی مجھکو ایذا ۔ یہ نیا ظلم ہے الفت کا چکھاتے ہین مزا
جبکہ ہو جاتی ہے غم کھانے کی عادت میری

ابر مژگان سے جدائی مین زبس دریا بار ۔ اشک خونین کا لگا رہتا ہے ہر دم اک تار
پوچھتا ہون مین یہ اے حسرت دید رخ یار ۔ ہونگی یہ آنکھین تو مری وصل مین محو دیدار
اور کس گھڑی کونسا گھر ڈھونڈھیگی رقت میری

ملا مجھ سا کوئی یار کو جب میرے بعد ۔ کر دیے ترک سب اسباب طرب میرے بعد
رنگ قسمت نے دکھایا یہ عجب میرے بعد ۔ جیتے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میرے بعد
پوچھتے پھرتے ہین ہر ایک سے تربت میری

دھیان آتا تھا کبھی مجھکو کہ یہ اپنا ہے ۔ کبھی کہتا تھا یہ مین اسکا وفا شیوا ہے
واقعی سچ ہے پھر ایسے کا بھروسا کیا ہے ۔ غیر کے دلمین بھی ظالم کبھی جا رہتا ہے
ہاے غم بھی نہین کرتا ہے رفاقت میری

دل سے اپنے یہ کہا کرتا ہون پہرون مین تو ۔ یہ نہ دیکھا کہ کہین اوسکا کوئی شاکی ہو
جان لینے یہ وہ دم دیتا ہے جسکو دیکھو ۔ کس جفا جو کا ہے یہ ظلم کہ اک عالم کو

لاکھ عیشوں سے پسند آئی مصیبت میری

زندگی کی بھی مجھے اپنی توقع نہ رہی ۔ کوئی صورت نہین آتی ہے نظر بچنے کی
ایسی اب دردِ جدائی سے ہے حالت میری ۔ مرضِ عشق سے ایسا تو نہ تھا حال کبھی
بے طرح بگڑی ہے ان روزون طبیعت میری

اتفاقات سے اونکا جو ہوا یہان آنا ۔ سلطنت ملگئی گویا مجھے مین نے جانا
ایسی رونق ہوئی چہرے پہ مری پروانا ۔ گھر مین آئے بھی مرے تو نہ مجھے پہچانا
ہای کیون بدلی اونھین دیکھکے رنگت میری

ورملے انکی جفاون کے نہین ہوتے سلے ۔ مفسدے سب کے یہ رہا کرتے ہین ہردم درپے
تمھین منصف ہو اوٹھے رشک کا صدمہ تا کے ۔ تم مخاطب نہو اغیار سے یہ مطلب ہے
بزم مین مجھ سے کیے جاؤ شکایت میری

وہبی ارشاد یہ کرتے ہین شہِ عرش جناب ۔ صدمۂ ہجر سے رہتا تھا دل اکثر بیتاب
چشمِ تر آب تحیر سے تھی مانندِ حباب ۔ جانکر مجھکو خفا لیٹے وہ مجھ سے بخواب
آج مشاطہ بنا وصل مین حسرت میری

مخمس غزلِ خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

تڑپتا ہے مریضِ عشق کیونکر دیکھتے جاؤ ۔ مرے دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
دمِ رخصت ذرا حسرت کے تیور دیکھتے جاؤ ۔ نکلتی کس طرح ہے جانِ مضطر دیکھتے جاؤ
ہماری پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

کسے ایسے قیامت زا چلن بھاتی ہین صاحب کے ۔ نرالی آفتین ناز و ادا ڈھاتی ہین صاحب کے

خلافِ وضع ہی پامال چلاتے ہین صاحب کے / قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہین صاحب کے
ستم رفتار مین کرتی ہی ٹھوکر دیکھتے جاؤ

رہے پھر جستجو مجکو نہ باقی عذر کچھ اونکو / وہ آئین یا مین جاؤن نکلے راہ و رسم اب کچھ تو
یہی نہ ٹوکنے سے ہونگے آزردہ تو ہونے دو / ملین وہ راہ مین ایکی تو کہتا ہون جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

ادا دل چھینتی ہی زلفِ پرخم دیتی ہے پھانسی / قزوکی پڑتی ہین چھریان نگہہ کی چلتی ہے برچھی
کوئی بات اوٹھا رہی پھر کیون بڑھالو اک ذرا تیوری / خرام ناز مین عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
تم اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

تماشا ہی کہ وہ تو خوف سے عاشق کی ڈرتے ہین / خطا اوٹھی جان نثاری کا ذرا ہم اسپہ مرتے ہین
تہِ خنجر بھی حسرت سے کھا کر آہین بھرتے ہین / کوئی اوسنے کہ منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہین
تڑپتا ہی تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

کہین طاؤس و کبک اسمین ہر ہر گام لڑتے ہین / کہین پامالِ رفتارِ قیامت زا جھگڑتے ہین
شرابِ حسن کے نشہ مین اتنا بھی اکڑتے ہین / روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہین
خدا کے واسطے ہر پھیر دیکھتے جاؤ

ترا اے معجزے رفتار روح افزا دکھاتی ہے / ہزارون مردۂ صد سالہ اکدم مین جلاتی ہے
صدا اخلخال پا کی مژدۂ صحت سناتی ہے / جدہر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے
مسیحا ہو تو بیمارونکو دم بھر دیکھتے جاؤ

ہمیشہ دید نور جلوۂ عارض سے ترسایا / فروغ حسن عالمگیر بے پردہ نہ دکھلایا
ترستا ہی کوئی نظارے کو اتنا نہ دھیان آیا / نقاب اک دن اٹھا کر تمنے یہ منہ سے نہ فرمایا

جلاب

جمالِ آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

فقط مشتاق ان آنکھوں کے نظارے کی ہیں کیا ہم
زمین و آسمان کو کر رہے ہیں درہم و برہم
خرام ناز میں مدِ نظر اتنا رہے ہر دم
نگاہ لطف کا شائق ہے تحت و فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

ستاتے ہو عبث ہر بار محوِ چشم فتان کو
فقط چشمک بھی کافی کشتۂ بیداد حیران کو
نہیں زیبندہ شوخی ایسی تم سے راحتِ جان کو
کبھی بل جاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگان کو
دکھاتے ہو ہمیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

شگفتہ ہوتی ہیں گلہائے لعلِ تبسم تو سخن مین
کھلی جاتی ہیں کلیان جھونک سے ہر بار دامن مین
یہ ادنیٰ سے کھلنے کا ہے شورا نسرین و سوسن مین
نسیم نو بہاری کی طرح آئے ہو گلشن مین
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

توکل ہے بڑی دولت بشر ہرگز نہ للچائے
صفت اسکی نہ کیونکر یہ گھڑی لب پر مرے آئے
جنابِ خواجہ مرحوم حسب وہبی یہ فرمائے
نہ موڑو اوس سے منہ الفش جو کچھ در پیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

مخمس غزل جناب استادی یار السلطان آفتاب الدولہ ظہیر الملک خواجہ ارشد علیخان بہادر شمس جنگ عرف خواجہ اسد تخلص بہ قلق

نقاب مین رخِ پر نور کو چھپائے ہوئے
اداسے سر کو ہر اک گام پر جھکائے ہوئے
نگاہ نیچے کیے ناز سے لجائے ہوئے
ادھر سے جاتے ہیں رند آنکھ جو چرائے ہوئے
او نہیں کا تیر نگہ ہم پہ ہیں لگائے ہوئے

جفا کا اونکو جو آیا خیال نادم ہین
تباہ دیکھ کے آنکھون سے حال نادم ہین
نئی طرح کا ہے یہ انفعال نادم ہین
ہمارا کام ملے کے سر وہ کمال نادم ہین
کھڑے ہین در پہ مقتل مین سر جھکائے ہوئے

نثار جان سے کوئی کوئی دل سے ہے قربان
کمال کیا ہی اگر خضر نے بھی دیدی جان
مثال نسے جو دو دون ایسا مین نہین نادان
عبیر و عنبر و مشک و بنفشہ و ریحان
تمھاری سبزۂ خط پر ہین زہر کھائے ہوئے

کمال خوف ہے مہر و وفا کا نام نہین
کٹی جو صبح مسافر کو یان تو شام نہین
جتائے دیتے ہین تمکو کچھہ اور کام نہین
سرائے دہر یہ دم لینے کا مقام نہین
عدم کے قافلے والو قدم بڑھائے ہوئے

یہ امتحان ہوا ہمکو بار ہا بخدا
گیا وہ جان سے جسنے کہ اک نظر دیکھا
عدم کا صاف نظر آتا ہے اوسے رستا
تمھارا کشتۂ مژگان کوئی نہین بچتا
یہ تیر ظلم ہین کس زہر مین بجھائے ہوئے

خیال دل مین رہا کرتا تھا یہ صبح و مسا
پڑینگے پیچ خدا جانے اور ہو گا کیا
بہت دنون سے اب اس بات کا یقین آیا
ضرور جان ہماری یہ ایکدن لیگا
ہے مار زلف ترا ہی یہ زہر کھائے ہوئے

نہ رحم آئے گرے کوئی لاکھہ نالہ و آہ
عجیب طرح کے بیدرد ہین خدا کی پناہ
نہین ہے حال یہ وہبی سے بھی کرم کی نگاہ
قلق یہ قول بزرگون کا راست ہے واللہ
نہ آزماؤ اونھین جو ہین آزمائے ہوئے

ایضاً

کب شب ہجر میں ہم گور کنارے نہوئے — جان بلب کون سے دن درد کے مارے نہوئے
نگہ لطف و عنایت کے اشارے نہوئے — حال پرسان کبھی تجھ سے بھی پیارے نہوئے
ہم تمھارے ہوئے تم حیف ہمارے نہوئے

گو کہ مشہور زمانہ ہے ترا لاف و گزاف — پر نہ دل صورت آئینہ کبھی رکھا صاف
یہ مرا ماننے کی بات ہے تقصیر معاف — جائے انصاف ہے شکوہ نہیں از نا انصاف
غیر پیارے ہوئے اور ہم تجھے پیارے نہوئے

اسکو الفت ہے مری اور مجھے ہے آپکی چاہ — اب یقین ہو کہ بڑے لطف سے ہو دیگا نباہ
گرد بلبل کی طرح رہتا ہوں ہر شام و پگاہ — کون سے دن نہ بھرا دامن گلچین نگاہ
کب ترے گل عارض کے نظارے نہوئے

خانۂ دل نہوا عیش و طرب سے آباد — اپنی عشرت کے جو دن تھے وہ ہوے سب برباد
لاکھ میں گھر سے ہوں پر دل نہیں میرا ہی شاد — کب میں خمخانے میں سویا کہ نہ آیا تو یاد
کب وان دیدۂ گریان کے ہزارے نہوئے

مجھکو معلوم جو ہوتی کبھی گردون کی راہ — عرش سے توڑ کے اک آن میں لاتا واللہ
ہر گھڑی ہر دم و ہر لحظہ ہر اک دن ہر ماہ — تیری افشان پہ تصدق انھیں کرتا اے ماہ
آسمان کو مرے قابو میں ستارے نہوئے

راہی ملک بقا ہوتے ہزارون غواص — کشتۂ تیغ ادا ہوتے ہزارون غواص
بستۂ موج فنا ہوتے ہزارون غواص — غرق گرداب بلا ہوتے ہزارون غواص
شکر صد شکر وہ دریا کے کنارے نہوئے

جان سو دل سے ہر اک آن رہی اوس پہ فدا — پر انھیں قدر نہ اسکی ہوئی دل میں اصلا

ہے یہ وسیمی مرے اوستاد کا ارشاد بجا — اے قلق تم رہو ثابت قدم راہِ وفا
خیر پاپوش سے وہ گرچہ تمھارے نہ ہوئے

ایضاً

شیشۂ دل کے الفت سے اُو سبلنے نہ دیا — حسرت و یاس کو سینے سے نکلنے نہ دیا
کسی پہلو دلِ غمدیدہ بہلنے نہ دیا — غش سے مجھکو کسی عنوان سنبھلنے نہ دیا
ضعف نے رنگ بھی چہرے کا بدلنے نہ دیا

عشق میں پھرتے ہیں ہم خوار و ذلیل و رسوا — جو ہونا تھا وہ سب عشق کے ہاتھوں سے ہوا
سینہ اپنا صفتِ شانہ سدا چاک رہا — کس بلا میں دلِ سودازدہ اپنا پھنسا
کونسا پیچ ترے زلف کے بل نے نہ دیا

نشۂ مے میں پڑے رہتے تھے ہر دم مدہوش — عیش و عشرت سے سدا رہتے تھے ہم دوش بدوش
ساری باتیں ہیں لڑکپن کی نہیں ہے کچھ ہوش — عشقبازوں سے بھی ہوئے ابھی سے روپوش
مہرباں آپ نے جوبن کو بھی ڈھلنے نہ دیا

غم سے آ آگیا گو منہ کو کلیجا ہر بار — اُف تلک منہ سے نکالی نہیں ہمنے زنہار
یوں تو ہر روز بندھا رہتا تھا اشکوں کا تار — اور بس عشق اسے کہتے ہیں دمِ رخصتِ یار
ضبط نے آنکھ سے آنسو بھی نکلنے نہ دیا

مہرباں آپکی عادت کبھی ایسی تو نہ تھی — آج جس طرح سے بے وقت سواری مانگی
رنگِ رخ کیوں نہ دھواں ہو کے چہرے سے اڑی — کتنی تعجیل شبِ وصل دمِ رخصت کی
صبح کی توپ کو بھی آپ نے چلنے نہ دیا

ہمکو یہ حال ابھی تک نہوا تھا معلوم
کہ ہوا ہمسے بھی برگشتہ ہمارا مقسوم
رکھدیا گو کہ تہِ خنجرِ ستمگران حلقوم
سخت جانی سنے شہادت سے بھی رکھا محروم
حلق پر خنجرِ سفاک کو چلنے نہ دیا

چولی دامن کا سا تھا ساتھ ہمارے اوسکے
نہ بدلوائے جو ہمنے تو نہ ہمنے کپڑے
فتنے برپا نہوا کرتے تھے ایسے آگے
بدگمان اتنا ہوا غیرون کے بھڑکانے سے
یار سنے عطر بھی پوشاک مین ملنے نہ دیا

قفسِ تن مین نہ گھبراتا تھا یون طائرِ جان
بل پہ بل پڑتے تھے اسطرح سے ہر روز کہان
اسکے دم دھاگون مین اب آگیا کیا مین نادان
یاد مین پیچ تری زلف کو کیا کیا ایمان [?]
دام مین لاکے محبت کے نکلنے نہ دیا

شبِ فرقت مین ہا رنگ بھی چہرے کا فق
بسترِ غم پہ مجھے چین نہ آتا مطلق
سینہ گو عشق مین مژگان کو ہے وہی کا شق [?]
پاسِ مہمان اسے کہتے ہین کہ تا زیست قلق
خارِ غم آبہ دل سنے نکلنے نہ دیا

مخمس غزل منشی جواہر سنگھ جوہر تخلص

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے
مکین ہوگئے بے مکان کیسے کیسے
ملے خاک مین نوجوان کیسے کیسے
بدلتا ہے دورے [?] جہان کیسے کیسے
دکھاتا ہے چرخ آسمان کیسے کیسے

نہین ہے تپِ غم کی شدت سے فرصت
نکلتی ہے رنج و مصیبت سے فرصت
نہین ایکدم بھی اذیت سے فرصت
نہ تن سے رہائی نہ فرقت سے فرصت

اوٹھاتے ہین اندوہ جان کیسے کیسے

متاعِ خسرو لوٹ کر لیگیا تو
ذرا دیکھ تو آسکے او طفلِ بدخو
نہ تسکین خاطر نہ ہے دل پہ قابو
نکلتے ہی آستے ہین فرقت مین آنسو
روان ہین یہان کاروان کیسے کیسے

نہ اِتنا خدا کے لیے بدگمان ہو
جو گذری ہے دل پر وہ مجھ سے سن لو
نہین گر یقین ہے تو پہلو مین دیکھو
نگاہ و مژہ سے نہ عاشق سے پوچھو
لگے زخم تیر و سنان کیسے کیسے

کسی سے نہین حل ہوا یہ معما
بہت غور سے گوش نگاہ و زبان نے دیکھا
یہ رازِ عدم ہے بتائے کوئی کیا
نہ عقدہ کھلا اونکے موئے کمر کا
مبصر پڑے سے درمیان کیسے کیسے

بنا جسم گو خاک ہو کر کے تودا
سرِ راہ چلایا مین کیسا کیسا
نہ اک تیر بھی ناوک افگن نے پھینکا
نشانہ بنایا نہ تیرِ نگہ کا
نظر آئے ابرو کمان کیسے کیسے

نہ کچھ پوچھو وہبی جو گذری ہے دل پر
حرارت سے ہین اشکِ گرم اب تو اخگر
بھکی سوزشِ غم سے کیا جانِ مضطر
دل و سینہ کیا کیا جلے اپنے جوہر
ملے داغ مہرِ تپان کیسے کیسے

تمام شد

مسدس اشعار مُلا وحشی

دام میں زلفِ سیہ فام کے ہوں جیسے اسیر — طوق گردن میں پڑا پاؤں میں پہنی زنجیر
وصل کی اوسکے بن آتی نہیں کوئی تدبیر — ہجر میں اپنی ہوئی جاتی ہے حالت تغییر
دیکھیے رنگ دکھاتی ہے نیا کیا تقدیر — کوئی اوس شوخ سے کہتا یہ نہیں اوسے پیر

فارغ از عاشقِ غمناک نمی باید بود
جانِ من اینہمہ بیباک نمی باید بود

بخدا ہجر میں دن رات یہی ہیں ساماں — کبھی نالہ مرے لب پہ ہے کبھی آہ و فغاں
یاد میں آئینۂ رخ کے ہوں ہر دم حیراں — نیند آنکھوں سے گئی تن سے گئی تاب و تواں
موت کے سارے نشاں ہیں مرے چہرے سے عیاں — جان دی میں نے اگر دل میں سمجھ اسے ناداں

ما نباشیم کہ باشد کہ جفائے تو کشد
بجفا سازد و صد جور برائے تو کشد

تیری آنکھوں کے تصور میں ہوا ہوں بیمار — دیدۂ تر سے بندھا رہتا ہے اشکوں کا تار
نور آنکھوں سے گیا روح ہے تن سے بیزار — دوست دشمن ہوئے اور یار ہوئے سب اغیار
دم شماری میں بسر ہوتی ہے اب لیل و نہار — اسپہ بھی تشنۂ خوں میرا ہے تو او خونخوار

من اگر کشتہ شوم باعثِ بدنامی تست
موجبِ شہرت و بیباکی و خودکامی تست

میں ترے عشق میں اسدرجہ ہوا ہوں رسوا — ہے مرے حال کا ہر ایک زباں پر چرچا
رحم حالت پہ مری تجھکو نہ آیا اصلا — تو شب ماہ میں کرنے لگا سیر دریا

میں فدا تجھ پہ تجھے کچھ نہیں میری پروا — جان تو جائیگی پر قبر سے آئیگی صدا

گر ز آزردنِ من بود غرض آزردنِ من
مرو م آزار بکش از پئے آزردنِ من

عشق کے ہاتھ سے از بسکہ بہ تنگ آیا ہوں — وحشتِ دل ہے سوا درد جگر سے ہے افزوں
یاد میں آنکھوں کے آنکھوں سے بہا چشمۂ خوں — اوسکی کاکل کے تصور میں ہوں ہر دم مجنوں
سنو مجھسا زمانہ میں کوئی خوار و زبوں — کسطرف جاؤں کدھر بیٹھوں بھلا کیا میں کروں

شرح درماندگیِ خود بکہ تقریر کنم
عاجزم چارۂ من نیست چہ تدبیر کنم

ایک مدت ہے کہ سہتا ہوں سبھی درد و الم — شوگ ہے دل کا کبھی جان کا کبھی ہے ماتم
عقدۂ دل کس سے کہوں کون ہے اپنا محرم — آہ یہ کہ جسم سے اب آنکھوں میں ہے اپنا دم
تو نے او عربدہ جو مجھ پہ وہ کی مشقِ ستم — ہے کبھی خنجرِ براں کبھی ہے تیغِ دو دم

دیگرے اینہمہ بیداد بعاشق نکند
قصۂ آزردنِ یاران موافق نکند

عشق کا بھول کے لینے کا نہیں نام کبھی — کام آیا نہ مرے او محبت خود کام کبھی
تیرے کوچے میں نہ آؤنگا میں ناکام کبھی — ہوگا آغازِ محبت کا بھی انجام کبھی
عوضِ بوسہ نہیں دیتا ہے دشنام کبھی — تجھ سے ہرگز نہ سنا وصل کا پیغام کبھی

از زبانِ تو حدیثے نہ شنودم ہرگز
از تو شرمندۂ یک حرف نبودم ہرگز

اندنوں غیروں سے اسدرجہ بڑھی ہے صحبت — نہ وہ اخلاص رہا اور نہ رہی وہ الفت

اب تو صورت سے بھی میری ہوئی تجکو نفرت
میرے پاس آنے کی اصلا نہین تجکو فرصت
ظاہری باتین رہین اور دل سے نہین وہ چاہت
مجھ سے اک بات بھی کرنے کی نہین ہے مہلت

که ترا گفت بارباب وفا حرف مزن
چین بر ابرو زن و یکبار بما حرف مزن

وہ کبھی دن یاد ہین تھا بام پہ جانا مشکل
اب تو اغیار کی صحبت ہوئی تجکو حاصل
آگیا دم مین ترے ایک غلط مین بیدل
ہاتھ ہی ہاتھ لیے رہتا تھا مین آپکا دل
گھر مین غیرون کے بپا رہتی ہے ہر دم محفل
اب نہو گا کوئی اس تیغ نگہ کا گھائل

تو نه آئی که غم عاشق زارت باشد
چون شود خاک بران خاک گذارت باشد

چشم بیمار کا بیمار ہوا مین مضطر
بیقراری مین بسر ہوتی ہے اب شام و سحر
کبھی حیران ہون اے یار کبھی ہون ششدر
تار بستر کوئی گنتا ہے کوئی تار نظر
جان بلب رہتا ہون آتا نہین تو بالین پر
ہجر اسیدہ بھی لیتا نہین تو میری خبر

بشنو این پند مکن قصد دل آزردهٔ خویش
ورنه بسیار پشیمان شوی از کردهٔ خویش

تیرے کوچے مین رہا کرتا ہون مین صبح و مسا
روز و شب رہتی ہے خالق سے یہی میری دعا
جو نہونا تھا وہ سب عشق کے ہاتھون سے ہوا
ناتوانی نے بنایا مجھے نقش کف پا
مشت خاک اپنی نہ لیجائے کہین باد صبا
رحم کر او بت خودکام کہ ہے رحم کی جا

چارهٔ من کن و مگذار که بیچاره شوم
سر خود گیرم و از کوے تو آواره شوم

کسنے یہ ناز یہ انداز سکھایا تجھکو
کوچۂ غیر کا کسنے بتایا تجھکو
میرے پہلو سے رقیبون نے اوٹھایا تجھکو
حیف صد حیف فدا رسم نہ آیا تجھکو
راستہ جو کہ نہ دیکھا تھا دکھایا تجھکو
اپنی ہی چال پہ لوگون نے چلایا تجھکو

الغد الغد ز کہ این قاعدہ آموختہ
کیست استاد تو این نازکہ آموختہ

ہجر کے صدمے وہ جفا و اوٹھاؤن کبتک
اشک رخسارون پہ مل مل کے مٹاؤن کبتک
تیری محفل مین مین ناشاد نہ آؤن کبتک
شمع سان اپنے کلیجے کو جلاؤن کبتک
راز الفت کا مین اے یار چھپاؤن کبتک
حال دل تجھکو نہ ہر بار سناؤن کبتک

خود بگو کز تو کشم تیر و تغافل تا کے
طاقتم نیست ازین بیش تحمل تا کے

تپ ہجران سے مین اسدرجہ ہوا ہون رنجور
بہتے بہتے ہوا اب زخم جگر کا ناسور
شیشۂ دل کو کیا سنگ جدائی نے چور
اب ترے پاس سے بندے کو خدا رکھے دور
حسن پر اپنے عبث رہتا ہے اتنا مغرور
میرا معشوق ہے اک رشک پری غیرت حور

میروم تا بسجود بت دیگر باشم
باز اگر سجدہ کنم پیش تو کافر باشم

آؤ بلجاؤ کہ حاضر ہون منانے کے لیے
جھوٹے نقرے تھے یہ سب تیری جلانے کے لیے
تو قسم کھاؤن اگر آنکھ لڑانے کے لیے
دل سے حاضر ہون ترے ناز اوٹھانے کے لیے
دل لگی یہ بھی تھی اے جان ستانے کے لیے
یہ بگڑنا تھا فقط تیرے بنانے کے لیے

حرف بر حرف درشت من آزردہ مکن

حرفِ آزردہ ورشتانہ بود خردہ مگیر

جلد آؤ کہ تپ ہجر سے مر جاؤنگا
قبر مین ساتھ لیے دردِ جگر جاؤنگا
خوب ہی نام ترے عشق مین کر جاؤنگا
گذری گر آجکی شب کل مین گذر جاؤنگا
حسرت و یاس سے با دیدۂ تر جاؤنگا
جانبِ ملکِ عدم بہرِ سفر جاؤنگا

یا کجا زم ہمہ کس طورِ مرا امید انند
عاشقے ہمچو منت نیست خدا امید انند

سیرِ صحرا نہین بھاتی ہے نہ گلگشتِ چمن
خونِ دل پیتا ہون کھاتا ہون سدا رنج و محن
در و دیوار کبھی تکتا ہون گاہے روزن
آنکھ اوٹھا کہ نہین دیکھا کبھی سوئے گلشن
سارے اعضا ہوئے اب جان کی میرے دشمن
وہبی خستہ کا سن لیجیے اتنا تو سخن

از جفائے تو من زار چو رفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

تمام شد

تواریخ

تاریخ وفات مولانا محمد ہادی علی اشک تخلص نوراللہ مرقدہٗ

حیف آن اشک گو سجادهٔ علم — بود خضر طریق و ہادی راه
راہی خلد گشت و وہبی گفت — چشم حیران شده بلا اشک آه
۱۲۸۱ھ

تاریخ وفات مرزا اصغر علیخان دہلوی تخلص نسیم

شد چو نسیم خوش بیان سوے جنان ازین جہان — کرد ہجوم بر دلم لشکر درد و رنج و غم
بہر سنِ وفاتِ او وہبی زار و دل حزین — کرد رقم بہ معجمہ رفت بروضۂ ارم
۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات جناب منشی جمنا پرشاد صاحب والد ماجد آقاے نعمت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقباله

والد آقاے من چون رفت از دارِ فنا — خواستم تاریخِ سالِ انتقالِ جانگزاے
بار اول بہرِ سالش گفت دل واحسرتا — بار ثانی وادریغا بار ثالث ہاے ہاے

۶۷۶ ۱۲۲۲ ۳۲

سمبت ۱۹۳۰

تاریخ طبع کتاب طب تصنیف جناب حکیم مظفر حسین خانصاحب

جب چھپ چکی بحکم مظفر حسین خان
طب کی کتاب جسکا زمانے مین غل ہوا

وہبی کو سالِ طبع کا اوسدم ہوا خیال
سقمونیا غبیر انیسون سے سر لیا
۱۲۹۱ھ

الف ۱۱۱
غین ۱۰۶۰
سین ۱۲۰

تاریخ طبع کتاب بہار ہند تصنیف مولوی عبد العزیز صاحب آروی

این کتاب بہارِ ہند و لا
صغیرہ و کبیرہ شد مطبوع

گفت وہبی بعجبہ سالش
جملگی بے نظیرہ شد مطبوع
۱۲۸۷ھ

تاریخ طبع انشاے خورشید فراست

چو شد انشاے خورشید فراست طبع باخوبی
دلِ اہلِ سخن گرویدہ از حسنِ خطش خرم

براے انبساطِ خاطرِ احباب سالِ او
بگو وہبی شدہ مطبوع انشاے دلکشِ عالم
۱۲۸۳ھ

تاریخ طبع کتاب تاج المدائح در مدح نواب رامپور تصنیف حضرت تسلیم سہسوانی

وصفِ این نسخہ چہ آرم بہ قلم
ہست تصنیفِ جنابِ تسلیم

دم فکرِ سنِ طبعش وہبی
گفت شد جا بہ کتابِ تعلیم
۱۲۸۸ھ

تاریخ طبع دیوان منیر

گشت مطبوع چون کلامِ منیر
پاک بنشست شمعِ خوش گویان

کلکِ من زد رقم بسالِ او کلیاتِ منیرِ آفتِ جان
۱۲۹۶ھ

ایضاً

یہ وہ دیوان کہ جسکا اک اک لفظ مثلِ مہرِ منیر روشن ہے
لکھا وہبی نے اسکا سالِ طبع کہ یہ شمعِ منیر روشن ہے
۱۲۹۶ھ

تاریخ طبع دیوانِ ظہوری

شد از دیوان عیان شانِ ظہوری مقرر ہست فرمانِ ظہوری
سزد وہبی بسالِ طبع گویم کہ طبعِ پاک دیوانِ ظہوری
۱۲۹۶ھ

تاریخ طبع اودھ نامہ تصنیف بابو چھوٹو لال صاحب خوب تخلص اکبر مرزا پوری مشتمل بر ہفت صفت

جناب خوب مہتر نظم گسترد کہ ہفت اورنگ وار دہر در مدح
دمِ فکرِ سنینش وہبی بگوشم بگفتا ہفت لامع اختر مدح
۱۸۷۹ع

تمام شد

متفرقات

جب بے نقاب وہ فلکِ بام پہ گئے
اپنی نظر سے شمس و قمر آپ اوتر گئے

بنوایا خط جو یار نے مجھکو یقین ہوا
آہوئے چشم سبزۂ رخسار چر گئے

جنکی وفا پہ ناز کیا کرتے تھے حضور
اب آپکے وہ چاہنے والے کدھر گئے

ولہ

یون نہ دنیا سے پیارمان اوٹھانا مجکو
روضۂ صاحبِ لولاک دکھانا مجکو

مُنہ یہ دکھلانے کے قابل نہین میرا یارب
سامنے اپنے نہ محشر مین بلانا مجکو

لڑکھڑاؤن کبھی مستی مین جو اے نشۂ مے
پاسے ساقی ہی پہ مے ملکے گرانا مجکو

کسطرف جاؤن سوا تیرے درِ دولت کے
تو ہی تبلادے کوئی اَور ٹھکانا مجکو

ولہ

اونپہ الزام جو رکھتے ہین ستم کرتے ہین
فعل مختار ہین جو کرتے ہین ہم کرتے ہین

ولہ

گو فرطِ معصیت سے سراپا قصور ہون
نازان اسپہ ہے کہ بندۂ ربِ غفور ہون

ولہ

رفتارِ نازِ یار کے سب رنگ اوڑا لیے
طاؤس و کبک بھی ہین قیامت کے چالیے

ولہ

کل اوسکا طرز اور تھا رنگ اور آج ہے
وہ رشکِ گل بھی حد کا تلون مزاج ہے

ولہ

محشر مین کیا خطر ہے عذابِ جحیم کا
بندہ گناہگار ہے تجھ سے کریم کا

ولہ

بیٹھے ہین جو لینے واسطے بھی غضب ڈھاتے ہین
آتشِ غیظ یہ لوگ اور بھی بھڑکاتے ہین

ولہ

کیونکر کہون شباب کا پیری مین غم نہین
محجوب کرنے کو مرے آئینہ کم نہین

ولہ

اندھا ہون شوق مین نہین کچھ سوجھتا مجھے
بتلا دے کوے یار کا کوئی پتا مجھے

ولہ

کوچے مین تمھارے جو مرے ہوتے ہین غیر آتے ہین
مجھ سے یہ نہوگا کبھی خوش ہو کہ خفا ہو
دل ٹکڑے ہوے جاتے ہین سننے کی نہین تاب
اس درد سے اتنا تو نہ ہر وقت کراہو
کہتے تھے کہ پچھتاؤگے دیکھو وہ ہین و مباز
کیون حضرتِ دل خوش ہوے کچھ اور نہین چاہو
سمجھو گے سبھی آخر وقت مین کسی روز تمھارے
رونے کے سوا بندہ قسم لو جو ہنسا ہو
بدلا لون جفاؤن کا تو نہین مین کبھی جلاؤن
تم بھی جو بدل مجکو مری طرح سے چاہو

ولہ

ہوتی ہے پیری مین اب طے راہ اوٹھتے بیٹھتے
کرتے ہین ہر وقت ہم اک آہ اوٹھتے بیٹھتے
ضعفِ پیری سے جو میرے لڑکھڑا جاتے ہین پاؤن
تھام لیتا ہون عصا کی آہ اوٹھتے بیٹھتے

	وله
کوئی مجھ غمزدے سے پوچھے اس حالت کی لذت کو	کلیجے سے لگا رکھا ہے اوسکے دردِ الفت کو
	وله
دمِ رفتار جو خم پشت ہے پیری مین یارون کی	جگہ تجویز کرتے پھرتے ہین اپنے مزارون کی
	وله
وہ اوٹھ گیا جو کہنے سے غیرون کے کوس کر	مین رہگیا کلیجے کو اپنے مسوس کر
	وله
دنیا ہو اور گلشنِ کوئے حبیب ہو	جنت کی گر ہوس ہو تو دوزخ نصیب ہو
	وله
ندامت اپنے گناہون پہ ہے کمال مجھے	ڈبو دے اے عرقِ فرطِ انفعال مجھے

اشعارِ تاسفِ رخصت جناب وینگفلڈ صاحب بہادر چیف کمشنر اودھ

مہرِ سپہرِ جاہ و کرامت چیف کمشنر صاحب دولت
ملکِ اودھ ہے فیض سے جنکے رشکِ بہارِ گلشنِ جنت
مجمعِ جود و معدنِ بخشش منبعِ لطف و مخزنِ رافت
بانیٔ عدل و موجدِ حکمت بحرِ مروت کانِ سخاوت
جبتکہ رہی اس عہد مین اونکو مدِ نظر بہبودِ خلائق
خلق رہی آسودہ ہمیشہ اونکے زیرِ دامنِ دولت
عیش و عشرت و طرب مین خلق نے دیکھا روزِ جدائی

ایسے مربی حاکمِ اعلیٰ ہونگے روان اب سوے ولایت
اونکی جدائی کیا ہی غضب ہے سبکے دلون پر رنج و تعب ہے
اپنی دعا یہ روز و شب ہے حق رکھے دائم اونکو سلامت

سہرا حسب ارشاد اوستادی جناب آفتاب الدولہ بہادر قلق دام فیضہ

بنکے نوشاہ کا جسوقت کہ آیا سہرا
آکے حورون نے بھی آنکھون سے لگایا سہرا

دھوم اس عقد کی ہی عرش برین تک ایسی
بزم مین زہرہ و ناہید نے گایا سہرا

لوگ سمجھے ہین عبث خطِ شعاعی اوسکو
صدقہ اس سہرے کا خورشید نے پایا سہرا

کہکشان پہ نہین جھوٹے سے نظر کرتی ہین وہ
جنکی آنکھون مین ہے ہر وقت سمایا سہرا

ایکدم تھم نہ سکا بوجھ تھا یہ موتیون کا
دستِ نازک سے جو نوشہ نے اوٹھایا سہرا

ہر طرف بوے عروسی جو مہک جاتی ہے
عطر مین کیا یہ دولہن کے ہے بسایا سہرا

اپنے بیگانون نے نوشاہ کا مُنہ دیکھہ لیا
حاجتا کچھہ بھی نہین اپنا پرایا سہرا

غل ہوا چار طرف صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
رُخِ پُر نور پہ جسدم نظر آیا سہرا

کھل گیا شملۂ خورشید مین جھوٹی ہی کرن
دن مین نوشاہ نے جب بناد کھایا سہرا

کان مین لعل نہ دریا مین گہر باقی ہین
دستِ قدرت نے یہ کیا خوب بنایا سہرا

عارضی مین نظر آئے مہ و خورشید بہم
رُخ سے دولہا نے دُلہن کے جو ہٹایا سہرا

رت جگے شادی کے ہر دم رہین نوشاہ کے گھر
صد وسی سال مبارک ہو خدایا سہرا

ہوئی اس عقد مین جسطرح سے ہر بات نئی
نئے مضمون کا وسیمی نے سُنایا سہرا

قصائد تہنیت روز کلاں حسب الحکم خداوند نعمت جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ

مہکتا ہے خوشبو سے باغِ جہان — یہ ہے فیض کسکے قدم کا عیان
زبس دستِ بخشش گہربار ہے — صدف مین بھی لولوے شہوار ہے
کیا جبکہ دریافت نام و نشان — کہا مجھ سے پیرِ خرد نے کہ ہان
ہین کرنیل اور رِڈ صاحب جنکا نام — جو ڈپٹی کمشنر کے قائم مقام
عجب ذات اونکی ہے عالی صفات — رعایا پہ ہردم کیا التفات
اودھ فیض سے اونکے ہی کامیاب — وہ احسان ہین جنکا نہین کچھ حساب
زمانِ گذشتہ مین جب قحط تھا — روی ہو گیا حال ہر ایک کا
رفاہِ خلائق کا آیا وہ دھیان — بچی جسن سے لاکھون کرورونکی جان
عنایات کا حال گر ہو بیان — وہ تاریخ اودھ کی بنے بیگمان
یہ مطبع کی رونق جو پہلے نہ تھی — ترقی کے باعث ہوئے آپ ہی
کہ ہر سمت کیا بلکہ نزدیک و دور — پہونچتا ہے ہر اک کو فیضِ حضور
ادا ہو سکے شکر خامہ سے کب — یہان طول بھی ہے خلافِ ادب
مری عرض مقبول ہو یا مجیب — دعا سے ہو بابِ اجابت قریب
جو ہون آپکے دوست دلشاد ہون — عدو بے نشان خانہ برباد ہون

دعا بس یہی ہے کہ یا ذوالجلال
مبارک بڑا دن صد و بست سال

قصیدہ بحضور جوڈیشیل کمشنر بہادر

عجب طرح کی ہے آئی بہار اب کی سال | زمانہ عیش و طرب سے ہوا ہے مالامال
ہوائے گلشن عالم یہ اعتدال پہ ہے | کہ برگ و بار سے ہر اک شجر ہوا ہے نہال
خوشی کے پیچھے دیکھے جو باغ عالم مین | تو پیر عقل سے مین نے کیا وہین یہ سوال
اودھ کو گلشن جنت بنا دیا کسنے | یہ فیض بخششی مین حاصل ہوا ہے کسکو کمال
دیا جواب کہ یہ صاحب جلال ہین وہ | کہ جنکے در کے ملازم ہین دولت و اقبال
اودھ کے ہین وہ جوڈیشیل کمشنر ذیجاہ | یہ اونکے فیض سے سارا جہان ہے خوشحال
دیے وہ عدل کے احکام ہے خدا راضی | کریم ایسے ہین کرتا نہین کوئی بھی سوال
شکار کرتے ہین شیرون کو صورت روباہ | جوان ہین ایسے کہ رستم ہے اونکے آگے زال
سُنا جو نام مبارک تو جوش خاطر سے | دعاے دولت و حشمت کا دل مین آیا خیال
کیا یہ عرض عدو خوار ہون زمانے مین | ابد تلک ہو درخشندہ نیّر اقبال

بحق عیسیٰ مریم ہمیشہ شاد رہین
مبارک اونکو بڑا دن ہو تا صد و سی سال

کرنیل مکندرو صاحب بہادر کمشنر سیتاپور

حضور آپکا اخلاق ہے وہ عالمگیر | کہ دام خلق مین ہر ایک کو کیا ہے اسیر
رعایا آپ کی مداح کسطرح سے نہو | ملا تھا آپ سا حاکم کبھی کہان اوسکو
رحیم و عادل و فیاض و نیک شیم و کریم | سخی و باذل و خوش خلق و بردبار و حلیم

زمانِ قحط مین وہ انتظام فرمایا
نہ نام بھوکھہ کا لاکھون زبانون پر آیا

عروج مطلع کا آتا ہے جسقدر کہ نظر
نگاہِ لطف کا ہے آپکی یہ ایک اثر

جو خاک تھا اوسے اکدم مین کردیا اکسیر
بنایا ذرّے کو خورشید خاوری کا نظیر

پھرا نہ آپکے در سے گدا تلک بے نیل
کہ نام پاک سے پہلے خطاب ہے کرنیل

کمشنری کے جو عہدے پہ آپ ہین معمور
بنا ہے گلشنِ جنت سوادِ سیتاپور

دعا یہ رہتی ہے ہر صبح و شام یا واہب
رہین جہان مین قائم مکندرو صاحب

بحقِ عیسیِ مریم بدولت و اقبال
رہین حضور زمانے مین تا صدوسی سال

رہے جہان مین عیش و طرب کا جبتک نام
بڑا دن آپکو فرخ ہو تا بروزِ قیام

ایضاً

کہان ہے ساقیِ توبہ شکن بہار آئی
شراب ناب سے دے بھر کے ساغر بلّور

مبارک آپکو یہ دن مکندرو صاحب
الٰہی ملکۂ لندن کے آپ ہون دستور

شمیمِ خلق نے کی ہے یہ مشک افشانی
زمینِ عطر بنی ہے زمینِ سیتاپور

کیا ہے آپ نے بازار عدل گرم ایسا
تپون کے دل سے ہوئین سرد مہریان کافور

دیا خدا نے یہ جاہ و جلال صورت کو
ہوا ہوا ہی سرکشان سے عُجب غرور

ہین چشمِ رحمتِ والا کے اور ہی تیور
ہون عفو ایک نگہ مین اگر ہون لاکھ قصور

الٰہی آپ رہین زیبِ مسندِ شوکت
چراغِ مہر مین جبتک رہے یہ جلوۂ نور

رباعیات

سرزد ہوئے ہیں مجھ سے جو عصیان عظیم
اس تیغ الم سے جگر و دل ہیں دونیم
برمن منگر بر کرم خویش نگر
مجرم کوئی مجھسا ہے نہ تجھسا ہے کریم

ولہ

آگاہ ہیں خوب اپنی اصالت سے ہم
اک خاک کی مٹھی پہ یہ الطاف و کرم
فرماتا ہے تو آپ ہی مالک میرے
این بندۂ خاک را نہ بخشم چکنم

ولہ

تیرا ہی ہیں بندہ ہوں بھلا ہوں کہ برا
مالک ہے مرا اَور کوئی تیرے سوا
اچھوں پہ تو ہے تیری عنایت کی نظر
آخر یہ برے تیرے کدھر جائیں بتا

ولہ

ڈر نار کا ہے نہ خلد پہ رغبت ہے
منظور خوشی تیری بہر صورت ہے
راضی ہو مرے عذاب سے جس میں تو
مجھکو تو وہ دوزخ بھی بہ از جنت ہے

ولہ

آنکھون مین مرے پردے رہے غفلت کے
پردہ مرا رکھیو ستار ہے تو
محشر مین ترے سامنے ہین ذلت کے
دامن مین چھپا ہون مین ترے رحمت کے

ولہ

افراطِ گنہ سے یہ بری حالت ہے
لائق نہین بخشش کے کسیطرح مگر
کافر کو بھی صورت سے مری نفرت ہے
تو بخشندے مجھکو تو تری رحمت ہے

ولہ

تجھ ہی کو نہ جب اے مہِ بطحا دیکھا
دیکھا تجھے جسنے اے شفیعِ محشر
تو دہر مین ان آنکھون نے پھر کیا دیکھا
سچ تو یہ ہے دیدار خدا کا دیکھا

ولہ

کیا عرش بریں پاک سے ہو ہمپایہ
اے ظلِ خدا سایہ ترا کیا ہوتا
آگے ترے محتاج ہے ہر ذی مایہ
سائے کا بھی دیکھا ہی کسی نے سایہ

ولہ

مشہور ترا حسن ہے عالم مین کمال
وارفتہ زلیخا تھی فقط ایک ادا کی
کیا حضرتِ یوسف کو مین دون تجھ سے مثال
اللہ کو بھاتا ہے ترا ہے وہ جمال

ولہ

اک ایک سیہ کار کی بخشش ہوگی
محشر مین یہ اک ایک سے پوچھیگا مین
فساق کی فجار کی بخشش ہوگی
مجھ سے بھی گنہگار کی بخشش ہوگی

ولہ

ہر وقت رہے زبان پہ جاری توبہ
کچھ دور نہیں اوسکی عنایت سے اگر
کیا کی جو بوقتِ دم شماری توبہ
مقبول وہ فرمائے ہماری توبہ

ولہ

یکجا رہے اعمال اگر ہون سارے
داڑھی نہیں رکھوائی جو سچ پوچھو تو
ہو جائین ملایک کے لیے تیتارے
بھروپ بنایا ہے یہ ڈر کے مارے

ولہ

غربت مین اگر گذرے زمانہ مجھکو
اللہ کو سونپا تمھین لے اہلِ وطن
فرقت مین زیادہ نہ رولانا مجھکو
دل سے نہ ذرا اپنے بھولانا مجھکو

ولہ

اللہ نہ روسے تنگدستی دکھلائے
دولت کوئی بڑھکر نہیں اس سے وہبی
احسان سے ابنائے زمانہ کے بچائے
دنیا مین گر انسان کی عزت رہجائے

تمام شد

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7